سلسلۂ مطبوعات "قدیم اردو" نمبر ۴

عاشور نامہ

شمالی ہند کا قدیم ترین شہادت نامہ

سنہ ۱۱۰۰ھ م سنہ ۱۶۸۸ء

از

روشن علی

مرتبہ

مسعود حسین خاں

صدر شعبۂ لسانیات، علی گڑھ مسلم یونیورسٹی

سابق صدر شعبۂ اردو، عثمانیہ یونیورسٹی

اور

سید سفارش حسین رضوی

شائع کردہ

شعبۂ لسانیات، علی گڑھ مسلم یونیورسٹی علی گڑھ

۱۹۷۲ء

ال و ۱ ۷/۲۱ ۸۵۷

سلسلۂ مطبوعات "قدیم اردو" نمبر ۴

طبع اوّل ۵۰۰

سنہ اشاعت ۱۹۷۲ء

قیمت دس روپے

ملنے کا پتہ

۱۔ شعبۂ لسانیات، علی گڑھ مسلم یونیورسٹی، علی گڑھ

۲۔ مکتبہ جامعہ، شمشاد بلڈنگ، علی گڑھ

لیتھو کلر پرنٹرس، اچل تالاب، علی گڑھ

maablib.org

مُقدّمہ

شمالی ہند کی قدیم ترین مربوط اردو نظم کا نمونہ جو تا حال دریافت ہو سکا ہے، محمد افضل، افضل کی تصنیف "بکٹ کہانی" (بارہ ماسہ) ہے[1] جو سترہویں صدی عیسوی کے اوائل کا ادبی نقش ہے۔ بکٹ کہانی کے بعد دوسری طویل نظم روشن علی کی تصنیف "عاشور نامہ" ہے جو ماہِ صفر سنہ ۱۱۰۰ھ مطابق ۱۶۸۸ء میں سپردِ قلم کی گئی۔ "مراثی ریختہ"[2] بھی غالباً اسی دور سے تعلق رکھتے ہیں جن کا ماخذ سنہ ۱۱۵۱ھ مطابق ۱۷۳۸ء کی لکھی ہوئی ایک بیاض ہے۔

---

(۱) دیکھیے "بکٹ کہانی" مرتبہ پروفیسر نورالحسن ہاشمی اور پروفیسر مسعود حسین خاں، قدیم اردو، جلد اول، حیدرآباد

(۲) دیکھیے سہ ماہی رسالہ "تحریر" (دہلی) میں پروفیسر سید مسعود حسن رضوی کا مضمون: مراثی ریختہ — شمالی ہند کی قدیم ترین اردو نظمیں۔

قدامت کے لحاظ سے عاشور نامہ کو بکٹ کہانی پر یہ فوقیت حاصل ہے کہ بکٹ کہانی میں کہیں بھی تاریخ تصنیف درج نہیں ہے۔ صرف ایک تذکرے، والہ داغستانی کے "ریاض الشعراء" میں، افضل کی تاریخ وفات ۱۰۳۵ھ مطابق ۱۶۲۵/۲۶ء دی گئی ہے اور اسی پر یہ قیاس قائم کیا گیا ہے کہ یہ اوائل سترہویں صدی عیسوی کی تصنیف ہو گی۔ اسی طرح مراثی ریختہ کے مصنفین اور ان کی منظومات کے بارے میں زمانہ کا تعین نہیں کیا جاسکتا، صرف اسقدر کہا جاسکتا ہے کہ یہ مراثی یقیناً بیاض کے سنہ کتابت یعنی ۱۷۳۸ء کے قبل لکھے گئے ہوں گے۔ اس بحث کے پیش نظر ساڑھے تین ہزار سے زائد اشعار پر مشتمل "عاشور نامہ" یقیناً شمالی ہند کے قدیم ترین ذخیرۂ ادب کی ایک اہم دستاویز ہے جو پہلی بار مرتب کر کے پیش کی جارہی ہے۔

مصنف

عاشورہ نامہ کے مصنف روشن علی کے بارے میں تمام دستیاب تذکرے خاموش ہیں۔ ظاہر ہے، ادبی لحاظ سے یہ اس پایہ کی تصنیف نہیں کہ "عالم میں انتخاب" شہر کے تذکرہ نگار اس کی جانب متوجہ ہوتے۔ روشن علی کے بارے میں ہماری معلومات کا تمام تر ذریعہ خود اس کی تصنیف ہے جس سے یہ ثابت ہے کہ "سیر دنیا" کرنے کے بعد مصنف سہارنگ پور (سہارن پور) میں مقیم ہوگیا تھا ؂

یہ کر سیرِ دنیا، موافق قدر   سکونت کیا تھا سہارنگ پور شہر (۱)

(۱) سہارنپور کو روشن علی "سہارنگ پور" کیوں لکھتا ہے، اس کی وجہ سمجھ میں نہیں آتی، روایت کے مطابق

عاشور نامہ سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ وہ معمولی علمیت کا آدمی تھا۔ اور اس کی لیاقت فارسی شہادت ناموں تک محدود تھی جن میں لکھے ہوئے اکثر نام، بقول خود، وہ اچھی طرح پڑھ بھی نہیں سکتا تھا۔ ہرچند وہ کبھی کبھی آیات و احادیث بھی نقل کرتا ہے۔ لیکن عربی دانی تو کجا اس کی فارسی دانی بھی کچھ یوں ہی سی معلوم ہوتی ہے فارسی الفاظ کی بعض غلطیاں تو یقیناً کاتب کے سر جاتی ہیں، لیکن بیشتر ایسی ہیں جن سے مصنف بری الذمہ قرار نہیں دیا جا سکتا۔ مثلاً

صیح کے بجائے سہی (قافیہ ہی)　　واہ ویلا (واویلا)

بگال (بغل) (قافیہ ڈال)　　نساں (نساء)

خلافات (خلافت۔ قافیہ بات)　　ابن زیاد (وزن میں باندھا گیا ہے)

اور دیگر بہت سے کرداروں کے غلط نام۔

عقیدہ کے اعتبار سے روشن علی اہلِ سنت وجماعت تھا۔ محمد

اس شہر کی بنیاد محمد بن تغلق کے عہد میں ڈالی گئی تھی اور نام کے لحاظ سے یہ شہر منسوب ہے۔ اس عہد کے ایک بزرگ حضرت شاہ حرن چشتی سے، جن کا مزار تا حال مرجع خاص و عام ہے۔ شاہ حرن پور امتدادِ زمانہ سے ساہ ہرن پور اور پھر سہارن پور ہوگیا۔ اس قسم کے تقلیب صوت کی مثالیں عوامی زبان میں عام ہیں۔ "رن" اور "رنگ" میں صوتیاتی تشابہ ہو سکتا ہے۔ سہارن پور کا ضلع قدیم زمانے سے سنی العقیدہ مسلمانوں کا گڑھ رہا ہے۔ ۱۹۰۵ء کی مردم شماری کے مطابق یہاں سنی مسلمانوں کی تعداد کا تناسب ۹۷ء۸۴ فیصد تھا جبکہ شیعہ صرف ۱۹ء۱ فیصد تھے۔

(ڈسٹرکٹ گزیٹیر مرتبہ ایچ۔ آر۔ نے ول ۱۹۰۹ء)

maablib.org

نعت کے بعد وہ واضح الفاظ میں خلفائے راشدین کی مدح ان الفاظ میں کرتا ہے۔

ابا بکر صدیق ہیں یار غار / تصدق وفادار دارالمدار
عمر بن خطاب ہیں بس رفیق / نبی کے وہ اصحاب صادق طریق
نبی کے سیوم یار عثماں عیاں / کیا ہے اونھو جا جمع یہ قرآں
علیؑ ولی شاہ دلدل سوار / کیا تھا خدایا عطا ذوالفقار
ہیں سب یار اصحاب صاحب کمال / دیا شرف حق نے سو آن کو، نہ مال

امام حسین میدانِ کربلا میں کار زار کے لئے نکلتے ہیں تو ذیل کے رجزیہ اشعار پڑھتے ہیں اور خلفائے راشدین کے بارے میں یوں شہادت دیتے ہیں! سہ

تبھی شاہ حسین نے کیا یہ ذکر / مرے نانا سے تم کو کیا نہیں خبر
کہ نانا مرے تھے محمد رسول / تھے اصحاب انکے گلستاں کے پھول
پہلے یار ابا بکر صدیق تھے / عمر دوسرے یار، تحقیق تھے
دلے یار سیوم وہ عثمان ہیں / چہارم علی شاہِ مردان ہیں
یہ چاروں ہر اک وقت میں تھے رفیق / انھیں سے ہے اسلام ہر ہر طریق

روشن علی کے مخاطب سہارن پور کے سُنّی العقیدہ لوگوں کا ہجوم ہے ورنہ وہ امام حسین کے بارے میں اس قسم کا دعوے ہرگز نہ کرتا۔

یہ ہے شاہِ دنیا و دیں کا حسین / جگر مصطفےٰ کا، علی کا ہے چین
کہ خاتونِ جنت کا پیارا پسر / سنی مسلمانوں کا ہے راہبر

ایک اور جگہ شہادتِ حسین کا ذکر کرتے ہوئے روشن علی نے

اپنے چار یاری ہونے کا ثبوت ان الفاظ میں دیا ہے :

پیغمبر بھی آئے محمد کے سات کیا غم و زاری اور ماتم کی بات
چاروں یارو(ں) نے آکے زاری کیا بہت غم انھوں نے یہ بھاری کیا

اردو مرثیہ نگاری کی تاریخ کی یہ دلچسپ حقیقت ہے کہ شمال و دکن دونوں علاقوں میں اولیں شہادت نامے لکھنے والے سنی العقیدہ تھے۔ دکن میں شاہ اشرف بیابانی نے ۹۰۹ھ (مطابق ۱۵۰۳/۴ سنہ ء) میں "نوسرہار" نام کی طویل مثنوی واقعہ کربلا پر تصنیف کی اور شمال میں ۱۱۰۰ھ (مطابق ۱۶۸۸ سنہء) میں روشن علی نے عاشور نامہ۔

تصنیف کا نام اور شانِ نزول

اس مثنوی کا نام "عاشور نامہ" مصنف ہی کا تجویز کردہ ہے

یہ عاشور نامہ بہ ہندی زباں
کہوں کربلا کی لڑائی عیاں (شعر ۷۰)

روشن علی کے قول کے مطابق اس نے عاشور نامہ "بعضے مرداں" کے اصرار پر قلم بند کیا ہے

بعضے مرداں یوں کہا آئے کر اگر ہو نے تم سے کرو یہ ذکر
کہ شاہزادے دیں کے نبی کے ہیں آل انھوں سیتی ہے دین قائم بہ حال
بہ غربت انھوں کے ظلم ظالماں کہو جنگ نامہ بہ ہندی زباں

اس کے بعد معترف ہے کہ اس میں اتنی عقل اور "فہم نکتہ داں" کہاں کہ اس ادبی مہم کا بیڑہ اٹھائے

نہ اتنا فہم نکتہ داں ہے مجھے — ولے عقل اتنی کہاں ہے مجھے

اسلیئے وہ استخارہ کرتا ہے اور ایک جمعرات کی رات سجدہ سے
اٹھ کر اپنے حجرہ میں جاتا ہے اور انھیں خیالات میں غلطاں و
پیچاں لیٹ جاتا ہے۔ لیکن نیند کہاں ؟ پھر سجدہ میں گر کر گڑ
گڑاتا ہے اور مصطفےٰ اور امامین سے یوں عاجزی کرتا ہے۔

ولے عقل اپنا کہاں ہے میرا — کریں وعدہ لوگوں ستی یوں کرا
فہم عقل اتنا نہیں میں دھروں — کہ اس جنگ نامے کو ہندی کروں

اس عالم میں اس پر غفلت طاری ہو جاتی ہے اور اسے
ایک جھونپڑی میں روشنی دکھائی دیتی ہے۔ دفعتہً دیکھتا ہے کہ
اس روشنی میں دو بزرگ نورانی برقعہ پوش اس سے فقیر کہہ کر
مخاطب ہیں اور دست گیری کا وعدہ فرما رہے ہیں :

تو غم فکر دل بیچ اپنے نہ دھر
بیاں وار قصّہ تو ہندی میں کر

یہ دونوں بزرگ امام حسن اور حسین ہیں۔ اس بشارت کے
پیش نظر صبح ہوتے ہی روشن علی قلم سنبھال لیتا ہے۔ اس طرح
اس نظم کا آغاز ایک جمعہ کی صبح کو ہوا :

صبح ہوتے میں نے شرو(ع) ہے کیا
موافق قصوں کے خبر میں دیا

سنہ تصنیف

عاشور نامے کا سنہ تصنیف ، اختتام پر دو جگہ منظوم کیا گیا

ہے۔ پہلی بار شعر نمبر ۲۵۴۳ میں:

بتاریخ دسویں و ماہِ صفر
ہوا اس کا انجام وقتِ فجر

اس شعر میں دسویں ماہِ صفر اور وقتِ فجر ملتا ہے۔ لیکن دن اور سال ندارد ہیں۔ دس اشعار کے بعد شعر نمبر ۲۵۴۴ میں اس کا تکملہ یوں کیا گیا ہے۔

ہزار اور یک صد میں بتیس تمام
بروزِ دوشنبہ، صفر، وقتِ شام

اس شعر میں سنہ اور دن اور مہینہ ملتے ہیں۔ لیکن تاریخ ندارد ہے۔ دونوں کو یکجا کیجئے تو حسب ذیل نتیجہ نکلتا ہے:

۱۱۳۲ھ، ۱۰ ماہِ صفر، بروزِ دوشنبہ، وقت فجر/شام۔

تقویم کی رو سے دن اور تاریخ میں تفاوت ملتا ہے یعنی ۱۰ صفر کو دوشنبہ کے بجائے شنبہ کا دن نکلتا ہے۔ اور اگلے دوشنبہ کو ۱۲ صفر تاریخ پڑتی ہے۔ اور اس طرح دو دن کا فصل قائم رہتا ہے۔ اس کی وجہ غالباً یہ ہے کہ شعر نمبر ۲۵۴۴ تک تصنیف لہٰذا ۱۰ ماہِ صفر صبح کے وقت کو مکمل ہو چکی تھی اس کے بعد گیارہ اشعار دو دن کے بعد اضافہ کئے گئے ہیں تاکہ سنہ اور دن کا اندراج کیا جا سکے۔ لیکن سنہ اور دن، شعر میں داخل کرنے کے بعد تاریخ اس کی پہنائی میں نہ آسکی۔

یہ عمل ۱۲ صفر ۱۱۳۲ھ کی شام کو ہوا ہے۔

اس طرح کہا جا سکتا ہے کہ عاشور نامہ کی صحیح اور مکمل تاریخ تصنیف

یہ ہوگی

سنہ ۱۱۰۰ھ، ۱۲ر ماہِ صفر، بروز دوشنبہ۔ وقت شام

جو مطابق ہے:

سنہ ۱۶۸۸ء، ۲۶ر ماہ نومبر، بروز دوشنبہ، وقت شام

سال تصنیف کی یہ بحث مکمل تھی اگر مصنف مثنوی کے اختتام پر "نثر میگوید" کے عنوان سے حسب ذیل عبارت تحریر نہ کرتا۔

نثر میگوید

"یہ تاریخ انیسویں کا شمار کہ تھی دو ہزار ہفت سال، بحق خداوند اور مصطفیٰ روایت قصوں میں سے اختلاف بعضے مردمان ذکر یوں بھی کیا ہے، مجھے لازم یہ مذکور تھا....." (مکمل عبارت کے لئے: دیکھئے خاتمہ تصنیف)

یہ عبارت کاتب کے ترقیمہ سے قبل مصنف کی جانب سے درج ہے۔ یہاں "دو ہزار ہفت سال" (۲۰۰۷) سے کیا مراد ہے کچھ سمجھ میں نہیں آتا۔ نہ تو یہ تاریخ ہجری ہوسکتی ہے اور نہ ہی عیسوی، اسی طرح "تاریخ انیسویں کا شمار" بھی مبہم ہے۔ اس لئے کہ معرض بحث ماہِ صفر کی تاریخیں صرف دو ہیں۔ یعنی دس یا بارہ۔ اگر "دو" کو "دد" پڑھا جائے تو (۱۰۰۷) سال بنتے ہیں اس تاریخ سے بھی روشن علی کا تعلق نہیں ہوسکتا۔ ممکن ہے۔ اس عہد کا کوئی "شہادت نامہ" یا "جنگ نامہ" پیش نظر ہو۔ جس سے مصنف نے استفادہ کیا ہے۔ ملاحسین واعظ کاشفی کی مشہور تصنیف روضۃ الشہدا کا سنہ تصنیف سنہ ۹۰۸ھ ہے۔ لیکن

اس کے کئی خلاصے گیارہویں صدی ہجری کے دستیاب ہیں۔ ممکن ہے ان
میں سے کسی کی جانب اشارہ ہو۔ روضۃ الشہدا کا ذکر نسخۂ شہیداں
کے نام سے روشن علی کی تصنیف میں کئی جگہ آیا ہے (دیکھیے سطر ۲۲۲۰،
۲۷۴۲) بہرحال یہ عبارت معمہ ہے اور جب تک عاشور نامہ کا کوئی اور
نسخہ دریافت نہ ہو جائے اس کا حل ممکن نہیں۔

نسخۂ خطی

عاشور نامہ کا واحد مخطوطہ رامپور رضا لائبریری کا مخزونہ ہے
معمولی نستعلیق خط میں لکھا ہوا۔ یہ نسخہ ترقیمہ کے مطابق جعفر علی
ولد میاں غلام مرتضیٰ شاہ نے ۲۰ جمادی الاول ۱۲۳۹ھ (مطابق
۳۱ جنوری ۱۸۲۴ء) کو مکمل کیا یعنی سال تصنیف کے تقریباً ۳۶
سال بعد یہ نقل کیا گیا ہے۔ یہ بتانا دشوار ہے کہ درمیان میں کتنے
اور نسخے حائل ہیں۔ اگر ترقیمہ میں کتابت کا سال نہ ہوتا تب بھی
املا شناسی کے نقطۂ نظر سے اس نسخے کا ۱۸۰۰ء کے بعد کا ہونا
یقینی تھا۔ اس لئے کہ معکوسی (کوز) آوازوں (ٹ، ڈ، ڑ) کے لئے
اس مخطوطہ میں بیک وقت نقطے (::) اور (ط) کی علامت
استعمال کی گئی ہے۔(۱)

---

(۱) اس بحث کے لئے دیکھئے ابراہیم [illegible] نیز مقدمہ [illegible] یہ بات ثابت کی گئی ہے کہ کوز آوازوں
کے لئے (ط) کی علامت کا استعمال فورٹ ولیم کالج کے [illegible] سے ہوتا ہے۔ اس سے قبل عموماً چار نقطوں
(::) یا ان کی ملی ہوئی شکل (∴) کا رواج رہا ہے کوز آوازوں کے لئے [illegible] کے [illegible]

(اگلے صفحہ پر)

مخطوطہ میں کہیں بھی مثنوی کے سے عنوانات قائم نہیں کیے گئے
ہیں۔ البتہ کبھی کبھی نیا واقعہ تھوڑے سے فصل سے شروع کیا گیا ہے
ترتیب دیتے وقت ہم نے مخطوطہ کا یہ انداز جوں کا توں قائم
رکھا ہے۔ اس لیے کہ وضاحت کے لیے بیشمار عنوانات قائم کرنا پڑتے
جن پر مرتب کی جانب سے مداخلت بے جا کا گمان ہوتا۔

رضا لائبریری رام پور میں اس نسخے کے پہونچنے کے بارے میں
مولانا امتیاز علی عرشی نے سید سفارش حسین کو، جنھوں نے اس مخطوطہ
کی مائکروفلم وہاں سے حاصل کی تھی، یہ اطلاع فراہم کی ہے:

"شور نامہ کا مخطوطہ ہمارے یہاں کب سے ہے، اس بارے
میں صرف اتنا کہا جا سکتا ہے کہ اس کے صفحۂ اوّل پر لائبریری کی وہ
مہر ثبت ہے جو نواب سعید خاں بہادر کے زمانے میں کندہ کرائی
گئی تھی اور اس میں سنہ ۱۲۶۸ھ منقوش ہے۔ یہ ہجری سال ۱۸۵۱/۵۲ء
کے مطابق ہے..." (نجی خط: مورخہ ۹ جون ۱۹۷۱ء)

یعنی مخطوطہ نقل کیے جانے کے ۱۰۴ سال کے بعد رضا لائبریری
میں پہونچ چکا تھا۔

مخطوطہ کا املا

شور نامہ کا کاتب کم سواد بلکہ کسی حد تک جاہل ہے۔ وہ نہ

[illegible]

صرف ہندی الفاظ کے املا میں ذرا صحت پیدا کرتا ہے۔ بعض
اوقات عربی فارسی کے معروف و مستند الفاظ کو صحیح سے
نہیں لکھتا۔ مثلاً

یوصف (یوسف)۔ راحب (راہب)۔ سخنی (سخنی)، ناصول
(نواسول)۔ صلاح (سلات)، مزاہم (مزاحم)، یعقوت (یاقوت)،
حارص (حارث)، صبح (صبح)، سور (صور)، خبیس (خبیث)،
خبیث۔ ہوا (حوا) ۱۹۲۲ مزاہم (مزاحم)، صحب (صاحب)
وغیرہ۔

(۲) یائے معروف اور مجہول میں فرق نہیں کرتا۔ غلطیاں بکثرت
کثرت سے پائی جاتی ہیں۔

(۳) /ک/ اور /گ/ کے امتیاز کو ملحوظ نہیں رکھتا۔

(۴) موجودہ املا کے خلاف اکثر جگہ تشدید سے کام لیتا ہے۔ مثلاً
اوسّے (اس سے)۔ جسّے (جس سے)

(۵) مصادر اور مضارع کی علامات افعال سے علاحدہ بھی لکھتا
ہے۔ مثلاً

چل نا (چلنا)۔ دیکھ تے (دیکھتے)

(۶) ہائے مخلوط کے بجائے ہائے مختفی استعمال کرتا ہے۔ جیسے
اتہا (اتھا)۔ کچہ (کچھ)۔ تجہ (تجھ)

(۷) اکثر اوقات (خاص طور پر قافیہ میں) /ڑ/ کو /ر/ کے مانند
لکھتا ہے۔ گو /ڑ/ کے لئے چار نقطے اور بعض اوقات [ط]
کا استعمال جانتا ہے۔

(۸) پیش کے لئے /ۇ/ کا استعمال عام ہے۔ خاص طور پر ایسے الفاظ میں:

اوس (اُس) اونھوں۔ خورم (خُرّم) اونے (اُن نے)
اوٹھا (اُٹھا)

۹۔ /ذ/ کو عام طور پر /ز/ لکھتا ہے:

یذید (یزید)۔ موزیاں (موذیاں)۔ ازان (اذان)

لسانی خصوصیات

عاشور نامے کی زبان سترہویں صدی عیسوی کے اواخر کی وہ زبان ہے جو موجودہ مغربی یو۔پی کے بالائی دوآب میں رائج تھی چوں کہ اس بات کا قطعی طور پر علم نہ ہو سکا کہ اس کا مصنف روشن علی کس مقام کا رہنے والا تھا۔ داخلی شہادت سے صرف اس قدر مسلم ہے کہ وہ "سیر دنیا" کرنے کے بعد سہارن پور (سہارنگ پور) میں مقیم ہو گیا تھا۔ اس لئے صرف اس قدر کہا جا سکتا ہے کہ اس نے بالائی دوآب کی قصباتی زبان میں عاشور نامے کی تصنیف کی ہے۔

روشن علی نہ تو شاعر ہے اور نہ عالم، زیادہ سے زیادہ ایک حجرہ نشین ملائے مکتب معلوم ہوتا ہے۔ عاشور نامہ کی تصنیف ایک مذہبی فریضہ کے طور پر عوام کے اصرار پر کر رہا ہے۔ اس کی علمیت اور فارسی دانی کا یہ حال ہے کہ نہ تو وہ بقول خود "فارسی جنگ ناموں میں کرداروں کے نام ٹھیک سے

پڑھ سکتا ہے اور نہ ان کا اندراج اپنی تصنیف میں صحیح طور پر
کر سکا ہے۔ ایک لحاظ سے اس کی حیثیت ایک ذہنی مشق
کی ہے جو فارسی کے جنگ ناموں کو بہ زبان "ہندی" منتقل
کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ تقریباً یہی صورت پچیس سال
بعد کربل کتھا کے مصنف فضلی کو پیش آئی تھی جس نے "زنانہ
عورات" کو "رونے کے ثواب سے بے نصیب" نہ رہنے دینے
کی غرض سے روضۃ الشہدا کا ترجمہ "ہندی قریب الفہم عامہ
مومنین و مومنات" میں کیا تھا۔ لیکن فضلی، علم و فضل میں
روشن علی سے دو چند تھا۔ اور فضلی کا لسانی ماحول قصباتی ہونے
کے بجائے دہلی کے اردوئے معلّیٰ کا تھا۔

عاشور نامہ ادبی لحاظ سے جس قدر ساقط الاعتبار ہے۔ لسانی لحاظ سے
اسی قدر اہم دستاویز ہے۔ شمالی ہند میں اس سے قبل اردو کے جو نمونے
ملتے ہیں، وہ انگلیوں پر گنے جا سکتے ہیں۔ خسرو کی ہندی شاعری، مستند
مخطوطاتی بنیاد نہ ہونے کی وجہ سے تمام تر مشتبہ ہے۔ خسرو کے بعد
صوفیاء کے ملفوظات میں چند اردو فقروں اور بیاضوں میں درج اشعار
سے قطع نظر، پہلا ادبی کارنامہ افضل کی بکٹ کہانی ہے۔ جو سترہویں
صدی عیسوی کے آغاز میں تصنیف ہوئی تھی۔ بکٹ کہانی تا عاشور نامہ
تقریباً ۷۵ سال کا فصل زمانی ہے۔ اس عہد کی کوئی مستند تصنیف
تا حال دستیاب نہیں ہو سکی ہے۔ لسانی اعتبار سے عاشور نامے کو
بکٹ کہانی پر یہ فوقیت حاصل ہے کہ بکٹ کہانی برج بھاشا اور
پنجابی کی روایت شعر میں جکڑی ہوئی ہے اسلئے اکثر مقامات پر عام

بول چال سے بعید ہوگئی ہے۔ اس کے برعکس عاشور نامہ ایک ایسے شخص کی تصنیف ہے جو نہ صرف کم علم ہے بلکہ فن شعر کے اسالیب سے ناواقف بھی۔ اس کے پیش نظر اس کے قصباتی قارئین اور سامعین ہیں اور اس کے زیر قلم ایک قصباتی لہجہ اور محاورہ۔

عاشور نامے کی زبان کو روشن علی بار بار "ہندی" نظم ہندی" ہندی زبان" یا "زبان ہندوی" کے نام سے یاد کرتا ہے آخر میں ایک جگہ "زبان ہندوستانی" بھی کہا ہے (ع زبان ہندوستانی میں بولا عیاں ۳۵۱۷) وہ اس عہد کے دیگر مرثیہ نگاروں کی طرح اپنی زبان کو ریختہ یا زبان ریختہ نہیں لکھتا[1]

صوتی خصوصیات

(۱) صوتی نقطۂ نظر سے عاشور نامہ کی سب سے نمایاں خصوصیت اضافہ صوت ہے جسے روایتی قواعد کی اصطلاح میں ساکن کو متحرک کر دینا کہتے ہیں۔ مثالیں: شَکَل ۲ رَحَم ۳ نَظَم ۵۶ عَلَم ۱۴۱ اَصَل (قافیہ دل) ۱۷۱ طِفَل ۱۷۲۔ مِہَر ۳۰۷ عَقَل ۲۸۲ ذِکَر ۲۰۳ شناخَت ۱۶۲۶ وغیرہ

۲۔ اس کے برعکس کبھی کبھی کھڑی بولی اور پنجابی لہجہ کے مطابق تخفیف صوت کا رجحان بھی ملتا ہے جسے متحرک کو ساکن کر دینا کہا جاتا ہے۔

---

[1] بحوالہ مقالہ تحریر (۱۰) زبان ریختہ: سید مسعود حسن رضوی

نوٹ: عاشور نامہ کے قدیم نسخہ اعداد شعر کا نمبر ظاہر کرتے ہیں۔

(قافیہ کہی) ۶۵۶ گے (کے) ۴۰۴ سچا (قافیہ اچھا) ۶۲
عزت (قافیہ معذرت) ۳۶۹۲

۷۔ لیکن دوسرا رجحان یعنی مشدّد بنا دینے کا زیادہ ملتا ہے۔ یہ سہارن پور کی مغربی کھڑی بولی کے عین مطابق ہے۔
کُلّ ۷۵۶ ۔ ابن زیّاد ۷۹۷ ۔ حُرّ ۱۳۰۶ ۔ جگّہ ۴۷۹
(دوسرے مقام پر جاگہ بھی آیا ہے)

۸۔ قدیم اردو کی ایک عام خصوصیت یہ ہے کہ درمیانی /ہ/ گرا دی جاتی ہے۔ اور ہکاری آوازیں بھی اپنی /ھ/ کھو دیتی ہیں۔ عاشورنامہ میں یہ دونوں باتیں پائی جاتی ہیں۔
توئی (توہی) ۲ ۔ نئیں (نہیں) ۲۳ ۔ دو (دہ) (قافیہ وہ) ۹۴۳
کاں (کہاں) ۱۹۲۸ ع کہاں سیتی آئے گا کاں ہوئیگا۔
سات (ساتھ) ۔ ہات (ہاتھ)

صرف

(۱) اسماء کے سلسلے میں سب سے قابل ذکر بات صیغۂ جمع سے تعلق رکھتی ہے۔ عاشورنامہ میں [-ان] سے مرکب جمع کے صیغے دکنی اردو کے برعکس صرف عربی فارسی الفاظ کے ملتے ہیں مثلاً
مرسلاں ۲۸ ۔ شہیداں ۸۸ ۔ مرداں ۵۷۶ ۔ سواراں ۶۵۴
دینداراں ۷۵۹ ۔ ظالماں ۸۱۹ ۔ کافراں ۸۳۰ ۔ کونیاں ۸۵۴
خادماں ۸۶۹ مومناں ۱۰۸۰ قدرتاں ۱۸۹۳ موذیاں ۲۱۸۵
مکتب (مکتاب) ۳۹

لیکن یہ سب الفاظ مفرد آئے ہیں۔ صرف ایک ہندی لفظ [illegible] کی جمع [-اں] سے بنائی گئی ہے۔ اکھیاں [illegible]۔ باقی تمام غیر ہندی الفاظ کی جمع [-وں] کے اضافے سے بنائی گئی ہے۔ ان کے علاوہ فارسی عربی الفاظ کی جمع بھی اسی قاعدے کے مطابق ملتی ہے۔ مثلاً شہیدوں [illegible]۔ مکانوں [illegible]۔ کافروں [illegible] وغیرہ۔

[-اں] کی جمع جو دکنی اردو کی اہم خصوصیت ہے، جس کا استعمال شمالی ہند کی اردو میں کم و بیش سترہویں صدی عیسوی کے آخر تک ملتا ہے۔ اس صدی کے اختتام تک تقریباً ختم ہو جاتی ہے، اور اردو میں [-وں] کی جمع رائج ہو جاتی ہے۔

۲۔ تذکیر و تانیث کے سلسلے میں عاشور نامہ کی زبان، موجودہ اردو سے اکثر مقامات پر مختلف پائی جاتی ہے۔ مثلاً عربی کے تائے تانیث پر ختم ہونے والے ایسے الفاظ مذکر استعمال ہوئے ہیں۔

خلافت ۲۔ مسرت [illegible]۔ سکونت [illegible]۔ شہادت [illegible]

زیارت ۲۹۲۲ قیامت ۱۲۰۰ بشارت [illegible] رفعت [illegible]

ان کے علاوہ ذیل کے الفاظ بھی مذکر استعمال ہوئے ہیں۔

خلق۔ تصدیق۔ خبر۔ فکر۔ فجر۔ ندا۔ جنگ۔ جزا

۳۔ عاشور نامہ کے بیشتر ضمائر موجودہ اردو کے مطابق پائے جاتے ہیں۔ البتہ چند ایسے ہیں جو قدیم اردو کی باقیات کے طور پر نہ صرف اس عہد تک بلکہ اس کے بعد اٹھارویں صدی عیسوی کے مصنفین تک کے یہاں پائے جاتے ہیں۔

ہمنا (ہمارے) [illegible]۔ ہمن (ہم) [illegible]۔ تمہن (تم) [illegible]

تری (تمھاری) ۲۲۹ ۔ تیں (تو) ۴۲ ۔ ہتن (تم) ۴۲۳ ۔ ھم (ھمارے سنر ھم پاس)

دو (د کے ساتھ قافیہ) : دہ ۹۴۳ ۔ وُ (وہ) ۹۴۴ ۔

دے (جمع دہ) ۱۱۲۹ انھوں کو (اُن کو) ۹۱۳ اُد نے (اُن نے) اپس (اپنے) ۸۴

۴۔ عاشور نامہ کے مخصوص افعال وہی ہیں جو متقدمین شعرائے اردو تک رائج رہے ہیں اور آج بھی کم و بیش عوام میں مستعمل ہیں۔ مثلاً

یبوے ۲۶ ۔ ہووے ۵۴ سووتے ۸۸ ۔ دیوے ۹۵

نیئو ۲۰۶ ۔ مت دھرے ۱۰۰ ۔ ہیگا ۱۰۴ کردں ہوں ۱۵۴

رودیں ۵۸۵ ۔ آوتا ۷۹۳

فعل کی ایک قدیم شکل جو اٹھارویں صدی میں متروک ہوگئی تھی۔ اتھا (تھا) ۱۳۷ ۔ اور اتھی (تھی) ۲۳۸ ہے۔ جو عاشور نامہ میں شاذ ملتی ہے عام طور پر تھا اور تھی ہی آتے ہیں۔ پروفیسر مسعود حسن رضوی کے مطابق یہ مراثی دبخیرہ میں بالکل نہیں ملتے۔

بعض اوقات روشن علی افعال کی مستند شکلوں کے علاوہ بولیوں کے صیغے بھی استعمال کرتا ہے۔ حضرت محمد جبرئیل سے پوچھتے ہیں سے

ابا بکر اور عمر شاں ہوئیں : فرشتے نے بولا کوئی ناں ہوئیں

ہوئیں : بجائے ہوں شہ ، ہوئیں : ہوں گے

حروف :۔ حروف کی خاص شکلیں حسب ذیل ہیں :

آگا (آگے) ۱۰۰ ۔ نیں (کیسی قافیہ) ۲۲۰ ۔ بھتر (تذکیر ونث ...)
۱۰۶۹ ۔ کدھی (کبھی) ۱۱۵۰ ۔ نک (نک) ۲۰۵ ۔ تریش ۱۰۷۰ ۔ ...
(اتنا) ۱۰ ۔ کیتے (کتنے) ۲۸ ۔ تے (تے) ۔ تے (میں) ۲۲
سوں (سے) ۱۲۳ ۔ توں (میں) ۱۶۰ ۔ سیتی (سے) ۲۰۹ ۔ ستی (سے)
۲۲۹ ۔ اِنی یا اِتی (اتنی) ۳۰۲ ۔ کوں (کو) ۴۰۳ ۔ اِتے (اتنے)
۸۴۱ ۔ بھوت ۔ کو (کون)

(ان میں سے سنے ۔ تے ۔ بھوت مرقی ریختہ تیں نہیں ملتا ۔
اضافت اور واؤ عطف ہندی اور فارسی الفاظ کے درمیان لائے
گئے ہیں ۔ لیکن بہت کم ۔

لغات :

عاشور نامہ کی زبان اس لحاظ سے قطعی جدید ہے ۔ متروک ہندی
الفاظ کی کثرت جو دکنی اردو کے معاصر ادیبوں کے یہاں ملتی ہے
اس کا یہاں فقدان ہے ۔ ہر چند الفاظ عوامی لہجہ اور معنوں
کے مطابق ہیں ۔ لیکن مروّج ہیں ۔ موجودہ اردو کے نقطۂ نظر سے
حسب ذیل متروک الفاظ قابل توجہ ہیں ۔

گُپت ۳۱ ۔ پرگھٹ ۱۲ ۔ اودھک ۱۵۳ ۔ سرساں (پریشان)
۱۴۷ ۔ جیو ۲۰۴ ۔ اچرج ۱۸۱۰ ۔ نرنکار ۵۸۱ ۔ ٹھور ۱۰۲۳
بچن ۱۰۵۰ ۔ کھیت (میدانِ جنگ) ۸۶۳ ۔ بہو (عورت) ۶۸۸ ۔ اگن
۲۰۸ ۔ نار (عورت) ۵۲۰ ۔ منُش ۵۴۵ مرگ (ہرن) ۲۳۷ ۔ گیان
۲۸۹ ۔ ایکلا (اکیلا) ۱۳۷ ۔ نیر (پانی) ۲۰۳ ۔ مرم (بھید) ۲۰۲۸
جناوار (جانور) ۲۳۵۵

عربی فارسی کے ذیل کے الفاظ بھی اپنے تلفظ یا معنی کے اعتبار سے قابلِ ذکر ہیں :

تبیرہ (گھڑیالی) ۲۰ ۔ اہل بیتی (اہل بیت) ۵۷ ۔ واہ دیلا (واویلا) ۱۳ ۔ خدنات (خدمت) (قافیہ بات) ۳۷۴ ۔ بیان دار (تفصیل وار) (یہ لفظ بار بار آیا ہے) عجوب (عجیب) ۱۴۵

دو ایک جگہ اردو اصوات میں عوامی تلفظ کے پیش نظر قابل قبول تبدیلیاں بھی کی ہیں مثلاً بغل کے بجائے بگل ۔ نومبا (نوبیں) ۔ ہرکارے کے بجائے ہلکارے ۔ شمار کے بجائے شمول (قافیہ سال کے ساتھ)

خ
بعضے قصوں میں یوں لڑے چند سال
بعضے دو مہینے کئے ہیں شمال ۳۴۴۳

محاورات :۔ اسی طرح حسب ذیل محاورات قابل ذکر ہیں۔

نہم دوڑنا ۱۰ ۔ غم دھرنا ۳۲ ۔ چیت دھرنا (دل دھرنا) ۲۶۲ ۔ مطالعہ کرنا (طلوع ہونا) ۱۱۴ ۔ منگل گانا (خوشی کے گیت گانا) ۱۵۷۸ مکان کرنا ۳۲۴ بال بانکا ہونا (بیکا ہونا) ۱۸۶۰ ۔ مصلحت دینا (صلاح دینا) ۲۱۱۷ ۔ ٹھور کرنا (ٹھکانے لگانا) ۱۲۸۴

محاورات میں عام طور پر فارسی سے ترجمہ کرنے کا رجحان بہت کم ملتا ہے۔

نحو :۔ نحوی اعتبار سے نشور نامہ کی زبان پر فارسی اس قدر اثر انداز نہیں جس قدر "معراج رکینۃ" اور کربل کتھا میں پائی جاتی ہے

(۱) "سنے" فعل کا استعمال بے ترتیب طور پر ملتا ہے کبھی محذوف

ہے۔ مثلاً میں منت سے [illegible] تجھ سوں خواہ کر

مثلاً بعضے مرداں یو کہا آئے کر

اور موجود بھی ہے

مثلاً بہت سے دلاسا خلیفہ نے کی

مثلاً سنا زید نے بہت غم سے جب

(۲) علامت مفعولی "کو" کو کبھی کبھی حذف کر دیا جاتا ہے۔

مجھ = مجھ کو

ادبی خصوصیات

روشن علی نہ تو شاعر ہے اور نہ فن شعر سے بخوبی واقف۔ اسے اس بات کا خود اعتراف ہے۔

ولے عقل اتنی کہاں ہے مجھے
نہ اتنا فہم نکتہ دانی ہے مجھے

سخن فہمی اور نکتہ دانی کی کمی کی وجہ سے اس کی تقریباً ساڑھے تین ہزار اشعار پر مشتمل یہ مثنوی ایک معمولی سی تصنیف ہے۔ اس کا مصنف صنائع بدائع تو کجا اوزان و بحور اور تذکیر و تانیث کے رموز تک سے ناواقف ہے۔ ایک طرف اس میں ریختہ کی وہ رنگینی مفقود ہے جو بکٹ کہانی میں پائی جاتی ہے۔ دوسری طرف وہ ان محاسن شعری سے بھی عاری ہے۔ جو محمد باقر مرثیہ نگار[1] یا اسمٰعیل امروہوی[2] کی مثنویات میں ملتے ہیں۔ میں بڑی

(۱) دیکھئے مراثی ریختہ: سید مسعود حسن رضوی۔ نظر جلد ۱۹۔ دہلی

(۲) دیکھئے اردو کی دو قدیم مثنویاں: مرتبہ نقش حسین نقوی۔ لکھنو۔

تدوش کے بعد ذیل کے چند شعر ماشور نامہ سے منتخب کر سکا ہوں۔
لیکن یہ بھی مصنف کو رسوا کرنے کے لئے کافی ہیں۔ شہادت
امام حسن کا بیان :

گلستاں میں ساری خزاں آبھری درختوں میں سلگے تھی آتش پڑی

....

نبوت کے گھر کا بوجھا یہ چراغ محمد کے دل پر ہوا بھاری داغ

حضرت امام حسین کی مکہ سے رخصت کا بیان ان الفاظ میں
کیا گیا ہے۔

تمامی سرانجام تیار کر کیا قصد کوفہ کا شہ نے مگر
تمامی اہل بیت ہمراہ لے مکے سے نکل شاہ جلدی چلے
زمیں پر قدم پڑتا اس شاہ کا فلک بھی تھا مشتاق اس ماہ کا
زمیں نے کہا اس قدر تم چلے میرا کل مقصود لے کر چلے

....

کہاں تک کہوں شاہ کی خوبیاں اور گھوڑے کی اُن کے وہ محبوبیاں

صنائع بدائع کا یہ انداز ہے :

نہ غم تھا جو ہوتے امام حسن رہا تیغ تن میں حسین ایک تن

دب سینی بولا وہاں پر جو حُر صدف سینی باہر ہوا تھا وہ دُر

کئے روز گزرے تھے اس بنت کو   یزید ہوا قابض خلافت کو

کروں ایسی جگہ تمھارا مقام   شب و روز در عیش گزرے مدام

لیکن روشن علی کی مثنوی میں ایسے اشعار کی خاصی تعداد ہے جن میں قافیہ موجود نہیں۔

مدینے سے جب شہ چلے کعبہ کوں
کیا پھر قلم بند بھی فوج کوں   ۶۵۳

اگر وہ ملیں تم سے یہاں آن کر
کریں گے لڑائی وہ نہ بیر کر   ۷۷۳

عدمات دیکھے تو اس کے نہی
ازل سے کہا تھا کشندہ وہی   ۲۰۹۸

قافیہ بندی میں وہ ضوابط سے زیادہ عوامی تلفظ کو پیش نظر رکھتا ہے مثلاً

وداع	اور	فدا	۷۴۶
الوداع	اور	صدا (جسے صداع لکھا گیا ہے)	۱۴۱۲
محکم	اور	ستم	۱۴۱۳
سہی (صحیح)	اور	کہی	۷۵

فنِ شعر سے ناواقفیت کی بناء پر روشن علی کے یہاں عیوب قافیہ کی بیشتر مثالیں موجود ہیں۔ کیا اقواء، کیا اکفا، کیا سناد کیا ایطا۔ مثالیں :-

اصلی	اور	دِلی	۱۱۹۵
چھوٹا	اور	بڑا	۱۱۹۷
بھڑک	اور	تڑک	۳۵۰۶
منی	اور	پھرنی	۹۰۹
بن	اور	وطن	۳۵۰۱
وجہ	اور	تجہ (تجھ)	[illegible]
کر	اور	بکرہ	۳۰۱
اُٹھا	اور	اچھا	۱۳۰۷
ملے	اور	چلے	۱۳۰۹
کرو	اور	لڑو	۱۳۱۷
اکڑ	اور	قہر	۱۰۴۴
توڑ	اور	شور	۳۴۴۷

عاشور نامہ کو شمالی ہند کی اردو شاعری کا نقشِ اول کہہ کر اس کے مصنف کی فنی ناکامی کا جواز نہیں پیش کیا جا سکتا۔ اس لئے کہ اس عہد تک اردو نظم بالعموم اور مرثیہ نگاری کی صنف بالخصوص فصاحت و بلاغت کے مراحل طے کر چکی تھی۔(۱)

دراصل عاشور نامہ کا اسلوب ایک ایسے متقی شاعر کا اسلوب ہے۔ جس کے پیش نظر فن کی نزاکتوں سے زیادہ مذہبی عقیدت مندی اور ضرورتِ وقت ہے۔ اس لحاظ سے وہ اپنے ہمعصر

---

(۱) دیکھئے "مراثی ریختہ" تحریر ۱۶۰۔

شاعر اسمٰعیل امروہوی سے بہت قریب ہے جس نے عاشور نامے کی تصنیف (۱۸۰۰ء) کے چھ سات برس بعد ہی وفات نامۂ بی بی فاطمہ اور قصّۂ معجزۂ انار تصنیف کیں۔ روشن علی سہارن پوری اور اسمٰعیل امروہوی دونوں قصباتی شاعر ہیں۔ لیکن چوں کہ اسمٰعیل اپنے اورنگ آباد کے طویل قیام میں دکن کی اردو شاعری کی روایت سے آشنا ہو چکا تھا۔ اس لئے اس کا کلام زیادہ پختہ رنگ رکھتا ہے۔ اور اسی نسبت سے دکنی کے متروک الفاظ اور تراکیب بھی۔ دہلی کے شعرا ان دونوں سے زیادہ "پرفن" ہیں اور نو رسیدہ اور اسالیب ریختہ کا شکار ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ان کا کلام اس عہد کی عوامی زبان کی نشان دہی نہیں کرتا۔

جس طرح اسلوب بیان کے لحاظ سے عاشور نامہ ساقط الاعتبار ہے، واقعات کی تفصیلات بھی غیر تاریخی ہیں۔ لیکن یہ خصوصیت نو سرہار سے لے کر بعد تک کے تمام شہادت اور جنگ ناموں میں پائی جاتی ہے۔ عاشور نامہ میں "جنگ ناموں" اور "قصّوں" کا بار بار حوالہ آتا ہے اور یہ بھی کہ فارسی کے علاوہ روشن علی کے پیشِ نظر عربی کے بھی قصّے تھے۔ لیکن "تصانیف جن سے روشن علی نے بہت زیادہ استفادہ کیا ہے اور جن کا ذکر [illegible] حسب ذیل ہیں:

ملا حسین واعظ کاشفی کی روضۃ الشہدا، جو "روضہ شہیداں"
[illegible] ہے۔

۲. دوسری کتاب "[illegible]" ہے جس کا ذکر شعر [illegible]
اور ۲۲۵۲ میں آیا ہے۔

عاشور نامہ کا عام پلاٹ وہی ہے جو جنگ ناموں اور شہادت ناموں میں پایا جاتا ہے۔ حمد، نعت اور منقبت راشدین کی تعریف کے بعد تصنیف کی شانِ نزول کا ذکر ہے۔ قصہ کا آغاز "روضتہ شہیداں" (روضۃ الشہداء) کے مطابق حضرت رسول کے خواب سے ہوتا ہے۔ جبرئیل مصطفیٰ کو آنے والے حادثات سے خبردار کرتے ہیں۔ عید کے موقع پر نفیس پوشاک نہ ہونے پر حسن اور حسین مچل جاتے ہیں۔ بہشت سے خلعت آتے ہیں جنھیں وہ حسب پسند سبز اور سرخ رنگوں میں ڈبو لیتے ہیں۔ قیام مدینہ کے کچھ اور چھوٹے موٹے واقعات ہیں اس کے بعد شعر ۲۸۹ سے قصہ "معاویہ کے خاص و عام" دربار کی جانب منتقل ہوتا ہے۔ یزید، زید کی حسین و جمیل بیوی کا خواہشمند ہے۔ امام حسن کو زہر دلایا جاتا ہے یزید کے خلیفہ بن جانے کے بعد کوفے سے امام حسین کو دعوت ملتی ہے۔ مسلم بن عقیل وہاں بھیجے جاتے ہیں۔ بالآخر خود امام میدانِ کربلا میں پہنچتے ہیں اور کارزارِ کربلا شروع ہوتا ہے۔ شہادت کے بعد اہلِ بیت کی خواری کا ذکر ہے۔ بالآخر حضرت "زین العابدین" کی خواہش پر حضرت ابن حنفیہ ("حنیف") یزید کے خلاف معرکہ آرائی کرتے ہیں اور اپنے خاندان کا انتقام لیتے ہیں۔ شعر نمبر ۸۰۰ سے قصہ محمد حنیف (حنفیہ)

شروع ہوتا ہے۔ پلاٹ میں دو جگہ حسینی برہمن[۱] بھی نمودار ہوتے ہیں۔

یکایک ہوا سرِ حق کا عیاں
سبھی دیکھتے تھے ہندو مسلماں ۱۰۵۵

جب امام حسین کا سر یزید کے پاس لیے جا رہے تھے، تو ایک گاؤں میں "بہمن" راہب اس نظارہ سے متاثر ہو کر مسلمان ہو جاتا ہے۔

سنو مومناں بھید سبحان کا
رکھو دہم دل میں تم ایمان کا
مسلمان کافر کرے آن میں
کفر تے نکالے تو ایمان میں

وہ تھا نام راہب پر زنار دار
وہ مشہور تھا اس زمیں پہ خدار
تھے اسرارِ حق کے کی اس کو خبر
ملا فوج سے پیشوا آن کر

نیزوں پہ شہیدوں کے سر دیکھ کر اس کا سر بارگاہِ حسینی میں عقیدت مندی سے جھک جاتا ہے اور وہ امام حسین کے سرِ مبارک کو چھپانے کی کوشش کرتا ہے۔ اس کوشش میں اسے

---

(۱) اس فرقہ کے نام لیوا اب تک ہندوستان میں موجود ہیں۔

اپنے ساتوں بیٹوں کے سر کاٹ کر ایک ایک کرکے یزیدی سپاہ کو دینا پڑتے ہیں:

یہ تھا ذات برہمن سو ایماں لیا
فرزند ساتوں اپنوں کو قربان کیا

روایت کے مطابق اس کے بعد اس نے حضرت امام کا سر مبارک کربلا لاکر دھڑ کے ساتھ ملا کر دفن کر دیا:

یہ راہب گیا لے کے سر کربلا
کیا دفن جاکر وہ دھڑ کربلا

مجموعی اعتبار سے عاشور نامہ دوسرے مرثیوں کی طرح "مرثیہ" کم اور شہادت نامہ یا جنگ نامہ زیادہ ہے۔ روشن علی کی اس مثنوی میں "مرثیت" تقریباً مفقود ہے جسے عام مرثیہ کہا جاتا ہے۔ اس کی حیثیت شمالی کے اردو ادب میں وہی ہے جو نوسرہار کی دکنی اردو ادب میں۔

عاشور نامہ کو اردو دنیا سے روشناس کرانے کا سہرا سید سفارش رضوی صاحب کے سر ہے۔ جنھوں نے اس کا ذکر سب سے پہلے اپنی تصنیف "اردو مرثیہ"(۱) میں کیا ہے۔ اس کے بعد "اردو ادب"(۲) میں اس پر ایک مختصر تعارفی مضمون بھی

---

(۱) مکتبہ جامعہ، دہلی ۱۹۶۵ء

(۲) شمارہ ۱۹۶۱ء

شائع کیا۔ انھیں کی عنایت سے مجھے اس مخطوطہ کی مائیکرو فلم اور اس کی ایک نقل بھی حاصل ہوئی۔ اسی لئے میں اس تالیف کو اشتراک نام کے ساتھ شائع کر رہا ہوں

جاوید منزل
جامعہ اردو روڈ۔ سرسید نگر
علی گڑھ

مسعود حسین خاں
۲ر مارچ سنہ ۱۹۷۲ء

عاشور نامہ

۱۔ کروں پہلے توحید ایزد تعالیٰ
نہ ہے ذات کو اُس کی ہرگز زوال

الٰہی تری ذات ہے لم یزل
زباں سب میں مشہور تو بے شکل

توئی ذوالجلال اور توئی والکرم
ہوا ایک پل میں سو تیرا رحم

تو بے چوں چگونت، قادر، کریم
تو ماجد، احد، ایک، واحد، رحیم

۵۔ قوی المتین است، جبار تو
رحیم، حلیم و قہار تو

تو سبحان، برہان، تو ہے رفیع
تو حافظ، حفیظ اور توئی شفیع

توئی حی و قیوم، ستار ہے
توہی سارے عالم کا کرتار ہے

بصیر و نظیر و توئی جلیل
تو گلزار آتش کیا بر خلیل

زمیں آسماں ہیں تجھی سے مقیم
ازل سے ابد تک ہے توہی کریم

۱۰۔ اپنا ہوش مجھکو کہاں معرفت
نہ کچھ فہم دوڑے جو بولوں صفت

ولے کچھ جو بوجھا ہے بولوں بیاں
تری تک میں ہے تعریف یکیں عیاں

جو کچھ خیال دل میں مرے کھولنا
زباں کو سکت دے صفت بولنا

کیا اس نے مخلوق ظاہر نہاں
عدم سوں بیاں وار لکھا جہاں

ترے حکم سوں کُن جو بر پا ہوا — کہ فیکون میں خلق ظاہر ہوا

۱۵۔ ترے بھید میں کُنتُ کنزاً الخفا — کہ فاَحببتُ میں عرق ظاہر ہوا

گُپت تھا سبھی کچھ سو پرگٹ کیا — کہ اپجا سبھی کچھ یو عالم بھرا

عدم تے ہمیں کو سو باہر نکال — صفت سات دے کر کیا ہے بحال

ہے خالق خَلق کا رب العالمین — تری ذات سے سب صفت سالمیں

زمین و فلک سب کا تو خلاق ہے — نہاں اور عیاں سب کا رزّاق ہے

۲۰۔ ترے حکم سوں سب جو محکوم ہیں — تری سرکشی پر نہ معلوم ہیں

کہ آدم کے تئیں خاک سے کر عیاں — خلافت دیا سب خلایق جہاں

دیا حکم تمنوں کو سجدا کرو — یہ تعظیم آدم کی دل میں دھرو ص۳

کیا سجدا سب نے پھیرائے امر — کیا نئیں عزازیل، حجت پکڑ

کیا غرض سجدہ کروں میں تجھے — نہ تجھ بن سزاوار کوئی دِسے

۲۵۔ خطاب اس کا ابلیس یوں تھا امر — سبھی بولے لعنت سو اس کے اوپر

خشنہ تک جو کوئی لیوے اس کا نام — کہیں لعنت اس پر سو ہر دم مدام

تری بات تجکو سزاوار ہے — سبھی بھید سے تو خبردار ہے

کئی مرسلاں اور کئی نبی — خلق کے اوپر دہ بیاں وار ہے

کہ تس پیچھے خاتم نبی کا ظہور — عیاں کر دکھایا جہاں شب میں نور

۳۰۔ نبی الخاتم ، شفیع امم — اُسی ذات پر ہے نبوّت ختم

کہ حق سوں وحی تا ہوا جبرئیل — بحکم الٰہی لے آیا دلیل

کہ جس شان میں اولاک ہے — سبھی خلقت اُس پر سو بیباک ہے

بروزِ حشر سب انبیاں کے نبی — کہیں نفسی نفسی نصیب [illegible] سبھی
جب آوے گی نوبت رسولِ خدا — انھیں اُمتی اُمتی [illegible]
۳۵- کہ محبوب رب کا ہے خاتم اُمم — کیا خیر [illegible]
بولا ہیم احمد ہے تیری صفات — سبھی معنیت [illegible]
ترے نور تے ہیں یہ روشن مدام — سنوارے فلک ساتوں آخر تمام
ترے نور سے عرش و کرسی کیا — شرف رب نبیوں کا تجکو دیا
کیا بہشت و دوزخ و ملکان حور — کئے جن اور انس عالم ظہور
۴۰- ترے نور سے سب کئے یہ عیاں — نہ طاقت زباں کو تجہ کروں بیاں
ترے نور سے سب یہ مظہر ہوا — یہ تجھ کارتے خلق ظاہر ہوا
تو ہی حکم تے ہے سو سب کا اماں — تری صنعت کارن بنایا جہاں
معاصی گناہوں ہیں دل چاک ہوں — خدا کے غضب تے [illegible]
سبھی مرسلاں میں تو ہے تاج سر — شفاعت کروگے بہ روزِ حشر
۴۵- دُرودیں ہزاروں ہیں تجہ ذات پر — و بر آل مجمع کمالات پر
ابابکر صدیق ہیں یارِ غار[1] — تصدق [illegible] دار [illegible] المدار
عمر بن خطاب ہیں بس رفیق — نبی کے وہ اصحاب صادق طریق
نبی کے سوم یار عثمان عیاں — کیا ہے اونہو جا جمع یہ قرآں
علی ولی[2]، شاہ دلدل سوار — کیا تھا خدایا عطا ذوالفقار

---

[1] اصل: یاروغار   [2] اصل: علی وولی

۵۰۔ ہیں سب یار اصحاب صاحب کمال — دیا شرف حق نے سو اُن کو نہ مال

بہ روزِ ازل یوں ہوا حق امر — کہ رتبہ شہادت کا ہے بیشتر

قلم روزِ اوّل سے یوں تھا پھرا — وجہ اس کا میں نے یہ ظاہر کیا

کہ جبریل آکر کہا بار بار — نبی مصطفےٰ سیتی کر کے پکار

تمہارے نواسوں کو بھیجا ہے رب — سو اس کا ہونا یہی ہے سبب

۵۵۔ کہ جس وقت احمد ہوئے شادماں — سنایا فرشتے نے غم کا نشاں

سبب سب مفصل کروں میں بیاں — نظم ہندوی کر کے بوجھے جہاں

وہ سب دوستوں کو مراتب دیا — ازل سیتی ظالم کو ناری کیا

بہشت اُن خاص لوگوں کو ہے گا نصیب — ہمہ ظالماں ہیں جہنم قریب

خدا کے غضب سے ارے یارو ڈرو — وجود اپنا دوزخ میں تم مت بھرو

۶۰۔ یہ روشن علی ہے نبی کا غلام — اُسے یاد رکھنا ہے دل میں مدام

نہ آتش سے دوزخ کے ہرگز ڈروں — نہ جنت بھی تیری نظر میں کروں

وقت اور قدرت یہ صادق [illegible] — جو کچھ تو کرے گا مجھے وہ اچھا

یہ [illegible] موافق [illegible] — سکونت کیا تھا سہارنگ پور شہر

بعضے مردماں یوں کہا آئے کر — اگر ہووے تم سے کرو یہ ذکر

۶۵۔ کہ شہزادے دیں کے نبی کے ہیں آل — اونہوں سیتی ہے دین قایم بحال

بہ غربت اونہوں کے قتل ظالماں — کہوں جنگ نامہ بہ ہندی زباں

یہ عاشوروں کو دیا شرف رب — انہیں دن میں پیدا کیا خلق سب

ہو عاشوروں کے بیچ قایم حشر — کہ خاصان جنت و ظالم سقر

مراتب شہادت کا یہ تھا بڑا — کیا آلِ مرسل پہ قسمت خدا

۷۰۔ یہ عاشورنامہ بہ ہندی زباں — کہوں کربلا کی زبانی بیاں

یہ سن شامیو...... کیا میں فکر — کہ عاشورنامے کا بولوں ذکر

ولے عقل اتنی کہاں ہے مجھے — نہ اتنا فہم نکتہ داں ہے مجھے

اگر اس زباں کو مدد ہووے رب — عجب کیا ہے کہنا کروں میں یہ سب

کروں استخارہ کہا دل نے بہتر — کہ کیا حکم ہو از اماماں مگر

۷۵۔ جمعرات کی رات وہ تھی سہی — بہت روزہ آور ان سے بہتر کہی

یہی فکر میں سوچ دل بیچ دھر — گیا اُٹھ کے سجادہ سے حجرہ بھیتر

بہت فکر اس کے ہیں سرسان ہوئے — اسی غم کے بھیتر رہا جب کے سوئے

ولے نیند ہے عاشقوں پر حرام — کریں یاد حق کی اور جب گہیں مدام

کیا میں مناجات حق سے یہی — خجل کیجیو مت بہ حق نبی

۸۰۔ طرف مصطفٰے کے کیا التجا — ادب سے مراقبے کو لایا بجا

اماموں سے عاجزی بہت کر — کیا عرض احوال اپنا ذکر

کہ ہیں وعدہ لوگوں ستی یوں کرا — ولے عقل اتنا کہاں ہے مرا

کہ اس جنگ نامے کو ہندی کروں — فہم عقل اتنا نہیں میں دھروں

ادھر ان کے وقت اتفاقا — نین سووتے ہیں و دل جاگتا

۸۵۔ یکایک دیکھا خواب میں نے عجب — ہوئی روشنی جھونپڑی بیچ سب شب

وہیں فہم آ مجکو وارد ہوا — یکایک اجالا ہویدا ہوا

اپس مکھ ستی کر کے چادر کو دور — سوتا کہ نظر میں پڑا آ کے نور

ہوئی رات روشن وہ روشن اوپر　　　صبا[۱] کی اٹھی باد گلشن اوپر
یہ دل میں تعجب ہوا اب مجھے　　　الٰہی گذشتہ ہو یہ شب سبھے
۹۰- یہ بندہ گنہگار عاجز فہم　　　کہ اس گھر کے بھیتر دیا سر قدم
عقل اپنی میں یہ دلالت دیا　　　کہ مونہہ کھول اپنا قطب رو کیا
کہ اتنے میں دو شخص آ کر کھڑے　　　دو نورانی برقعہ اونہوں پر پڑے
فرمایا[۲] اونہوں نے تو سن اے فقیر!　　　ترے ہیں گے ہمناں ثواب دستگیر
تو غم فکر دل بیچ اپنے نہ دھر　　　بیاں وار قصہ تو ہماری ہیں کر
۹۵- کیا عرض میں نے کہو تم بیاں　　　دیو نام اپنے سے صاحب نشاں
فرمایا اونہوں تو سن بات نہیں　　　نواسے نبی کے حسن اور حسین
یہ سن بات اب ہوا شاد دل　　　گیا غم فکر دل سے سارا نکل[۳]
اُسی وقت اُٹھ میں قدم پر گرا　　　رکھا پشت پر ہاتھ، ہو تو کھڑا اٹھ
دیا حکم مجھ کو یہ قصہ تو بول　　　سونے کا خزانہ دل اپنے سے کھول
۱۰۰- فکر دل میں اپنے تو اب مت دھرے　　　زباں اب ترے کی مدد رب کرے
اسی بیچ میں آنکھ میری کھل گئی　　　سو سب طرف دیکھوں نظر کر سبھی
سو کچھ بھی (تو) اس کا نہ پایا نشاں　　　ولے روشنی دل اوپر تھی عیاں
عجب حق تعالیٰ نے کی تھی وہ رات　　　کہ دن کا اُجالا ہوا اس سے مات

---

۱ نسبات ... انہوں نے ... یہ لفظ بار بار آیا ہے۔ دیکھئے شعر ۶۹ اور ۲۷۳
۲ ... قافیہ کئے گئے ہیں۔

خدا ہیگا شاہد اسی رات سوں — کیا ہیگا ظاہر وو اسباب کوں

۱۰۵- صبح ہوتے ہیں لے شہ نے ہی کیا[1] — موافق قصوں کے خبر ئیں دیا

تکلم ز انساں بقدرِ عقول — قراں بیچ آیات کے ہے نزول

خرد مند لوگوں سے میرا سوال — نہ کرتا ہے خامی بھی میرا خیال

دیکھے جنگ ناموں میں قصہ عزیز — کیا بیچ ہندی موافق تمیز

مبادا خرد مند کا ہو عتاب — صلاح اور اصلاح کرنا ثواب

۱۱۰- مرے نقص پر تم نہ کرنا نظر — ڈھنپیں عیب کو عارفاں . . . . .

کہ بے عیب ہے ذاتِ پروردگار — وجود اربع عناصر سے ہے گنہگار

جو ناقص ہووے عیب اسکو سوجھے — جو ہو مردِ کامل حرف کو بوجھے صفا

کہ سب عارفاں عیب پوشی کیا — نہ دانا کیے عیب کوشی کیا

اول معجزہ میں کروں ہوں بیاں — پچھے کربلا کا سو دونگا نشاں

۱۱۵- کتب معتبر سے سنا یا پڑھا — نظم ہندوی کرکے سب کو سنا

بہت روضۃ الشہدا[2] سے سن کر خبر — اکیا ہے بیاں وار روشن ذکر

اول معجزہ ہے حسن اور حسین — پڑھا تھا کتب سے سو کہتا ہوں عین

بیاں ہے روایت شہیداں[3] کے اب — کہ ام الفضل خواب دیکھا یہ شب

کہ یکبارہ نورِ حبیبِ خدا — آیا گود میری میں ہوکے جدا

۱۲۰- یہ کر فکر دل مصطفےٰ پاس جا — ہوئے شفقت وو حیرت میں کئی دل بھا؟

---

[1] وہ [2] تبریع [3] اصل: ۱. ربیع ناصر شہید روضۃ الشہدا از ملا حسین واعظ کاشفی

کہا یا مصطفےٰ میں یہ دیکھا ہے خواب — جواب اس کا دیو وہ بولے با صواب
سنائی حقیقت بیاں وار کر — دیکھا خواب تھا سو عیاں وار کر
نبی نے کہا سن تو ام الفضل — ہے تعبیر اس خواب کی یہ اصل
شاید فاطمہ کے ہووے ایک پسر — ہدایت کے معدن سے وہ سربسر
۱۲۵- تجھے اس کے اوپر میں دائی کروں — تری گود خالی پسر سے بھروں
کیتے دن میں شہ سو پیدا ہوا — حسین نام جگ میں ہویدا ہوا
بلا کر ام الفضل کو مصطفےٰ — دیا گود میں کر کے وعدہ وفا
کیتے روز گزرے تھے اس بات کو — بلائے ام الفضل مرسل نے جو
لیا گود اس کے سے وہ طفل تب — کھلانے لگے شاد دل سے عجب
۱۳۰- کیا طفل نے بول جامہ اوپر — ام الفضل نے دیکھا بھر کے نظر
لیا .... سے کھینچ کر — یہ سختی ستی طفل غصہ میں بھر
ہوا زار گریاں طفل وہ تبھی — دکھا دل نبی کا سو سن کر جبھی
کہے مصطفےٰ نے ام الفضل کوں — ہوئے پاک کپڑے گود ہی اب سوں
ولے زار و گریاں نہ ہو یہ پسر — میرے دل میں پہنچا الم بیشتر
۱۳۵- ایتے میں فرشتہ ہوا آ کھڑا — مبارکبادیاں مصطفےٰ کو دیا
مبارک بادی کو ...... جبرئیل — یہی بولے ملک اسرافیل، عزرائیل
فرشتہ اتھا ایک پروں پر سوار — نبی بولے جبرئیل یہ کیا بچار
ملک نے کہا سن نبی خاص توں — بے حکمی کری تھی خدا پاک سوں
اسی وقت سے بال و پر گرے — نہیں پر، فرشتہ یہ کیوں کر اڑے

۱۴۰- کیا واہ ویلا[1] اُسنے بہت سا — کہ یارب کہوں میں کروں نالیا!

خدا کے علم سے ہوا ہے امر — کہ جاوے نبی کے یہ مجلس بھتر

حسین کا کبھی ہاتھ اس پر پڑے — ہوویں سبز پر آسمان کو اُڑے

نبی نے لیا ہاتھ اس طفل کا — پروں پر فرشتے کے لے کر پھرا

اوڑ (۱) وہ فرشتہ فلک پر گیا — نبی دیکھ یہ بھید خوش دل کیا

۱۴۵- کہ میرے نواسے کی عظمت عجوب — فرشتے کے پر سبز دیکھے جو خوب

کرامت دیکھا طفل کی مصطفےٰ — ہووے شاد خورم نہ دل باصفا

پھر جبریل غمگین آکر کھڑا — دیکھا اس کو یہ سان، نبی نے کہا

کہ اے بھائی! غمگیں تو ہے کس سبب — کہو بھید دل کا مجھے با عجب

بولا تب فرشتہ اپنے سرور نبی — یہ ایک بار دنیا میں آوے سبھی

۱۵۰- کہ جس وقت حسین کا سر دھڑ جدا[2] — فرشتے کو حق سے یہ ہو گی ندا

کہ دنیا میں جاکر کے ماتم کرے — قبر شاہ حسین کی پہ آنسو بھرے

سنے بات سرور فرشتے سنتی — ہوئے دل پریشان اُس دم نبی

جتے شاد تھے پر وہ غمگیں ہوئے — اَدھک سوز دل بیچ اپنے کئے ص ۱۲

رضا جو ہے حق کی سو ہو پر حسین — جو کچھ حق نے چاہا سو وہ ہووے عین

۱۵۵- کہا روشن علی معجزہ شہ حسین[3] — کہا بیچ ہندی سو تحقیق عین

---

[1] واویلا

[2] ساقط الوزن پڑھئے ع کہ جس وقت حسین کا ہو سر دھڑ جدا [3] ساقط الوزن

دوئم معجزہ کا کروں ہوں بیاں　　بہ گفتار ہندی جو سمجھے جہاں

کہ ایک روز احمد نبی مصطفیٰ　　کہ گھر بیچ بیٹھے تھے با دل صفا

حسن اور حسین تھے وہاں کھیلتے　　نبی شاد و خورم انھیں دیکھتے

کہ آیا وہ جبرئیل، بولا سلام　　کہا مصطفیٰ نے علیکم سلام

۱۶۰- تھے شہزادے بیٹھے نبی کے بغال　　گرفت آستیں وہاں ملک ہاتھ ڈال

فرشتہ یہ بولا نبی خاص کوں　　یہ کیا دیکھتے طفل آستین موں

نبی نے کہا بھائی سے یوں خبر　　کئی دن سے کہتا ہے مجھ کو پسر

وہ جس وقت آویں لے آؤ انار　　تمہنا وہ وا پا کہا [illegible]

بولا تب فرشتہ دے فرصت مجھے　　انار باغِ رضواں سے لادوں تجھے

۱۶۵- فرشتہ گیا تُرت لایا انار　　نبی کے دیا ہاتھ کر دل نثار

انار کو کھلاتے تھے خورم نبی　　ہوا خط ظاہر گلو میں جبھی

فرشتہ نے دیکھا پایا یہ سر　　ہوئے مصطفیٰ دل پریشان کر

کہ جبرئیل خط طفل پر سر ہلا　　کہو بھید ظاہر سو یہ کیا ہوا

بولا تب فرشتہ کہوں میں میاں　　سنو یا رسول اللہ! خطا کا بیاں

۱۷۰- انیں خط پہ غضب سو ہوا چلے　　ہوا حکم رب کا میرا سر [illegible]

نبی کو ہوا [illegible] بھاری بہ دل　　کہ یا رب رضا تیری سب سے اصل[1]

یہ بندہ ترا ہے جو چاہے سو کر　　رضا تیری مقبول ہر حال پر

---

[1] "دل" اور "اصل" قافیہ کیے گئے ہیں۔

یہ روشن علی نے کرامت ذکر — موافق فقیروں کے جو ہوئی خبر

سیوم معجزہ ان مہ و ماہ کا — نبی کے نواسوں وہ دل خواہ [illegible]

۱۷۵۔ سنو یہ عجب روز تھا عید کا — اتفاقاً ان پہ یہ خدمت [illegible]

عرب کے طفل سب پہنیں گے سب — لباس ان میں تھیں نہیں آ کے غریب

دونوں شاہزادوں کے جیتے کہیں — رہے بیٹھے گھر میں وہ [illegible]

طفل سب عرب کے کہیں آئے کر — سوار ہونے دو شہزادگان [illegible]

عجب شادمانی کا ہے روز آج — خوشی خورمی ہیں مسلمین آج

۱۸۰۔ سوار ہوتے نہیں ہو کہو کیا سبب — عرب ہے تمھارا یہ مشتاق سب ص۱

یہ سُن شاہزادوں نے بھر آہ سرد — ہو بہت غمگیں فقط کر لباس

سوال اُن کے کا کچھ دیا نہیں جواب — ہوئے غم میں پامال بے تشنہ آب

حضرت فاطمہ دیکھے غمگیں پسر — کہیں حضرت اُٹھ کر وہ نزدیک تر

آئیں پاس اُن کے کھڑی ہوئیں — دیکھا اُن کو سراساں الم میں بھریں

۱۸۵۔ پوچھا فاطمہ نے اے نور البصر — کہو کیوں ہو غمگین تم یک دگر

بولے شاہزادے مادر مہربان — کریں ذکر غم کا سو کیا ہم بیان [1]

طفل سب عرب کے ہوئے ہیں سوار — بلاتے ہیں ہم کو سو وہ بار بار

ہماری یہ پوشاک ہے تن اوپر — کہ جاویں اسے کس طرح پہن کر

کیا زاری حجرہ میں جا بے شمار — سُنا فاطمہ نے، ہوئیں بے قرار

---

[1] حاشیہ پر یہ مصرع یوں درج ہے۔ مص کریں غم کا تم سے ہم کیا بیان

۱۹۰- بہت دل شکستہ ہو گریاں ہو جب   انکھوں سیتی نہریں وہ فوراً بہیں

اتنے میں دی آواز ہاتف عیاں   نبی جا دلاسا دیو تو فاطماں

پوچھا سوز سیتی اے دلبند من   اپی غم سے گریاں سو کیوں ہو تمن

بولیں فاطمہ اے پدر مصطفیٰ   کہ غم میں جگر گوشہ ہیں مبتلا

کہتے ہیں نئے کپڑے ہم پر نہیں   سو کیوں عید گہہ میں ہم جاویں ہی

۱۹۵- اسی غم سے روتے ہیں سب زار زار   میرے دل کو کس طرح ہووے قرار

نبی طرف حق کے کیا دل حضور   کہ اے ربِّ قادر تجھے سب ظہور

اتنے میں فرشتہ بھی آیا سرور[1]   کیا آکے پیغام رب کا نزول[1]

درود اور سلام تم کو بھیجا خدا   یہ حُلّے بہشتی دیے ہیں جدا

نبی نے سنا تب ہوئے شاد بھی   کیا دور غم کے تئیں دل ستی

۲۰۰- حسن اور حسین کو بلا کر کے پاس   کہا بھائی پہنو اور بھیجو سپاس

دونو عرض اٹھ کر کیا جدِّ من   سفید کپڑے خوش آوتے نہیں ہمن

رنگا رنگ کپڑے سبھی پہن کر   گئے عید گہہ پر عرب کے پسر

نہایت ہے رنگین کپڑوں سے شوق   سفید کپڑے پہنے نہیں ہم بہ ذوق

وو سرور یا نبی فاطمہ سے منگائے   کہ برتن میں بے رنگ حُلّے بھگائے

۲۰۵- بولے مصطفیٰ خوش ہو جو تم کو رنگ   لیئو طشت میں سے اگر ہے مت درنگ

---

[1] 'سرور' اور 'نزول' قافیہ کئے گئے ہیں (؟)۔ تبدیلیِ صوت [ر ے ل]

[illegible] ملی : ف ا

دعا فاطمہ کی کیا حق نے قبول — کیا دونوں خوشی، خوش رہو بے ملول

حسن نے لیا سبز جامہ وہیں — لیا سرخ اس وقت شاہ حسین

بہت خوش ہووے تب محمد نبی — ہوئے شاد و خرم وہ شہزادے بھی

سوار ہوئے دونوں گئے عید کو — دوگانا پڑھا جا کے دل شاد ہو

۲۱۰ نبی مصطفےٰ خوش ہوئے دیکھ کر — پہ جبریل غمگیں کیا سر بسر تھا

دیکھا مصطفےٰ نے جو غمگیں اُسے — کہا بھید بتلا یہ بھائی ہمیں

فرشتہ یہ بولا کہ اے جان من! — زبس کہ حسن کا ہوئے سبز تن

حسین پر بلا سخت آکر پڑے — تیرا امتی ذبح اُس کو کرے

کہ جس طرح کاٹیں کریں ہیں حلال — حسین کا ہوا یہ رنگ سب سرخ و لال

۲۱۵- خنجر تیز کاری حلق پر چلے — حکم ہے خدا کا سو کیوں کر ٹلے

نبی نے کہا سُن تو اے جبرئیل — وہ ہے کونسی جگہ بتا دلیل

فرشتہ نے بولا کہ ہے کربلا — دیے وہ شہیدوں کی جگہ خدا

کہا خاتم الانبیاء اس طرح — دکھاؤں میں وہ مٹی سو ہے کس طرح

کہ ایک ہاتھ میں خاک جبریل لے — نبی مصطفےٰ کو سو آگے رکھے

۲۲۰- بولا جب شہادت ہو نزدیک تر — مٹی سُرخ لوہو سے ہو رنگ کر

محمد نبی پھر ہووے آہ و زار — کہ ہے عمر سلمیٰ کی سب سے دراز

اُم سلمیٰ[۵۸] کو نبی نے بلائے — کہا بھید یہ سب انہوں کو بتائے

کہا دھر رکھو اس مٹی پاک کو — شیشہ بیچ کر کے اسے خاک کو

---

۵۸ اصل عمر سلمہ۔ غالباً اس سے قبل کے مصرع سے متاثر ہو کر یہ غلطی ہوئی ہے۔ یہاں تلفظ "ام سلمیٰ" ہوگا۔

قریب جب شہادت کے ہوئے بہار | نبی شیشے کے بیچ ہو خون دار
۲۲۵- فرشتے کے نزدیک آکر نبی | پوچھا تم کہو ہم سے باتیں سبھی
کہ ہم سے ہوں اس وقت ان میں کہی | فرشتہ پکارا نہ ہو تم نبی
نبی نے کہا فاطمہ ہوئیں گی | ملک نے کہا ہوئیں گی وہ نہیں
ابابکر اور عمر، عثمان ہوئیں | فرشتے نے بولا کوئی ناں ہوئیں
نبی نے کہا ہوں حسن یا علی | کہا ہم اونہوں کا کریں غم دلی
۲۲۶- فرشتہ یہ بولا نہ ہوگا کوئی | یتیم ہوں گے پیاسے و تشنہ سبھی
نبی غم سنے لگر کہا یہ ذکر | کرے کون ماتم اونہوں کے اوپر
حکم تب ہوا اس کرنہار کا | کہ اے دوست میرے تو دل مت دکھا
روویں سوز غم سے زمیں آسماں | سب انو سرخ کرکے ڈباویں جہاں
ماتم سب کریں گے یہ سب جن و حور | یہ سب دیو پریاں رہیں غم میں تور
روویں (سگے چرند) سب درند و پرند | اُبھٹے کئی گلستاں ہیں سب ہی ...
۲۲۷- خلق چودہ طبقاں کے ماتم کریں | تنشہ ایک اسی غم سے آنسو بھریں ۹۰

بخت جنگ ناموں سے یوں ہے پدید | کیا تھا وصیت پدر نے یزید
کہ شہزادگاں سے بدی مت کرو | قدر اپنی اوپر تمام کو دھرو
کہ ان کو خلافت کی نہیں ہے نظر | وہ ہیں یاد حق کی میں مشغول تر
۲۴۰- کہا میں نے دیکھا ہے یہ چند بار | نبی کے کندھوں پر ہوئے تھے سوار
ابابکر صدیق تھے ساتھ میں | دگر میں سنا بھی سو اتنی رات میں

روتی تھی یہ فاطمہ بہت بیقرار — کہاں [illegible] کے فرشتے [illegible]
کہا مصطفیٰ نے یہ کیا تجلو لا — تمن روتی ہوگی سو کیا ہے بلا
ذرا فاطمہ تم سنو بات عین — کہ کھیلنے کو حسن اور حسین
۲۴۵- گیا دن بہت اُن کو آئے نہیں — عیاں ہے خدا پر سو وہ ہیں کہیں
محمد نبی سُن ہوئے چشم تر — بہت ہوئے غمگیں، کیا دل فکر
مدینہ منوّر میں کر کے تلاش — کہ میں اور صدیق تھے دل خراش ص۲۰
شہر ڈھونڈھ سارا فکر دل میں دھر — چلے تھے جنگل کو وہ جالگر جگر
پھراتا تھا دُنبہ وہاں ایک جوان — پوچھا جا کے اس سے اونہوں کا نشان
شبانی[1] ادب سے عرض یوں کیا — کرامت سے اُن کو خبر یوں دیا
کہ دو طفل اس جھاڑ تل سوتے — فرشتے طبق نور کے ڈھولتے
سُنا مصطفیٰ نے ہوئے شادماں — کیا قصد جلدی سے پہنچے وہاں
یہ خاتم نبی جائے دیکھا کرے — بیٹھا ملک جبرئیل پنکھا کرے
نبی نے فرشتے کو بولا سلام — بولا تب فرشتہ وعلیکم سلام
۲۵۰- ادا کر سلام ان کا بولا ملک — ذرا تھم کے آنا نبی یہاں تلک
نگہ کر جو دیکھیں نبی اُس طرف — پروں کی وہ چھائیں میں ہیں باشرف
بہت نیند میں طفل تھے بے خبر — کھولے پاؤں دیکھے وہ خیرالبشر
فرشتے بھی پنکھا کرتے تھے سبھی — لیا بوسہ جا مصطفیٰ نے تبھی

---

[1] شبان = گڈریا

که صدیق نے موہنہ رکھا تھا وہاں — لیا بوسہ پاؤں کا از صدق جاں

۲۶۰- کہ اُن کے جو حق کا دیا ہے شرف — تو ہرگز بدی مت کرے اس طرف

یزید کو پہونچا تخت بعد از پدر — باندھے تھا وہ خنجر اسی آل پر

ہوئی ضد تھی اس کے دل میں مقیم — جگر مصطفےٰ کو دیا دکھ رجیم

کہا مصطفےٰ کو حسن نے ناناں! — ہمیں جلد کھلواؤ کھانا و اناں ص ۲۱

اسی وقت حق سے کھانا آیا — کھایا سب نے اور شکر بھجوایا [۵۰]

۲۶۵- کہا مصطفےٰ نے چلو گھر کے تئیں — روتے فاطمہ سب بلکتے وہیں

حسن نے کہا ہم تھکے ہیں بہوت — کہا نہی سواری کہ جاویں نکوست

نبی نے کہا اب سواری کہاں — سوار ہو کے جاؤ جو تم گھر میاں

حسن نے کہا پاؤں میں زور نیں — نانا جی چلیں ہم کتن سات ہیں

نبی نے کہا ہم تمھارے شتر — آؤ پشت اوپر چلو اپنے گھر

۲۷۰- حسن کود اوپر کندھوں کے سوار — کہا یا محمد! کہاں ہے مہار

نبی نے دو گیسو وہیں میں پھرائے — دیا ہاتھ اُن کے میں ایکبار لائے

نبی نے کہا عفو پھر تین بار [۵۱] — فرشتہ اُسی وقت از کردگار

آیا اور کہا، یا محمد سلام — کہ بعد از سلام بولا پیام [۵۲]

کہ جس وقت تم نے کہا بخش دوں — امت کے گناہاں ہوئے اور فزوں

---

۵۰ ساقط وزن   ۵۱ اصل: عفوہ

۵۲ یہ مصرع ساقط الوزن ہے۔ یوں پڑھا جاسکتا ہے ع کہ بعد از سلام بولا پیام

۳۲۵۔ کہو جا کے پیغام سمجھائے کر ‏ وہ دلبر نشاں سے نواب جائے کر

تو محبوب میری میں تجھ پر فدا ‏ ملاقات تیری مجھے دے خدا

میرا عشق سچا ہے یہ جان تو ‏ میں ہوں مبتلا تجھ پہ یہ مان تو

سبھی محل میں حکم تیرا کروں ‏ تیرا حکم ہرگز نہ پھیرا کروں

رضا پر میں تیری جو کچھ تو کہے ‏ اگر تو کرے جور وہ بھی سہے

۳۳۰۔ جو کچھ امر ہوگا سو دل سے کروں ‏ تیرے بے حکم میں قدم نا دھروں

موسیٰ اشعری سن کے سارا بیاں ‏ چلے کوچ در کوچ منزل گراں

مدینے میں پہنچے جو وہ آن کر ‏ امام حسن سے ملے سر بسر

موسیٰ اشعری نے کہا السلام ‏ فرمایا انہوں نے وعلیکم سلام

پوچھا کہہ سو جاتے ہو ادھر کہاں ‏ سناؤ عیاں راز ہم کو بیاں

۳۳۵۔ موسیٰ نے کہا تب امام زماں ‏ نہ تم سیتی میں بھید رکھوں نہاں

تمہیں دین و دنیا کے ہو بادشاہ ‏ خلق دو جہاں کی ہے تم سے پناہ

اہل خانۂ زید کو آیا امام ‏ یزید ہی نے بھیجا ہے لکھ کر پیغام[1]

اول جائے پیغام اپنا کہوں ‏ دویم جا یزید کا میں پیغام دوں

فرمایا حسن جو یزید کو قبول ‏ کرے یا نہ مطلب ہو تیرا حصول

۳۴۰۔ یزید کو قبول جو کرنے وہ نہیں ‏ پھر پیغام میرا بھی کہیو وہیں

اگر فقر و فاقہ بھی ہو اختیار ‏ جو صحبت ہماری یہ ہو اعتبار

---

[1] پیام ہونا چاہیئے یا پغام پڑھے۔

کہ کہتا یزید ہم کو ہر ہر گھڑی ۔ کروں کیا میں درماں فکر تھہ بڑی

اگر میں بدی کچھ اُنھوں سے کروں ۔ جگہ اپنی دوزخ میں پہلے کروں

خدا کا غضب ہوئے گا مجھ اوپر ۔ نبی مصطفےٰ کے ہیں پیارے جگر

کہ خاتونِ جنت کے ہیں وہ پسر ۔ جواب کیا کروں میں بروزِ حشر

حکم جو یزید کا نہ لاؤں بجا ۔ خرابی میں ڈالے گا مجھکو سدا

۳۹۹ - عرب کے سرداروں نے اُس کو کہا ۔ جو کچھ تم نے پوچھا ہمیں ماجرا

تمھیں آپ دانا (ہو) سب فکر میں ۔ ہمن کیا بتا دیں فکر اب تمیں

کیا ذکر خط کا جو روشن علی ۔ سنو دوسرا خطّ ہے پہیلی

یزید نے لکھا دوسرا خط اُسے ۔ سزاوار اب تو عقوبت کا ہے

کہ اے عتبہ! کرتے نہیں تم فکر ۔ دو یہ بار لکھتا ہوں تم کو مگر

۴۰۰ - خبر مجھکو پہنچی بیاں وار ہے ۔ تمہاری فکر مجکو بسیار ہے

اماہین کا تو ہوا دوستدار ۔ کروں قتل تجکو تو ہو دل قرار

جانب دار اُن کے ہو ڈالے ہیں مار ۔ تو بھی دل میں اپنے یہ رکھے سچا رض

اگرچہ اپنا تجھے چاہتا ۔ تو اُن کی فکر کر تجھے چاہتا

ابھی کچھ نہ بگڑا کرو تم یہ کام ۔ کہ ہو جس وجہ سیتی وہ انتظام

۴۰۱ - یہ عتبہ نے دیکھا جو اُس نامہ سے ۔ گئی عقل اُس کی نکل جامہ سے

یہ دل بیچ اپنے اُٹھنے ڈر دھرا ۔ کسی پر نہ یہ بھید ظاہر کرا

رکھا دل میں یہ فکر ماروں حسن ۔ بجھے دل سے میری یہ سوزاں اگن

یہ زال بدبخت سے لے آؤں بلا ۔ دیا زہر قاتل جو اُس کو منگا

دیا بہر خ زر بھوت اُس زال کو — کہا اُن کو تُو شخص اسی خیال کو

۲۱۰- کسی طور سیتی زہر دے اُسے — نہ ہووے یہ معلوم دوسرے کسے

حسن اور حسین پر بلا کی کرو — [illegible]

وہ کٹنی مدینہ میں مکار تھی — [illegible]

لکھا ہے کتابوں میں سابق خبر — سناؤں خبر وہ عیاں [illegible]

بھتیرے محل ان کے آئے شمار (؟) — تھیا تھے [illegible]

۲۱۵- سو یکدن علی ہو کے منبر سوار — سبھی قوم میں یوں کہا پکار

قریشاں و انصار ہرگز کہیں — نہ دیجو حسن کے تئیں دختریں

کہ وہ عقد کر کے ہے دیتا طلاق — وہ بیٹی کرے تم سے کیوں اتفاق

قریشی وہ انصاری بولے جواب — خدا سے ہمیں اس میں ہے بے حساب ثواب

جو گھر میں ہمارے ہوں دختر ہزار — دلویں ہم حسن کو ہمارا قرار

۲۲۰- کہ دلبند وہ خاتم الانبیاء — وہ فرزند ہے فاطمہ کا بڑا

علی بہت راضی انہوں سے ہوئے — دلاسے بہر بھانت اُن کو دئے

جبھی میں بہشت کا جو دربان ہوں — تمہیں سب کو اس میں دنیا داخل کروں

حسین نے یہ بھائی حسن کو کہا — تمن یا اخی! کیا وجہ دل دھرا

عقد کر لیناں کو سو دی چھوڑ کر — رکھا دل میں کیا تم نے اپنے فکر

۲۲۵- حسن نے کہا اے حسین ایک رات — سنی جد ستی میں نے اپنے یہ بات

کہ ایک عورت ایسی نصیبہ جلے گی — شہادت تمہاری قریب ہوئے گی

حسین شاہ بولے سنو یہ سخن — نصیب میں اگر جو ہوا ہے بچن

حسن نے یہ سُن بات کھائی قسم — کہ ہرگز نہ ہو مجھ ستی وہ رسم

قِصّا مختصر کر اب کہنا ہمیں — وہی کٹنی بیٹھی سو آ محل میں

۴۳۰۔ مگر سیتی پوچھا یہ آکر اُونے — تمہاری حسن سیتی کیسی بنے

مرے پاس ایک چیز ہیگی ایسی — جو تو وہ کھلا دے نہ بچا ہے کِسی

جُدا تمکو ایک پل حسن نئے کرے — وہ خواہش کو تیری سو دلیں دھرے

(میں وہ) چیز دیوُں تو اُس کو کِھلا — بقدر الٰہی تو یہ صدق لا

یہ کٹنی نے دے کر ہلاہل زہر — کوزے میں ملایا اونے پیش کر ص ۴۲

۴۳۵۔ وہ شہ ادِ لیا ہو گئے تھے سوار — نپٹ اور گرمی کی تھی وہ بہار

شکار کرکے دونوں برادر پھرے — سبھی نوکر اپنے وہ رخصت کرے

حسین بھی سلام کر کے گھر کو پھرے — حسن شاہ محل بیچ داخل ہوئے

وہ کد بانو سلام آکر کیا — کمر کھولا اُن نے جلدی سے آ[۵۱]

سلاح اور کپڑے بدن سے اُتار — رکھے جا بجا اُس نے سب ایک بار

۴۴۰۔ وہ ہر آب ستی کوزہ آکر نہیں — بولے شاہ حسن آب لاؤ تمیں

دیا اُس نے کوزہ اُسی آب کا — پیا سب حسن نے زہر ناب کا

گیا جب حلق کے تلے وہ زہر — کہ موہنہ سیتی نکلا ہو ٹکڑے جگر

حکم ہو حسن کا بلاؤ حسین — کہ اس وقت دیکھے سے ہو دل کو چین

وہ دیدار آکر ہمارا کرے — تو داع ہم کو اب بھائی پیارا کرے

---

۵۱ [illegible] کھولا ان نے [illegible] جلدی سے آ

۴۴۵- خبر جا کے پہنچی حسین کے تئیں — دوڑے پا برہنہ یہ آئے وہیں

دیکھے شہ زمیں پر بہت بے قرار — اُٹھی آگ غم کی [illegible]

حسین شاہ رونے لگے زار زار — لگے پوچھنے بھائی کو بار بار

یہ کس نے کیا کام ہے تم اوپر — کہو بھید اپنا مجھے کھول کر

تمھارے بغیر میرا کیا ہو احوال — رکھیں کس طرح ہم اپنے کو بحال

۴۵۰- کہ ہیں گے ہمارے عدو بے شمار — نہ دنیا میں دیویں ہمیں وہ قرار

حسن شاہ بولے وصیت سنو — سنو دل میں یہ اپنے نصیحت گنو

برائی کرے گا جو تم سے کوئی — پشیمانی کھینچیگا مر کے سوئی

قضا و قدر پر بھی شاکر رہو — غصہ بیش ہرگز نہ دل میں دھرو

بلا اور آفت پہ کرنا صبر — جو کچھ امر حق کا ہووے تم اوپر

۴۵۵- نہ پردہ کوئی کھولیو عیب سے — یہ جانوں کہ ہے عالم الغیب سے

کہ قاسم یتیم اوپر کرنا یہ رحم — میری جان تم ہو گے صاحب کرم

یہ دختر سے اپنی کرو کدخدا — یہ جان اپنی تم پر کریتا فدا

حسین نے عرض کی مجھے ہے قبول — کرو دل کو اپنے نہ ہرگز ملول

بلایا وہ دلبند قاسم پسر — کیا بہتا وصیت کیتے بھانت کر

۴۶۰- چچا کی بے حکمی کبھی مت کرو — بجا امر تسلیم ان کے تئیں چت دھرو

جو کچھ یہ کریں امر کرنا بدل — رضا ان کی تیرے تئیں ہے اصل[1]

---

[1] "دل" اور "اصل" قافیہ کئے گئے ہیں

حسین (پر) پڑیں سختیاں بے شمار — پڑے دشمنوں سے بڑا کارزار ۴۶۳ ص

رفاقت چچا کی کرو تم مدام — ملے تم کو جنّت میں عالی مقام

وصیت کیا سب کو با دل صفا — کیا بعد رحلت بدار البقا

۴۶۵ صفر کا مہینہ و تاریخ پانچ — سُنا ہے کتابوں ستی میں (نے) سانح

کہ سن ہجری اُنسٹھ ہوئے شہ شہید — ہوا شور بھاری بعالم پدید

شہادت کوں راوی کہا اور طور — سو وہ بھی روایت سناؤں بغور

علم ہے خدا کو سو تحقیق کا — سنا دو تو بطور تصدیق کا (؟)

وجہ ایک شہادت امامِ زماں — کہا ذکر روشن علی جو سنا

۴۷۰ - بعضے جنگ ناموں میں یوں ہے دلیل — خبر اُسکی بولوں بہندی سبیل

کہ جعد اسما تھیں اُن کی زن[1] — وہ تھیں عقد بھیتر شہنشاہ حسن

وہ دو سوکنوں میں اتھا بہت پیار — محبت انھوں میں جو تھی بے شمار

یہ ایسو نیہ کُٹنی اُن سے ملی — کہا بھید سارا وہ از خوشدلی

کئی زر اشرفی اونہوں کو دیا — ھیا اُنکے کو ہاتھ اپنے لیا

۴۷۵ - کہا تم کو حسن سے ہے آرام کیا[2] — فقر اور فاقے سے گزران کیا

علی کے یہ فرزند ہیں گے فقیر — ہے گذران اِن کی بہت بے حقیر ۳۵ ص

کروں ایسی جگہ تمھارا مقام — شب و روز در عیش گذرے مدام

---

[1] ساقط الوزن - جعد = جعدۃ بنت اشعث بن قیس - دوسرا نام: اسماء بنت اشعث

[2] ساقط الوزن - مصرع اس طرح پڑھا جائے گا - ع کہا تم کو حسن سے ہے آرام کیا

دل اپنا اُٹھا کر زہر دو اسے — کہ یہ بات ظاہر نہ ہو ہر کسے
کرو اپنے خاوند کو تم شہید — بتاتا ہے تم کو نصیحت یزید
۴۸۰۔ کیا ہیگا تم پر بہت التفات — نہ ہووے جدا تم ستی ایک رات
ہوتی عورتوں کی ہے ناقص عقل — کہا مانا کٹنی کا با صدق دل
حسن شاہ نے جو تھا تہمت کیا — بیاں و رسب کے تئیں دل دیا
ہووے جسکی جو کی جیسی روز میں — ماتی (وہ) خدمت دل اوپر دھرتی
وہ شہ کھاتے اُن ساتھ اس دن طعام — وہ بھی کرتی خدمت بھی شہ کی تمام
۴۸۵۔ دو دو کی تھی باری وہی دن تھا — جو کی دینے تھے ہو وہ بیمہ گر
امام حسن کو تھا خرمے سے پیار[۱] — ملایا چھاروں میں کر دل بیمار
تھوڑے سے چھاروں میں کرکے زہر — باقی اور رکھے طبق بیچ دھر
طلب شاہ (پھر) اُن سے خرما کیا — انہو(ں) نے طبق لے کے آگے دیا
کیا صرف قاتل وہ شہ کی طرف — رکھے نیر بھر کر کے اپنی طرف
۴۹۰۔ حسن شاہ نے وہ کئے نوش جاں — ہوئی گرمی اُن کے گلے کے میاں
لگے پوچھنے اُن سے شاہ حسن — کہ کیا خرمے میرے کھدے تمن
انہوں نے دست بستہ عرض یوں کرا — کہ یا شاہ! کیا وہم دل میں دھرا[۲۶]
کھایا ایک طبق بیچ ہم تم سبھی — کیا تم نے وسواس دل میں ابھی
حسن شہ کو ظاہر یہ اسرار تھا — بدی اُن کی اُن پر سب اظہار تھا

---

[۱] اصل: تھا امام حسن کو خرمے سے تھا بہت پیار

۴۹۵۔ یہ تقدیر ازلی پہ کرکے نظر　　کسی پر نہ ظاہر کرا یہ خبر

دیا ششم مراتب اوہونے زہر　　ولے شاہ اوپر ہوا نئیں اثر

دیا ساتویں مرتبہ زہر پھر　　پلایا تھا پانی منے گھول کر

زہر نے اثر شہ پہ اتنا کیا　　جگر ہوکے ٹکڑے وہ مونہہ سے گرا

سبھوں کے تئیں سوتا دیکھ کر　　ملا بیچ پانی کے قاتل زہر

۵۰۰۔ جو سوئے ہوئے شاہ جاگے حسن　　بلا پاس زینب کو بولے حسن

قضا ہوتی ہے گی نماز عصر　　کوزہ بھر پانی کا لاؤ تو بھر

گئی اٹھ کے زینب تو دیکھے کیا　　کہ کوزہ وہ پانی کا رکھا بھرا

اٹھا لائیں، کوزہ دیا ہاتھ میں　　کہ بھیا یہ پانی میں لائی تمیں

تھا مختصر پیاس کا جوش تھا　　پیا پانی ایکبار وہ منہ لگا

۵۰۵۔ وہ قاتل نے کیتا (جو) بیتے جگر　　ہوا ٹکڑے اُن کو گرے خاک پر

پوچھا حسین نے بہت کر فکر　　کہو بھید بھائی یہ کیا ہے مگر

حسن شاہ نے پھیر نہ اُس کا بیاں　　حسین شاہ سیتی نہ بولے عیاں

ہوئے تھے حسن شاہ جسدم شہید　　ہوئی رحمت اُن پر خدا کی پدید ص۳۷

وہ کٹنی نے بھی اور اسما نکال　　محل بیچ باہر چھپایا سنمال

۵۱۰۔ ایک یک مدینہ میں یہ غلغلہ　　اہل بیت میانے پڑا زلزلہ

بھی افلاک ساتوں پڑی کھلبلی　　ملک اور حوروں کو ہوئی بیکلی

زمیں نے الٹی دکھ سے بریاں ہوئے　　بھی بحر و بر غم سے گریاں ہوئے

اٹھا شور قیامت یک بیک وہاں　　اسرافیل نے صور پھونکے جہاں

قضا اور تقدیر سے شاکر رہو
صبر کو تم آج دل میں رکھو

کہ تقدیر رب کی اٹھی سو ہوئی
ازل کے لکھے کو نہ میٹے کوئی

کہ تم ایک ہی ہو نواسے رسول
ہیں دشمن تمھارے، سو مرتد، جہول

نہیں سود ہے کچھ سو اس جنگ میں
فکر مت کرو حال اس تنگ میں

۵۱۵۔ یمن نے خلافت دیا چھوڑ کر
کیا مکر دشمن نے یہ ضد پکڑ

اگر تم خلافت پہ رکھتے نگاہ
نہ ہوتا اسے زور، اے بادشاہ!

حسن کو رکھو گے جو جس جگہ پر
پڑے نور رحمت کا وہاں آن کر

تیمین شاہ سمجھے جو اس کا مکر
بھلی ہے جو کہتا عبد اللہ عمر

یہ گور غریباں رکھے جائے کر
کیا دفن شہ کو وہاں لائے کر ص ۲۹

۵۲۰۔ اٹھا غلغلہ تھا بہ ملکِ عرب
و در روم شام و مشرق و غرب

جہاں سے چلا حیف ایسا امام
رو ویں زار نالاں محبّاں تمام

رو ویں سب قبیلہ کریں ہائے ہائے
توڑیں بال سر کے کریں وائے وائے

الٰہی! تو غم کیا دیا ہم او پر
تعین کیا شاہ کے غم او پر

یزید کو لکھا تھا یہ عتبہ نے خط
مارا شہ حسن کے تئیں اس نمط

۵۲۵۔ وہ کٹنی نے دونو کو کر کے سوار
یزید پاس بھیجی وہ تینوں مکار

یزید اٹھ کے بولا خوشی ساتھ تب
ٹوٹا زور بھاری وہ تنہا ہے اب

فکر اس کی کرنا ہے آسان تر
گیا داغ دل کا ہوا کم فکر

سوؤں نیند بھر کے سوا ہر رات میں — کروں ذبح اس کو کسی گھات میں
وہ کٹنی کو اور عورتوں کو بُلا — پوچھا بھید سارا سو اُن دل لگا
۵۵۰۔ اونہوں سب عیاں راز ظاہر کرا — یزید نے سُنا، اپنے دل میں ڈرا
ڈرا دل میں اپنے وہ اس فکر سے — نہ ماریں مجھے یہ کسی مکر سے
یزید نے کہا تم نے اُن سے زنا — کیا ہے نہیں، تم ہو سب بے وفا
ہمن سوں وفاداری تم کیا کرو — دغابات [illegible]
بمعہ کٹنی تینوں کو رکھ ایک جا — دیا توپ کے مونہہ سے اُن کو اڑا
۵۵۵۔ وہ لے دل کے بھیتر ہوا شاد ماں — [illegible] دیکھا یہ لوگوں میں ہاں
یہ روشن علی دو روایت کہی — شہادت سنی تھی حسن شاہ کی
کذب اور صدق سے خدا ہے علیم — نہاں اور عیاں جانتا ہے قدیم

روایت کتابوں ستی یوں سناں — سنو اے مسلمانو! بولوں بیاں
نبی مصطفیٰ کے سو روضہ میاں — حسین شاہ گئے تھے زیارت کناں
۵۶۰۔ یکایک اونہوں کو یہ آیا جواب — بشارت دیا مصطفیٰ باصواب
وہ سرور دو عالم خدیجہ بھی تھی — علی مرتضیٰ فاطمہ و حسن بھی
سبھوں نے کہا سُن تو اے جانِ من — شتابی سے ہم پاس آؤ تمن
ترے دیکھتے ہیں ہمن [1] انتظار — دیکھیں راہ تیری، سو ہم بے قرار

---

[1] اس شعر میں "مکر" اور "مکر" قافیے مقدم و موخر ہو گئے تھے۔ صحیح کر دیا گیا ہے۔ [illegible]

ابھی میں اُٹھے شاہ پھر جاگ کر
یہ تعبیر اس کی کیا دل بھیتر

۵۷۵۔ چلے اُٹھ وہاں سے محل میں گئے
فکر سوچ دل بیچ اپنے کئے

جو دیکھا تھا سپنا کہا محل سوں
سبھی لوگ میاں نے بیاں دار یوں

یہ سب اہل بیتی ہوئے فکر مند
کہ یا رب یہ کیسا اُٹھایا ہے دند

کہ سب آل میں ایک رہا ہے حسین
نبی مرسلیں کا یہ فرزند عین

یہ دن تھا سو گزرا ہوئی رات پھر
بھجا عتبہ پیغام ایک بات پھر

۵۸۰۔ کہ میں فکر اور سوچ اب کیا کروں
وہ ہر بار لکھتا ہے مجکو سو یوں

گنہ گار ہوں میں اور ہوں شرمسار
دلے اُس کو برعکس ہے بے شمار

حسین نے لیا اپنے آگے بُلا
کہو فکر کیا ہے کہو مجھ سمجھا

کہا مردماں سے کہ نامہ لکھو
بھجو ہر طرف کو اور فوجیں رکھو

محمد حنیفہ کو بھی یہ خبر دو
جمع فوج کر کے خبر ان کی لو

۵۸۵۔ حسین نے کہا کیا کہوں میں عزیز
یعنی ترک دنیا کیا ہے تمیز

دنیا بے حقیقت کہا ہے رسول
مجھے اس ستی ہو دیگا کیا حصول

اپنی درد سر میں سو اب کیا بھروں
عمر اپنی اس میں صرف کیوں کروں

مجھے حرص دنیا نہ دل میں ہے اب
مدینہ کو چھوڑوں سو میں کس سبب

کہ میں سکونت میں جا کے کروں
عمر ہے جو باقی وہاں جا بھروں

۵۹۰۔ یہ جی دل بھیتر فکر کر شہ سوار
شرارت ہووے جہاں نہ رہنا قرار

مدینہ کو چھوڑوں مکہ جائے لوں
زبردست سیتی میں اب طرح دوں

امام زماں دل بھیتر سوچ کر
بی بی اُم سلمہ کے گئے غم سے بھر

حسین نے کہا تم ہو زوجِ رسول	کہ دو ہم کو رخصت نہ ہو دل ملول
ہمیں کو سو رخصت اسے نانی کرو	دعا خیر حق پاس میری پڑھو
۵۸۵ ۔ ہمیں ہوتے ہیں گے دشمن سے جدا	یہ نہیں ہے اپنی خواہش ہمیں پر خدا
کیا قصد سے کا دل کے بجتر[1]	وہیں جا اڑا ہوا ہی اپنی تو
بی بی اٹھ کے چھاتی لگایا ولے	بولے کیا فکر کی سو غم دل رہنے
یہ سر پر زر رخسار بلہار ہو	کہا ہماری[2] تدبیر کیا ہے کہو
تھا ایک ہی تو در آل رسول	ترا رنگ کیوں زرد ہے کہو ملول
۵۹۰ ۔ کہا عرض شہ والدہ ہے عیاں	کہوں کیا میں غم کا سو تمکو بیان
برادر حسن سے ہیں تنہا رہا	بہت دکھ یہ ظالم کا میں نے سہا
سو میں فکر دل بیچ اب یوں کرا	کہ جا نجف میں تک ہوا دل مرا
بی بی سلمی رو کر کہیں ہائے ہائے	بیٹھا جینا غم سے کیا وائے وائے
وصیت کو کر یاد گھر بیچ جا	شیشہ خاک کا تھا سو لائے اٹھا
۵۹۵ ۔ بلا پاس اپنے گلے سے لگا	کہے بات ان کو سو سمجھا بجھا
نواسہ ہے بے کس و مظلوم تو	تھا اس وقت میں لڑکا معصوم تو
نبی نے وصیت کئے تھے مجھے	مٹی کربلا کی دئے تھے مجھے
دیکھو خاک شیشے میں لوہو ہوا	ترا قصد آکر یہ وارد ہوا[3]

---

[1] اصل: بجتر لیکن قافیہ کے لئے سنبھے ہونا چاہیئے۔

[2] "تمہاری" ہو سکتا ہے۔ [3] قافیہ ندارد

مجھے یاد ہے بات اس روز کی — جھگڑتے تھے مکتب تم حسن سستی

۲۰۰۔ حسن نے اور تم نے ایک تختی لکھی — دونو بھائیوں نے بحث دل رکھی

دونو ضد کرتے نبی کن گئے — بحث اپنی دونوں نے ظاہر کئے

حسن بولے میرا یہ اچھا ہے خط — بولے تم لکھا خوب میں اس نمط

میں سنتی تھی بولے نبی مصطفیٰ — کہ یہ خط دونوں کا ہے گا صفا

حسن نے کہا فرق کچھ ہوئے گا — کہا بابا جاؤ علی کنے آ گا

۲۰۵۔ وہ خط دیکھ کر کچھ بتا دیں تمھیں — قدردانی خط کی بہت ہے انھیں

تمھیں دونوں تندتے گئے باپ پاس — علی دیکھو رب کو جو بھیجا سپاس

بولے تختی خوب دونوں لکھا — ولے تم نے یو نہیں بحث دل رکھا

علی نے کہا جاؤ اماں کنے — سمجھ خط بہت ہے گی بہت سی اسنے

چنے بھائی دونوں تم آئے وہاں — کہ گھر بیچ بیٹھیں تھیں فاطماں

۲۱۰۔ دونوں نے کہا خط ہے کس کا اچھا — قدر ہے حرف کی تمھیں والدا

فاطمہ دل اپس سے تفکر یوں کیا — خاطر رکھنی دونوں کی مجکو روا

فرمایا مجکو سمجھ خط میں نہیں[۲۲] — نبی مصطفیٰ دیکھ بولیں تمھیں

یہ پھر کر حسن مصطفیٰ پاس جائے — کیا خط بھائی بہت دل جلائے

ابن تیری میں تیلی یہ ہے پا تجھی — سلام تم کو حق نے کہا، یا نبی! اس[۲۲]

نمار کہا تی تم کو بھیجا ہے رب — سیکھے لکھنا فرزند تمھارے سو اب

---

[۲۲] "فرمایا" فعولن کے وزن پر؟ "نہیں" اور "تمھیں" کا قافیہ محلِ نظر ہے۔

٦٦٥۔ فتح اس جگہ کو نہ ہرگز کرے | پشیمان ہو کر وہ آپ ہی پھرے
سبھی لوگوں نے مشورت آ دیا | سکونت کیا سب قایم کیا
قصہ مختصر کر اے روشن علی | نہ خوانندہ کو ہو ملولی دلی
دو جاسوس یزید کے خبر لے چلے | میان مکے کے حسین سے ملے
سرداروں کو مکے کے ایک خط ملا | تمھارا فکر میں نے دل میں رکھا
٦٧٠۔ حسین کی اگر دوستاری کرو | بہت غم و اندوہ سر پہ دھرو
مکے ہی میں ماروں کروں سر جدا | یہ تم کو میں سچی لکھی ہے سدا
اگر میرے لکھنے کی خاطر دھرو | حسین کو مکے سیتی باہر کرو
جو کچھ دو نہ کہیں تم کرو مت قبول | تمھیں ہی بھلائی ہے اس میں حصول
مکے سیتی ان کو جو باھر کرو | یہ احوال خلقت پہ ظاہر کروں
٦٧٥۔ کروگے تم مت دیکھو نامہ، عمل | اگر چاہو تم زندگی یا اجل
دیکھا عربیوں نے وہ نامہ تبھی | لکھا تھا یزید نے وہ دیکھا سبھی
پڑھا پھر وہ نامہ لفافے کو چیر | ہوئے دل پریشان سب کے زہیر
نرمے دل کے بھیتر کیا یہ فکر | تصدق حسین پر ہو ویں سب مگر
اور ایک نامہ یزید نے کو نہ بھیجا | بھیجا قاصد کوفے میں جلد جا
٦٨٠۔ دیا بات کوفے کے حاکم کو خط | سنو اس کا مضمون تھا اس نمط
کہ تم بھی ہمارے جو ہو دوستدار | حسین کو بلا کر کے مکہ سے بھار[١]

---

١ اصل: باہر

۱۵۔ دھرا دل میں یہ، جاوے مسلم عقیل — دیکھے بھید وہاں کا یہ مرد اصیل

خبر کی وہ مسلم کے تئیں جائے کر — پہنچے پاس اُن کے وہ پھر آئے کر

کہ کیوں اسے بھتیجے بلایا ہے تیں — آمر جو ترا ہو بجا لاؤں میں

اُٹھے شہ حسین ان کو تعظیم کر — بٹھایا جگہ اپنی مسند اوپر

لکھے کوفیوں نے جو ان کو جب — زبانی بھی احوال ظاہر کیے

۲۰۔ کیا قصد وہاں کا چچا جی ہیں نے — لکھے کوفیوں نے بہت خط ہیں ہزار

تم ہو بھائی حیدر کے مسلم عقیل — سنی عزت تمہاری کی ہے نپٹ دلیل

اول پیشوا ہی کرو تم یہاں — کوفہ کی حقیقت کرو سب عیاں

لکھو گے حقیقت جو کچھ تم بتاں — مفصل خبر مجکو بھیجے یہاں

کروں میں بھی کوفہ میں گذران آ — گوشہ بیٹھ در یاد حق ایک جا

۲۵۔ چہار ایک سواروں سے جاؤ ابھی — لکھیو ہم کو احوال بالکل سبھی

ہوئے بھر کے مسلم، امام زماں! — بجا لاؤں تیرا حکم میں بہ جاں

حسین مستانہ نے حکم ان کو دیا — دہر یگانگی سے جو رخصت کیا

لکھا کوفیوں کو یہ نامہ دلیل — بھائی، مرتضیٰ کے ہیں مسلم عقیل

تجربی جاگہ ان کو تو بھیجا نیو — حکم عدق سے کوفیو! مانیو

۳۰۔ ہوئے جب کہ مسلم جدا شاہ سے — چلے طرف کوفہ کے دلخواہ سے

ست مت چلے کوچ کرکے جبھی — کاٹی راہ آکر مرگ[2] نے وہیں

۱۔ اعلیٰ و غیر نمی ت فیہ سکتے گئے ہیں۔ ۲۔ مرگ = ہرن، ہرن کا راہ کاٹنا بدشگونی سمجھا جاتا ہے۔

کہا اُن کو آگے سگن ہے برا
چلے پھر کے گھر کو تو ہوگا بھلا

کہا پھر کے اب میں بھلا کیا کروں
حسین شاہ سے جا کے کیا بات کہوں[1]

جو تقدیر میں ہے سو مٹنی نہیں
جو تدبیر میری سو چلنی نہیں

۲۶۔ دو بیٹوں کو اپنے لیا ساتھ میں
چھوڑے اور دو دونو شہ کے کنے ص ۵۲

لوگوں کو کہا بھائی پھرنا نہ خوب
قدم پیچھے مجکو ہے دھرنا نہ خوب

چلے راہ کوفہ کی مسلم شتاب
کوئی آگے پیچھے بہت ناصواب

عماد شہ کے آیا موذی پیشوا
ادب، عجز، تعظیم لایا بجا

تخت پر بٹھایا او نہیں لائے کر
کھڑا ہاتھ جوڑے وہ موذی مگر

۲۷۔ سلوک اُس کا دیکھا تو راضی ہوئے
ولے فرزند ان کے سے غم نہیں گئے

کہاں تک تو بولے گا روشن ذکر
ہے مشہور خلقت پر اس کا مگر

لکھا نامہ مسلم نے شہ کو وہاں
محبت کا اس کی کروں کیا بیاں

آؤ شاد مکے سے ہو کر وداع
یہ دل جان سے تم پہ سب ہیں فدا

اٹھارے ہزار آ ہوئے ہیں مرید
اور بھیجا ہے پیغام ہم کو مزید

۲۸۔ کوفے کی خلق تم سے بیعت کرے
حکم سے تمھارے نہ ہرگز پھرے

میں بھی خلق ان کا نظر میں کیا
بیان سارا اس کا خبر کر دیا

مناسب ہے آنا تمھیں یا امام
کرو نہ نکران سے تم خوش کلام

ہرکارے کو عماد کے خط دیا[2]
مکے کی طرف اس کو رخصت کیا

۱؎ کہوں تلفظ کیا جائے گا۔ ۲؎ ساقط الوزن

جو بلی بڑی تھی ایک مسلم لودی — خوشی [illegible] ۱؎

۷۵۰۔ گیا کوچ در کوچ وہ نامہ بر

پڑھا نامہ سب نے الفاف کو تر — خوشی دل کیا شاد نے اس قدر

تمامی سرانجام تیار کر — کیا قصد کوفہ کا شہ نے مگر

تمامی اہل بیت ہمراہ لے — مکے سے نکل شاہ جلدی چلے

کیا ایک دو منزل شاہِ جہاں — خوشی ساتھ لے کر وہ ہمت نشاں

۷۵۵۔ زمیں پر قدم پڑتا اس شاہ کا — فلک بھی تھا مشتاق اس ماہ کا

زمیں نے کہا اس قدر تم چلے — مرا کل مقصود حاصل وہ سے

زمیں کو قدم ان کا مقصود تھا — یہ کوفہ کو جاتے ہی خوشنود ہو

ہوا پر نہ معلوم تھا وہ اثر — اُڑا گھوڑا ان کا وہ بے بال و پر

ہوا نے کہا تجھ میں ہے کیا ہنر — کہا شاہ سوار ہے مجھ اوپر

۷۶۰۔ کہاں تک کہوں شاہ کی خوبیاں — اور گھوڑے کی ان کی وہ عجوبیاں

پہنچے جب کہ منزل پہ شاہِ جہاں — بلائے برادر تمامی وہاں

قاسم شاہ بولے سو اس رات کو — قبولوگے سب تم میری بات کو

ہوئے ہیں اگرچہ یہ کوئی مرید — ولیکن ہمارا ہے دشمن یزید

مجھے خواب میں یوں پڑا ہے نظر — وہ رکھتا ہے ظالم تمھاری فکر ۲؎

۷۶۵۔ اگر تم یہاں سے چلے کوچ کر — لڑیگا لڑائی ترت آن کر

۱؎ وہ ۲؎ قافیہ ندارد

اگر جنگ لڑنا کرو اختیار — چلو شاہ کوفہ کو بادِل قرار

یقیں لاؤ سنا ہاں مرے خواب پر — لڑائی کی ٹھیرے فرات آب پر

بھجو یہاں سے مسلم کو پیغام بر — کہ جلدی سے آؤ فرات کے اوپر

اگر وہ ملیں تم سے یہاں آن کر — کریں گے لڑائی وہ تدبیر کر

۷۷۰۔ حسین شاہ بولے جو تقدیر ہے — تو کس واسطے ایتا دلگیر ہے

یہ سُن سُن کے باتیں دہرا ایک جائے سے — کہا بھید آکر سب اُس کے سکنے

خبر جب یہ پہنچی بہ گوشِ یزید — گریبان حیرت سے اپنا درید

یہ ہی خبر پہنچی یزید بد بخت کو — مکہ سے آیا حسین شاہ وہ[1]

تب منزل بہ منزل وہ آویں چلے — سبھی اہل بیتاں، طفل ساتھ لے

۷۷۵۔ یزید نے پوچھا کہ مفصل خبر — کتی فوج ہے ساتھ اُن کے مگر

یہ جاسوس بولا کیا میں شمار — ملازم، برادر، ہمہ چار ہزار

اور مسلم قتیل ہیں سو کوفے منے — کہ چالیس اسوار ہیں اُن سے کنے

یزید شاد دل ہو کرے یوں نگر — لکھے نامے کیتے وہ لوگوں نگر ۵۵ ش

رفیقوں کو شہ کے لکھا اس اعول — حسین کی رفاقت کرو مت قبول

۷۸۰۔ رفاقت میں اُن کی جتلا کچھ نہیں — جو کچھ عیش چاہو تو آؤ یہیں

دیوؤں مال، دولت و منصب ا — کرو عیش میری طرف تم سدا

---

۷۷۰ سے ساقط الوزن۔ یہ شعر اس طرح ہو سکتا ہے [1] خبر پہنچی یزید بد بخت کو
کہ مکہ سے آیا حسین شاہ وہ

علی کا یہ فرزند ہے گا نفیر — تو ہیں نیابت رسول کی وال سب امیر

رفیقوں نے شہ کے سُنے یہ خبر — بکنے لگے سب ادھر اور ادھر

قضا کی نہ اُن پر رکھا دل میں ڈر — ارادہ میں حق کے تھا یونہیں مقر

۷۸۵ منزل پہ شہ نے کیا سب شمار — بھائی اور بھتیجے بہتر سوار

قبیلوں نے آکر کہی شہ سے بات — یزید نے بلایا کمیں کر کے گھات

بولے ابنِ حیدر، جو تقدیر ہے — تو اُس کی نہیں کچھ بھی تدبیر ہے

قصہ اب یزید کا سنو مسلمان — کوفہ کو لکھا خط اپنے وہاں

حسین ابنِ حیدر چلا آوتا — کیا کوچ مکہ سے با دل صفا

۷۹۰ ہے کوفے میں تم پاس مسلم عقیل — کرو سر جدا اُس کا تم بے دلیل

شمر ابن جوشن تو میری طرف — ہزار دس سواروں سے بھیجے اب

بھائی تھا شمر کا جو نمرِ لعین — گیا فوج بھاری ستی وہ لعین[1]

یزید نے کہا ابنِ زیاد سے — حسین سے لڑو جا بہ دل شادت تل

تبھی ابنِ زیاد نے تنکر کر — ادب سے کری عرض دل کھول کر[2]

۷۹۵ نہ بھیجو ہمیں تم امامین پر — نبی مصطفٰے کا وہ پیارا جگر

اہلِ دین ہو کے کروں کیوں یہ کام — رہے روزِ محشر تلک بد یہ نام

یزید نے کیا طیش ابن زیاد پر[3] — کہ پھر دوسری بار حجت نہ کر

---

[1] قافیہ ندارد [2] قافیہ ندارد [3] ساقط الوزن۔ حاشیہ پر اس شعر کی دائیں طرف اشعار کا نمبر ۸۰۰ درج ہے جبکہ ہمارے شمار سے اس شعر کا نمبر ۷۹۷ ہوتا ہے

لعین ابن زیاد رخصت لیا — مہم شاہ حسین کی قبول ہی کیا

۸۰۰ دو گھر پہنچ آکر قبیلے سے بول — کہا حال اپنا وسے دل کو کھول

کہ بھیجا یزید نے قتل شاہ کو — جو رو نے کہا اے لعین مت کہو

حسین شاہ اوپر نہ کر یہ گمان — نہ کیجو ارادہ میری بات مان

نہیں تو مجھے دے طلاق و آزاد کر[1] — نہ ہوں شرمسارم بروز حشر

نبی مصطفیٰ کو میں دوں کیا جواب — علی، فاطمہ کا ہو مجھ پر عتاب

۸۰۵ غصہ پیچ آیا اسے دی طلاق — چھوڑا دین پایا کفر ارتفاق

غضب کر بلایا عمر سعد وہاں — کہا تم پہر جاؤ لڑائی کہاں (؟)

فرید ابن اصحہ کا بیٹا جو حر[2] — شجاعت، سخاوت میں سب سے بہتر

کیا تم بھی جاؤ کری پوری جنگ — خوشی دل ہو میرا کرو مت درنگ

بھیجے سوار جمع سو بائیس ہزار — ولا کھول پیادہ، نہیں کچھ شمار

۸۱۰ اول جا یہ پیغام ان سے کرو — کریں بیعت میری تو تم (نا) لڑو

اگر حکم میرا نہ مانے کبھی — شہید کر کے سر ان کا لا دو ابھی

فرات اوپر اس کو بھی آنے نہ دو — کرو تنگ بسیار و پانی نہ دو[3]

یہی بات کر فوج رخصت کیا — خرج[4] اور چھکڑوں پہ لدوا دیا

عمر سعد نے حر کو لینے بولا — کہیں اس کے نئیں کیتی باتیں جو آ

---

[1] ناقص الوزن — [2] ابن یزید ابن اصحہ نام تھا۔

[3] آنے اور "پانی" قافیہ کیے گئے ہیں۔ [4] خرج = بھیجا

کہاں تک کہوں ان کا راز نہاں
نہ طاقت زباں کو جو بولوں بیاں

سنو یہاں سے مذکور مسلم عقیل
شجاعت میں تھا مرد وہ بے دلیل

سنا حاکم کوفہ کو جب یہ خبر
کہ لشکر ہے پہنچا وہاں آن کر

کہا اُس نے دل میں کہ اب کیا کروں
کہ مسلم کو ماروں تجگر کیا کروں

۸۴۳ ۔ اگر پھر سنیگا جو یزید یہ ذکر
مارے گا وہ سب کوفیوں گھیر کر

کہا بھیج پیغام مسلم کے[1]
قلعہ بیچ آؤ ہمارے کنے نس

اگر اس طرح سے وہ آئے یہاں
تبھی اس کا سر کاٹ لیں بے گماں

ابھی تک یہ پیغام پہونچا نہیں
ذکر تھا اس مجلس کے بھیتر یہیں

یزید نے یہ پیغام بھیجا اُسے
کہ سر اُس کا کیوں نہیں لاتا مجھے

۸۴۴ ۔ بھلا تجکو جیسے کروں گا قتل
تو نے میرے خط پر کیا سنے عمل

اگر اُس کے اوپر ہے ... تجھے
شتابی سے سر کاٹ لاوے مجھے

کہا کوفیو، دیو مسند نکال
نہیں تو میں لوٹوں گا، کر خستہ حال

کہا کوفیوں نے یہ مسلم کے تئیں
بیٹھے بے فکر ہو خبر تمکو نئیں

یہ لشکر یزید کا چلا آوے ہے
تمکو فکر کچھ نہ دل بھاوے ہے

۸۴۵ ۔ تیار ہو کے نکلو سو باہر ابھی
رفیق ہیں تمھارے کھڑے ہم سبھی

سجا مرد سنتے ہی تیار[2] ہو
سوار اپنے گھوڑے پہ ہشیار ہو

وہ ہانی[3] کے گھر سیتی باہر ہوا
یہ احوال عالم پہ ظاہر ہوا

---

[1] نس: کہا کہ پیغام یہ بھیجو مسلم کنے۔ تو بہتر ... کہ یہ بات۔ دونوں قرات درست ہے۔ [2] املا "ت" اور "ط" سے [3] ہانی بن عروہ

اُترا اپنے گھوڑے سے پیادہ ہوئے　　پڑے فوج میں یا علی کر کے جب

جیسے شیر، بھیڑوں میں آکر پڑے　　سو اس طرح مسلم نے حملے کرے

جیسے دوڑ کر مارا تلوار سے　　ہوا قتل موذی وہ انکار سے

۸۱۰ مارے شہ جوان نے بہت کوفیاں　　لہو تھا چلا جاتا جنگل میاں

گرے بے شمار ان زخم کھائے کر　　ہوئی تشنگی اُن پہ غالب مگر

رفیق ان کے جو تھے ہوئے سب شہید　　ہوا نور رحمت کا ان پر پدید

کہا پھر یہ مسلم نے اے کوفیاں!　　مسلمان بھی ہے کوئی با ایماں

کوزہ ایک پانی کا لادے شتاب　　کہ دینا ہے آخر خدا کو جواب

۱۵ یہ سُن کوفیوں نے ستانے سر کیا　　نہ پانی انھوں نے میسر کیا

اُنھیں بیچ تھا ایک حبشی جوان　　مشک بھر کے پانی کی لایا وہاں

کہ مسلم پیو پانی شکم سیر ہو[سلہ]　　انھوں نے دعا کی تری خیر ہو　ش ۶۲

کری حق نے یارو دعا وہ قبول　　وہ حبشی اسی وقت پایا حصول

اُس حبشی کا چہرہ منور ہوا　　سیاہی گئی نور اظہر ہوا

۸۲۰ کیا اُس نے اپنے بدن پر نظر　　سیاہی نہ پائی بدن کے اوپر

کیا دین نانی جو اُس نے قبول　　ہوا اُس کو اُس وقت ایماں حصول

شہادت کے اوپر جو باندھی کمر　　رفیقوں میں اُن کے ہوا بیشتر

نکل کر وہ شمشیر کو میان سے　　بیٹھا بیچ لشکر کے ایمان سے

سلہ خارج از وزن۔ مصرع اس طرح ہو سکتا ہے۔ ع کہ مسلم پیو پانی تم سیر ہو۔

کہ اتا بڑا نڈی بہت مار کر | گئے وہ جہنم کو سر جھاڑ کر
۸۸۵ ۔ کریں ڈھونڈ لشکر ہیں رب طلماں | کہ حبشی نے مارے ہیں کیتے جواں
یزیدیو نے حل کرکے چوں شامت پہ | مارے اس جواں پر کیا تن زہیر[۲]
گرا ضعف کھا کر وہ میدان میں | کریں مرحبا! مرحبا!! سب جنیں
سنو مسلم ابن عقیل کا ذکر | پیا زخم میاں نے پانی پیٹ بھر
آیا ضعف اُن کو دیے پا پسار | دیا جیو خدا کو گیا سر سے بھار
۸۹۰ چلے آئے کوفی بہ دل شادماں | حسین کو دیکھیں جو سنے کربے ...
ندی تھی فرات اُس پہ ڈیرا کیا | نبی کے فرزندوں کا گھیرا کیا[۱]
اے روشن علی قصہ غم بدل کر | بیاں ظلم کا اب کہو کھول کر
شہادت یہ لڑکوں کی اب ہے عیاں | زباں بیچ ہندی کے بولوں بیاں
کہا حاکم کوفہ کے نے یوں پکار | تمامی تم بیٹھو حوزدہ ... کیا
۸۹۵ کہاں ہیں وہ مسلم کے دونو پسر | کہ جس گھر میں نکلیں وہ خستہ جگر
نیو لوٹ گھر بار اُس کا تمام | سنو بات میری ہمہ خاص و عام
منادی کری شہر میں یوں تمام | کرو جستجو ان کی بس صبح و شام
سُنی جب یہ قاضی نے کہ نوں ہے بات | ہوا دل میں غمگین وہ نیک ذات
ہو گھر میں مرے دیکھ یا دیر پسر | کریں قتل مجکو اُسی وقت پر
۹۰۰ ۔ کہا یہ دعا مانگو رب سے تمھیں | پہنچا دے الٰہی مدینہ کے تئیں

---

[۱] چو طرف = چاروں طرف   [۲] عکس: ظہیر

اور جاتا ہوں میں بھی اسی گھات میں ۔ مدینہ کو جاوے کروں سات میں

چلا شہر لے باہری وہ جوان ۔ دیکھے کیا کہ ایک قافلہ ہے وہاں

یو پوچھا جو کے اس نے وہ ایک مرد سے ۔ ولے آہ بھر کر دلِ سرد سے

کہا ان سے کیدھر کو جاؤ چلے ۔ یہاں سے ہے یہ قافلہ کب چلے

۹۰۵ کہا دیکھو ہیں سے تو مدینے کے تئیں ۔ یہاں سیتی جاویں مدینے کے تئیں ۶۴

تجھے واسطہ حق کا دیتا ہوں میں ۔ اگر میرا کہنا کرے کان میں

خدا نام سن کر وہ حیرت کیا ۔ بہت فکر دل بیچ رغبت کیا

لیا نام اس نے جو مسلم عقیل ۔ کیا کافروں نے جوان کو قتیل

رہے ہیں انھوں کے (یہ) دونوں پسر ۔ کری کوفیوں نے انھوں کی فکر

۹۱۰ جو مانو خدا کو تو دل میں دھرو ۔ انھوں کو مدینے میں داخل کرو

کہا پھر یہ قاضی سے اس وقت اب ۔ مدینہ میں داخل کریں باصواب

یہ سن بات قاضی گیا گھر کو پھر ۔ وہ دیکھے ہے کیا جا کے دونوں پسر

کہ سوتے ہیں دونوں برادر عزیز ۔ رہا جا کے حیرت سے وہ باتمیز

جگی نیند سیتی جگانا نہ خوب ۔ ہوا اتنے عرصے میں سورج غروب

۹۱۵ کہا دل میں اس وقت قاضی نے یوں ۔ کہ یا رب یہ [illegible] میں کیسے کروں

خدا نے دعا کی اسی دم قبول ۔ اٹھے نیند سیتی وہ دونوں ملول

دیکھے کیا کہ قاضی ہے سر پر کھڑا ۔ دونوں نے کہا آؤ بیٹھو ذرا

کہا قاضی نے غرض تم سے کچھ ہوں ۔ اگر ہو یہ مقبول [illegible] کرو

کہا جب کہ جو [illegible] قاضی غرض ۔ کریں گے قبول اس کو ہم بالغرض

۹۲۰۔ بولا قاضی دل میرا گھبراوے ہے — مدینہ کو ایک قافلہ جاوے ہے

یہ سن شاہزادوں نے بھیجا سلام — کہا لے چلو ہمیں اُن کے پاس

لئے آخر الامر قاضی نے سب — سونپے قافلے کو کہہ[1] کے یہ بات

امانت ہیں مسلم کی خیانت نہ ہو — [illegible] امانت نہ ہو

تسلی کیا اور شفقت کیا — وے اُس نے قاضی کو رخصت کیا

۹۲۵ یہ تقدیر میں اُن کی یوں تھا لکھا — اٹھایا انھوں نے یہ جور و جفا

[illegible] کیا ہیں اُس رات کو [illegible] — نہ طاقت زباں کو جو بولوں بیاں

کہ تھی اس قدر کی وہ اندھیاری رات — کہ پھرتے ہی جنگل میں گئی ساری رات

گئی اُن پہ صحرا میں وہ شب گذر — پھر آئے وہ کوفہ کو وقتِ سحر

دروازہ[2] پہ کوفے کے تھا ایک شجر — کنواں[3] پاس تھا اُس کے [illegible]

۹۳۰۔ دونوں بیٹے مسلم کے عالی مقام — محمد و اسمٰعیل تھے اُن کے نام

بڑے بھائی نے دل میں کی یوں فکر — کہ [illegible] شجر

یہ دن کو ہم اس پیڑ پر چڑھ رہیں — ہوئے رات تاریک اُتریں چلیں

گئے چڑھ شجر پر بیٹھے ایک جا — کہ پتوں میں اُس کے لئے تن چھپا

یہ قدرت خدا کی کا بولوں خیال — سنو دیندارو یہ قصہ محال

۹۳۵۔ آئی ایک لونڈی وہ دلخواہ سے — بھرا اس نے پانی اسی چاہ سے

دیکھا جھاڑ سے وہ کوئے میں شکل — وہ آفتاب مہتاب کے تھے مثل

---

[1] کہہ کے پڑھئے۔ تلفظ بولی   [2] دروازے "فعولن کے وزن پر"

[3] کنواں [illegible] اردو میں بھی [illegible]

ہراساں ہو دل میں اوپر کی نظر　　دیکھیں صورتیں خوب اس جھاڑ پر

بی بی اُس کی ترسان و حیران تھی　　فکر بیچ لوگوں کے ہرسان تھی

شتابی سے لونڈی سنے پانی بھر　　کہ بی بی کو اپنی خبر جا کرا

۹۴۰۔ دیکھو بی بی لڑکے وہاں ہیں گے دو　　کہ رو رات و دن یاد جن کو ہیں وو

چڑھے ہیں گے لڑکے وُ یک جھاڑ پر　　اگر تم چلو دیووں بتلائے کر

بی بی نے کنیزک کو دوڑی تبھی　　یہ نزدیک لڑکوں کے پونچی جبھی

وُ درخت سے جس دم اتار اُسنے　　چھپا کر انھیں لائے دونو جنے

سو یک کوٹھے میں پلنگ تھا بچھائے　　کھلا کر کے کھانا وُ رکھے سُلائے

۹۴۵۔ بہت صدق سیتی یہ قرباں ہوئی　　لگی پنکھا کرنے با ایماں ہوئی

منس کی حقیقت سناؤں تجھے　　بہت رونا آتا ہے سن کر مجھے

یہ حاکم نے کوفے کے سب کو کہا　　منادی کری شہر میں جا بجا

جو مسلم کے لڑکوں کو کوئی لاوے آج　　ہزروپا دلواؤں رکھوں سر پہ تاج

کہا جب یہ بدبخت نے سب کے تئیں　　ہوا ایک جاسوس مطلب کے تئیں

۹۵۰۔ وہ تھا نام حارث[1]، حرص میں تھا جو　　خدا کے غضب کو رکھا دل سے دور

تبج ستے تلاش اُن کی کرتا پھرا　　پھرا بہت جنگل نہ پایا پتا

تبہ ابتک بال نہ پائے نہیں　　چلا بہت غمگیں ہو گھر کے تئیں

قبیلے نے دیکھا جو آیا نہیں　　دیا قفل جلدی سے اُس نے وہیں

---

[1] اصل: حارث، لیکن صحیح نام حدرث ہی ہے۔

دروازے کو وہ توڑ گھر میں گیا   دیکھے سوتے لڑکے خوشدل ہوا

۹۵۵ چلا کوٹھری کے اندر کو گنوار   مزاحم ہوئی آ کے اُس کو وہ نار

کہے شاد دل ہو کے وہ نابکار   بڑا کام پیچھے کیا تو نے یار

اگر سے اِنھوں کے ہیں حاکم کو دل   تُو دینار و گھوڑا [illegible] پاؤ دل

کہا اُس کو عورت نے اِس منہ میں خاک   بھتیجے علی کے ہیں کچھ دل میں بک

عَلَم کر کے شمشیر دوڑا تبھی   جو وہ آن لڑکوں کے اوپر کری [illegible]

۹۶۰ کہا موذی اول مجھے مار تو   پیچھے میرے ان پر بھی کر وار تو

کری جورو اپنی و لڑکے شہید   کہ لعنت خدا کی ہے اُس پر مزید

پسر اس کا باہر سنتی آئے کر   کیا رد بدل سخت غم کھائے کر

کہا موذی کیسا ہے تو سنیں   ہوئے (۱) مار ناحق انھیں بے یقیں

تبھی پکڑی تلوار غصے میں گھبرائے   مارا بیٹا اپنا زمیں پر گرا

۹۶۵ غلام اس کا تھا ایک سادہ جواں   سُنا جب کہ غوغا تو آیا وہاں

دیکھا گھر میں آ کے حقیقت عجب   کہا سن کے موذی یہ کیا تھا سبب

جورو اور بیٹا جو ڈالا ہے مار   تو حاصل کرے گا تو کیا نابکار

اِنی طیش کھا کر جو حملہ کیا   غلام پاس تھی ڈھال اس پر لیا

غلام کھینچ تلوار ماری جبھی   جہنم کو پہونچا وہ حارث تبھی

۹۷۰ جو پھر وہ باہر آئے کر کے زیر   مارے کیتے کافروں نے گھیر گھیر

۱؎ اصل: شعر تبھی اس نے پکڑی تلوار غصہ میں بھر (؟)

عجب حق تعالیٰ نے دی تھی ہُنر کسی کو نہ قدرت کرے نوع دگر
یہ روشن علی نے کیا مختصر سُنا تھا جو قصّوں کے بھیتر ذکر
خبر اب حسین شاہ کی تم کو دوں بیاں در زبان ہندی ظاہر کروں
خبر دار نے پھر کیا آ سلام کہی آ کے ظاہر حقیقت تمام
۶۷۵ کہ اے شہ دغا خانوں نے کئے کہ مسلم عقیل کو شہادت دیئے
دغا باز کوفی وہ ہیں گے مکار نہاں خونخواری، عیاں غم گسار
ہوئے شاد غمگیں چچا کا یہ غم کیا اہل بیتوں نے ماتم بہم
الٰہی بقدرت نرنکار ہے جو کچھ تو کرے گا سزاوار ہے
اہل بیت نالاں وہ سب آئے کر کیا عرض شہ سیتی غم کھائے کر
۶۸۰ اگر آج ہوتے علی شہ سوار یزیدی کو کرتے ابھی سنگسار
اگر ہوتیں اس وقت حضرتِ بتول اِتنے دکھ سے ہوتے نہ ہرگز ملول
نہ غم تھا جو ہوتے امامِ حسن رہا پنج تن میں حسین ایک تن
سو ان کو سبب مظلوم حق نے کیا اِتنا جور اور ظلم ہم کو دیا
یہ جا کر تمھارے سبھی ٹل گئے کہ مشکل گھڑی میں نہ شامل رہے
۶۸۵ کہا شہ نے تم کچھ فکر مت کرو رضا اور تقنا کے اوپر حیت دھرو
جو تقدیر رب کی سو ٹلتی نہیں یہ تدبیر اپنی سے پھرتی نہیں
قدم اپنا ثابت یہ کیوں نئیں دھریں جو صابر ہیں رب کے نہ اس سے پھریں
شہر بانو بولیں تب ہاں آن کر کہ اے شاہ اب بھی کرو کچھ فکر
دغا باز کوفی ہیں لکھتے دغا گئے شاہ مسلم بصدق و صفا

۹۹۰۔ کہا کوفیوں کا کیا تھا قبول — شہادت ہوئی وہاں پہ ہی [illegible]

تم اے شاہ یہاں سے بھی پھر جاؤ — سرداروں عرب کے سیتی جا ملو

تمھارے ہیں خاندان کے دوستدار — رفاقت تمھاری کریں دل قرار

بھائی اپنے لو سب جدا [illegible] — کرو جنگ کفران سے دل جلا

یزید پاس لشکر ہے تم پر نہیں — لحد میں چلے جاتے ہو کیوں یہ نہیں

۹۹۵ بولے شہ ٹلے آسمان یا زمیں — حق کا یہ فرزند [illegible] نہیں

رضا اس کے اوپر کرو تم [illegible] — سہو اپنے اوپر قہر اور جبر

ولے یہاں سے پھر کر نہ جاویں ہمیں — جو جانے کو دل ہو تو جاؤ تمیں

ہمہ درد و محنت جو ہے سخت تر — کیا حکم رب سے ہمارے اوپر

دو بیٹے تھے مسلم کے اُن کو بلا — دلاسا دیا ان کو چھاتی لگا

۱۰۰۰ کہا بھائی پھر تم مدینہ کو جاؤ — وہ بولے تصدق ہیں یہ مت سناؤ

دیکھا شہ نے وہ بھی جو پھرتے نہیں — کیا کوچ آگے کو شہ نے وہیں

کہوں ساری منزل بڑی ہو کتاب — پہنچے کربلا کی زمیں پر شتاب [illegible]

گھوڑے اونٹ پھر وہاں سے چلتے نہیں — بہت ہانک اُن کو وہ تھکتے ہیں

حکم یوں ہوا شاہ ڈیرا کرو — خیمہ کو اُتارو یہاں پر دھرو

۱۰۰۵ جواں کاٹنے کو جو میخیں گئے — نہر باری (؟) جہاڑوں کے لوہو بہے

سنایا پھر آکر یہ شہ کو عیاں — حقیقت لوہو کی بتا کر بیاں

بولے شاہ غم بیچ بھر کر صدا — کہ جد سے ہمارے ہوا تھا ندا

نشانی بھی اس کی ظاہر ہوئیں — خدا کی رضا سیتی چارا نہیں

که ہم کو کیا ہے خدا مبتلا ۔ شاید کربلا ہے یہی پُر بلا

۱۰۱۰ یہ لوہو کی پیاسی ہے غمگین ہو ۔ شہیدوں کے لوہو سے رنگین ہو

میرے پیاسے اطفال سہیں گے جفا ۔ گرسنہ ہو دیں بہت روئیں خفا

کہ اول محرم و بدھ کا تھا روز ۔ آیا کربلا کی زمین غم یہ سوز

اہلِ بیت نالاں ہوئے غم ستی ۔ ہوئے زار و گریاں الم غم ستی

حسین شاہ بولے کرو تم نہ غم ۔ رضا حق اوپر رہیو ثابت قدم

۱۰۱۵ کہے ہے یہ روشن علی غم تمام ۔ کرو نیدار(و) یہ ماتم امام ص۲۷

لیا جنگ ناموں میں ہے یوں خبر ۔ آیا حُر شہ پاس کر دل شکر

وہ تھا مرد صالح سچا راست دیں ۔ رسول اللہ کے کلمہ پر ثابت یقیں[1]

جدا فوج اپنی سے یوں ہوئے کر ۔ ملا شاہ سے با ادب وہ مقر

قدم بوس ہو کر کھڑا ہو رہا ۔ بہت صدق سیتی عرض یہ کیا

۱۰۲۰ عجب دل میں آئی رکھا راز دیں ۔ پھر اگرد لشکر کے شہزادہ دیں

ہوئے جا کے اک ٹھور پر شہ کھڑے ۔ دعا حق تعالیٰ سے اُس دم کرے

اٹھا ہاتھ اعتبار کھا زور کر ۔ ہوا چشمہ ظاہر اسی جگہ پر

دعا حق تعالیٰ سنے کی وو قبول ۔ ہوا پانی اُس جگہ سیتی حصول

دوگانہ شکر کا کیا شاہ نے ۔ کری عاجزی بہت دلخواہ نے

۱۰۲۵ بلایا وو لشکر اور بولے شہا ۔ پیو پانی آکر دیا ہے خدا

---

[1] ساقط الوزن "پر ثابت یقیں"

کہ تم سے ہم کیا رکھیں ہیں غرض — جو ہم آن بولیں تمھیں کیا غرض
تمھارا نہ ہم پوچھتے ہیں شرف — ہماری ہو تم قید میں یک طرف
۱۰۴۵ وہ سختی سے بولا تھا کافر گبر — خدا سے نہ دل میں رکھا کچھ فکر
کیا اس گبر نے عزازیل خوار — سو اس کی ازل میں تھا وہ نابکار
سنے شاہ نے جب یہ اس سے بچن — ہوئے غم میں سرساں نہ بولے سخن
دیکھ شاہ نے تب فلک کی طرف — بولے اے خدایا تجھے سب شرف
ہزارا نہ تجھ بن کوئی اور ہے — تجھی کو ہماری یہ سب غور ہے
۱۰۵۰ تجھے علم ہے سب جو اس نے کہا — بولا سخت جو کچھ وہ میں نے سہا
ارادہ میں تیرے اگر ہو یونہیں — بجز صبر کے ہم کو چارا نہیں
یکایک ہوا سرِّ حق کا عیاں — سبھی دیکھتے تھے ہندو مسلماں
وہ گھوڑے کو اس نے جبھی ایڑ کر — کُدا وہ بیٹھا خندق کے تئیں وہ گبر
سو گھوڑے نے اس کے دیا لوچ وہاں — پڑا بیچ خندق (کے) وہ بدگماں
۱۰۵۵ ہوا اسپ اوپر تلے وہ گھڑا — تحیّر سے فی الفور موذی گرا
کیا شور اس نے اسی وقت پر — سبھوں نے اسے دیکھا پھر آن کر
غضب حق کا اس کو تو پھر آ ملا — ہوئی آگ پیدا وہ موذی جلا
بہت لوگ کرتے رہے اس کی فکر — ہوا اجل کے وہ خاک خندق بھتر
قدرت دیکھ کے دل میں اس کو گبر — ڈرے دل ہے ان کے بہت سخت تر
۱۰۶۰ ہوا معجزہ شاہ کا وہ عیاں — دیکھا سارے لشکر نے اس دم وہاں
تعجب سے خلقت نے پھر یوں کہا — بے ادبی کی تھی سزا یہ ملا

یقین سب یہ دل سب کی تقدیر سے — ٹلے ہے کسی کی نہ تدبیر سے
ظُلم پہ ہوا تھا جو وہ مستقیم — ہوا جا کے دوزخ میں ساکن مقیم
ظُلم کا جہنم ہے آخر سزا — یہ دنیا کے بیچ بھی دیکھے سزا
۱۰۶۵ ملے عاقبت کو جو ہوگا حساب — ہے یہ غضب رب [illegible]
ڈرا تب ظُلم کا بڑا سخت تر — ڈرو سب مسلمین دل کے بھتر
اے روشن علی کر تو اب مختصر — قرآں میں ہے ظالم کو لعنت امر
رہا تھا وہ پانی سے چشمہ جو بھر — ہوا پھر وہ غائب زمیں کے بھتر
اٹھا تشنگی کا وہاں شور شار — ہوئے طفل پیاسے وہ مردم کبار
۱۰۷۰ وہ لشکر سبھی پیاس سے تلملا — نپٹ اور گرمی کا تھا زلزلہ
پیاسے تھے سرور پیاسے طفل — نہیں یہ کرتی تھی اس جا عقل
سبھی لوگ کہتے تھے یوں شاہ سے — دعا مانگو اب شاہ اللہ سے [illegible]
کیا عجز بھاری امام حسین — نہ مقبول سمجھے کیا تب یہ بین
شہادت ہوئی ہم ستی ہم قریں — جو پانی بھی ہم کو اب ملتا نہیں
۱۰۷۵ ہمارا شہادت یہ تصدیق ہے — سنا جد ستی تھا سو تحقیق ہے
نشانی سب اس کی ہویدا ہوئی — نبی اور علی کو خبر تھی سبھی
کرو مومناں غم امام حسین — نبی مصطفیٰ کے تھے وہ نور عین
بہت پیاس گزری ہے در کربلا — ہیں آسماں دکھ میں ہے مبتلا
جب ہی تم پیو سرد پانی کے تئیں — کرو یاد اس جانفشانی کے تئیں
۱۰۸۰ کہ خاصہ خدا کے وہ آل رسول — ولایت کے معدن نہایت ملول

جنھوں کو ہے ظالم نے یہ دکھ دیا ۔۔۔ کیا وقت رخصت کے سجدہ ادا
کہ جس روز ہوویگا روز جزا ۔۔۔ کرے گا خدا ان پہ رحمت سوا
شہیدوں کے غم سیتی آنسو بھرو ۔۔۔ ماتم شاہ مظلوم دل میں دھرو
اے مومن تمھاری ہے اس میں نجات ۔۔۔ کہو لعنت ظالم اوپر بات بات
۱۰۸۵ جہنم یہ ظالم و مومن بہشت ۔۔۔ قسم ہے قرآں میں یہ دیکھا نوشت
یہ سب اور گناہوں کی پرسش جو ہو ۔۔۔ دیکھے اس کے شمسے (۹) موافق سو ہو
ڈرو حق تعالے ہدایت کرے ۔۔۔ گناہوں کے بخشے عنایت کرے شہؔ
اتھا در مجالس کے اندر ذکر ۔۔۔ جو روشن علی نے کہا سر بسر
گئے دن بلا کے یہ کئی یوں گزر ۔۔۔ یہ تاریخ ہشتم کا آیا ذکر
۱۰۹۰ یزید کا یہ مذکور یارو سنوں[1] ۔۔۔ نظم بیچ ہندی کے اے مومنو
لکھا لشکر اپنے کو یوں کر یزید ۔۔۔ میرا خون تم نے کیا ہے بعید
کہ ابن علی سے تم مل کر رہے ۔۔۔ کہو کس لئے وہاں پہ ہو پڑ رہے
اگر فوج اس کی جو آئے قتال ۔۔۔ حسین سیتی لڑنا تمھیں ہو محال
کرو اُن سے پیغام اس طور سے ۔۔۔ بہت فکر سے اور بہت غور سے
کہ اے شہ یزید سیتی بیعت کرو ۔۔۔ وگرنہ لڑائی تم ہم سے لڑو
صبح ہم لڑیں گے تمن سیتی آئے ۔۔۔ حکم ہے یزید کا سو لاویں بجائے
جو دی آج فرصت یہ ہم نے تمیں ۔۔۔ کیا ہے گا دلگیر غم نے تمیں

---

[1] سنو کی الفی شکل

یہ سن بات پھر شاہ غصہ ہوئے
کلام ان لعینوں سے کچھ نہ سنے

یزید ہے گا ناری مجھے ہے خبر
سنا مصطفیٰ سے یہی ہم نے ذکر

۱۱۰۰ سو بیعت ہم اُس کی نہ ہرگز کریں
رضا ہے خدا کی سو ہم کیوں ڈریں

جو کچھ تم کو کرنا ہے کر لو شتاب
کئی دن سے پیاسے ہیں سب اقربا

ہو دیگا وہی جو کہ چاہا خدا
رضا کے تم سے نہ پھرنا [illegible]

وہ اِک بات بولوں وہ دیوو جواب
لڑائی کی تدبیر یہ باصواب

لڑائی کا دستور یہ عرب میں
آوے ایک اوپر وہ ایک حرب میں

۱۱۰۵ شجاعت جوانوں کی ہوگی عیاں
رہے باقی عالم میں ان کا بیاں

کری بات قبول یہ شاہ کی
اچھی ہے یہ تدبیر دلخواہ کی

اسی طور ہم تو لڑیں گے مگر
تمھارے جوان بھی لڑیں اسقدر

جواب اتنا دے کر گئے پھر کے وے
گئے شاہ خیمہ میں داخل ہوئے

پھر اُس رات سب شاہ جاگا کیے
رفیقوں کو اپنے بلا کر لیے

۱۱۱۰ شغل اور ذکر بیچ گزران کر
کاٹی رات ساری وہ سجدہ بسر

یکایک صبح نے مطالع کیا
طبل جنگ کا ظالموں نے دیا

فوجیں سب ہو تیار آئی وہاں
جہاں تھا وہ ڈیرا امام زماں

پکارا دونوں نے کہ آوے ہمن
بھیجو کوئی لڑنے کو وہاں سے تمن

سنو ذکر حر کا تم اے مومناں
کتاب اولیوں کے بموجب بیاں

۱۱۱۵ دونوں فوجیں دیکھتے تھا میداں میں
کرے کوئی حملہ جو درمیان میں

کھڑا مجید تحقیق وہ اس اوپر
یزیدی کریں جنگ شہ سے مگر

عمر سعد بولا کہو حر سبب — ہوا رنگ تاغیر[۱] تیرا یہ اب

دیکھا میں نے تم کو بہت جنگ میں — کہیں وہم ایسا ہوا نہیں تمیں

توہی تو شجاعت ہے اس فوج میں — تو ہے کیا دلگیر اس اوج میں

۱۱۲۰ یہ حر اُٹھ کے بولا عمر سعد سُن — ولیکن سُننے سے لگے دل کو گھُن

مرا رنگ تاغیر ہے اس وجہ — بیاں کر سناؤں سبب سب تجھے

کہ جس وقت میں دل میں اپنے دھروں — حسین شاہ سیتی صف جنگ لڑوں

میرا نفس مجھ سیتی جھگڑا کرے — سو اس جنگ پر خطرا کرے[۲]

کہ یہ بات تحقیق ہے گی یہ نہیں — جہنم میں جلنے کی طاقت نہیں

۱۱۲۵ حسین دین و دنیا کا ہے بادشاہ — یزید تیغ باندھی ظلم کی تباہ

مجھے تبیّں ہوئی بات یہ دل یقیں — کرے ظلم ناحق سو ہووے لعیں

طرف شہ حسین کے جو کوئی لڑے — مراتب شہادت کا حاصل کرے

گرے رن میں ظالم وہ جاوے سقر — شہادت ہے مظلوم اوپر مقرر

سو اس فکر سے رنگ تاغیر ہے — ہوویگا وہی جو بہ تقدیر ہے

۱۱۳۰ نہیں جا حسین سے و تم سے لڑوں — شہیدوں میں مظلوم ہو کر گڑوں

عمر سعد بدبخت سن کر یہ بات — دغا دینے لاگا وہ ہر بھانت بھانت

خدا جس کو کھینچے ہے اپنی طرف — وہ منزل سے پھرتا نہیں کے حرف[۳]

تبھی چڑ گھوڑے کو جولان کر — چلا فوج اس کے سے تصدیق کر

---

۱ تغیر — ۲ ساقط الوزن — ۳ "یک حرف" ہو سکتا ہے۔

حسین سے ملا جا کے وہ بے نقط — سچا مرد تھا حُر وہ بے نقط

۱۱۳۵ ہوئے شاہ اس پر بہت مہرباں — بولایا کرکے از صدق جاں[1]

پوچھا شاہ نے کیسا آیا ہے تو — مفصل بیاں کر سبھی گفتگو

ادب سیتی بولا وہاں پر جو حُر — ندامت سیتی باہر ہوا تھا وہ دُر

تمھارے اوپر ہم کو بھیجا یزید — کرو بے خطا اُس کے تئیں تم شہید

کہ وہ ہے گا دشمن تمھارا بڑا — بدی تم سے کرتا رہا ہے سدا

۱۱۴۰ کہوں صدق سے میں سنو یا امام — مجھے جانو تحقیق تمھارا غلام

سنو بات میری یہ اے شاہ دیں — شہیدوں میں اوّل گنو میرے تئیں

اورا دشمنوں سیتی میں جا لڑوں — ہے اپنا تصدق قدم پر کروں

اگر مجھ سے تقصیر ہوئی ہے کہیں — کرو معاف جلدی سے اے شاہ دیں

سب تسلیم کر کے وہ شاداں ہوا — پھرا گرد شہ کے وہ قرباں ہوا

۱۱۴۵ اگر شاہ کہا مجھ کو جو ہو امر — دیکھوں فوج میں جا کے کیا ہے نگر

کہا شاہ نے جاؤ بسیار خوب — جو کچھ حق نے چاہا وہی ہے خوب

نہ کی ہم نے ہرگز کسی سے بدی — خفا ہیں ہوئے نا اُسے کد ہی[2]

تم اب کیا کرو جو رضا ہے خدا — ازل سیتی یوں کر ہوا تھا ندا

نبی مصطفے کو خبر تھی ہوئی — امت بے وفائی کرے گی سبھی

۱۱۵۰ نبی مرسلیں نے کیا تھا یہ غم — علی فاطمہ کو ہوا تھا الم

---

۱ ساقط الوزن ۲ ساقط الوزن۔ مصرع یوں ہو سکتا ہے۔ خفا ہیں ہوئے ہم کسی کے کدی

سو وہ وقت آکر ہوا ہے عیاں　　دکھاتے ہیں اس کے سراسر نشاں

جو تقدیر پر اُس سستی کیوں پھریں　　قضا اور قدر پر ہم راضی رہیں

یزید کا ظلم حق نے دی تھی خبر　　کیا حق نے پیدا وہ ظالم گبر

انھوں نے مسلمانی کا چھوڑا دیں　　ظلم پر کمر باندے ہیں بے یقیں

۱۱۵۵ دغا مرتضیٰ کو دیا کوفے میں　　دیا شہ حسن کو زہر قند سیں

دغا سے بلا کر کیا ہم کو بند　　کیا اقرباؤں سے ہے تیرے فند

اُمت حرص دنیا کی ہے گی بڑی　　وہ سرکش ہے ظالم رکھے ہے خودی

کیا نہیں ہے تیار نے یہ دنیا قبول　　ہوا ہے مراد دل بھی اس سے حصول

یزید ہم سستی اب ہوا بے وفا　　رکھا دل میں اپنے ستم اور جفا

۱۱۶۰ یہ سن کر کے خربات یوں شاہ سے　　ملا جاکے اس فوج بدخواہ سے

ذکر اتنا بولے ہے روشن علی　　جفائیں جو سہتے تھے ابن علی

کئی آدمی ہو جدا فوج سے　　فرات پر گئے تھے وضو کے لئے

یزیدی بہت آئے تیغیں لئے　　وضو کرنے ان کو وہاں نے دیے

وہاں اشک آنکھوں سے بہنے لگے　　یزیدی انھوں سے یہ کہنے لگے

۱۱۶۵ کہ جس وقت حسین کا کاٹیں گے سر　　تو چھوڑیں گے پانی اسی وقت پر

سبھوں نے عرض آکری شاہ سے　　عیاں کر بیاں اپنے دلخواہ سے

ہوئے شاہ غمگیں یہ سن کر خبر　　کہ ہو تشنگی آل پر بیشتر

ملک نے کہا تھا نبی سے بجا　　نبی کو ہوا تھا یہ غم بے شمار

امر شہ دیا کر خندق ہو اب　　کئے تب ہوئے خیمہ اُس بیچ سب

۱۱۷۰ شہیدوں کا لوہو یہاں بہہ چلے | ازل کا لکھا ہے سو کیوں کر ٹلے
پانی نہیں ملا لوگوں کو سات روز | ہوا غم یہ بھاری الم، درد سوز
ہوا روز دویم جو غم کا نمود | دلوں سے یہ مولی کے اٹھتا تھا دود
پیاسے طفل روویں جل گئے جگر | ہوئے سب [illegible] نہیں [illegible] تم
کہا شاہ نے کیا ازل میں ہوا | بہت شور غوغا محل میں ہوا
۱۱۷۵ حرم نے عرض یوں کیا شاہ سے | روویں پیاسے سب نالہ و آہ سے[۱]
روویں تشنگی سیتی سب بے قرار | سو ووے پانی مانگیں ہیں جو بار بار
سنا شاہ اس وقت جو غم میں بھرے | پریشان ہو اس الم میں پڑے
حسین بولے اس وقت رب کریم | ترا رحم عالم (پہ) تو ہے رحیم
الٰہی اتنا قہر کیا آل پر | پیاسے ہیں طفلاں نظر حال پر
۱۱۸۰ چلا آیا شہ پاس دل شاد سے | نکل فوج ظالم کے بیداد سے[۱]
پھرا گرد شہ کے قدم بوس کر | کیا وعدہ اس نے وفا ہوش کر
مانگوں ہوں اجازت کرو شاہ امر | بھیجوں موذیوں کو سزا دے سقر
کروں گا لڑائی ز لشکر یزید | حسین شاہ کہا ہوں میں عاصی مرید[۲]
کہا شاہ عالم تو مہمان ہے | نہیں تجکو لڑنے کا فرمان ہے
۱۱۸۵ ہیں کے لوگ جو پاس اب یہ بہت | بھیجے ان کے کرلو تم اپنی جہت

---

۱ اس شعر سے آمد حر کا ذکر ہے، جس کا سلسلہ منقطع ہو گیا تھا۔
۲ حاشیہ پر یوں درج ہے۔ ع ہوا شاہ عالم کا خادم مرید

کیا عرض حُر نے امام زماں　　　کیا تھا میں اقرار از صدق جاں[۱۵]

حرص خانماں کی نہ دل میں دھروں　　　اول مو ذیوں سیتی میں جا لڑوں

اسی بیچ ہے شاہ میری نجات　　　نبی پاس جاؤں شہیدوں کے سات

بہت باتیں کہہ کر وہ شیخِ حسن　　　حسین سے اجازت سلئے شاد دل سوں

۱۱۹۰ فرمایا کہ جاؤ ہے حق کی رضا　　　دیوو ظالموں کے تئیں تم سزا

کہ جب حُر پایا یہ شہ سے امر　　　چلا جنگ کرنے کو دل شاد تر

کھڑا جا ہوا پھر وہ میدان میں　　　کہا کوئی آؤ اسی آن میں

عمر سعد بدبخت پاس آئے کر　　　ادب سے عرض کی یہ سمجھائے کر[۱۶]

کہ حُر تو ہے سپاہی بڑا　　　رفاقت یزید کا تو نے کیوں چھوڑا

۱۱۹۵ یہ کیا تجھ کو دیوانگی ہوا کیا سبب　　　نمک کھانے کا حق بجا لاؤ اب

وہ ہے دل سے تجکو بہت چاہتا　　　بدی اُس کی ہے تُو بہت چاہتا

نہ کر خیال دل میں یہ ہے بات خام　　　ملو فوج اپنی سے کر اس کا نام

بولا حُر عمر سعد میں کیا کروں　　　بہشت چھوڑ دوزخ میں کیسے گروں

کروں مصطفٰے سیتی میں کیا جواب　　　علی، فاطمہ کا ہو مجھ پر عتاب

۱۲۰۰ تمھیں دوزخی ہو کے باندھی کمر　　　حسین شاہ پیارا نبی کا جگر

---

۱۵ شعر نمبر ۱۱۸۶ تا ۱۱۸۷ کے مقابل حاشیہ پر یہ شعر درج ہے

رحمت سے ان کی تو بنی بات بڑ　　　غرض ہے ساری اسی گھات پر

۱۶ دونوں مصرعوں کے درمیان یہ مصرعہ درج ہے: کئے بات سمجھائے بتلائے کر

١٢٣٥ بھائی نے شہادت کو حاصل کیا — محبت تمھاری سینی سر دیا

اکرام ہوئے ابھی شاہ کا — کہ ٹوٹ جائے لشکر [illegible]

کہا شاہ نے جب سُنا یہ تمام — کہ آتش ہے دوزخ کی تم پر حرام

کوئی راہ حق کی کرے جی فدا — ہووے اُس کو رتبہ حشر میں بڑا

سُنی شاہ سے جب یہ اُنھوں نے خبر — بجا لایا کورنش بہ دل صدق کر

١٢٤٠ اٹھا کر کے گھوڑا پڑے فوج منے — [illegible] سے اُن کنے

بہت مارے تیروں سے صفدر جواں — پڑی کھل بلی مابین لشکر میاں

دو نوشہ جواں فوج میں آئے ہیں — تیروں اور تلواروں ست [illegible] ہیں

تمن ہی مقابل اُنھوں سے لڑو — جواں مردی کچھ ہے سو ظاہر کرو

سُنا فوج نے جب یہ سردار سے — کیا نرغہ اُن کو سبھی ٹھار سے

١٢٤٥ جو لشکر میں لڑتے تھے دونوں جواں — گلستاں میں [illegible]

جنھوں کو لپیٹے تھے تلوار میں — گراتے زمیں پر وہ اک وار میں

کئی موذی مارے وہ بھیجے سقر — لگی زخم اُن کے لگے تن [illegible]

نہ طاقت تھی اُن کے ذرا جان میں — گرے جب وہ گھوڑے سے میدان میں

کہیں آفریں مرحبا لوگ سب — شجاعت دیکھی اُن کی مرد عجب

١٢٥٠ پیالہ شہادت دے حور لا — لیکن حق تعالیٰ کی تھی وہ رضا

نبی مصطفےٰ کو وہ راضی کئے — بہت صدق سیتی سر اپنا دیے

شہادت کے رتبے کئے ہیں بیاں — یہ روشن علی نے بہ ہندی زباں

حسین شاہ دیکھا کہ وہ رن گرے — غم اُن کا بہت دل میں اپنے دھرے

عبد اللہ عمر دیکھو میدان سے　　سلام آ کیا اُس نے ارمان سے
۱۲۵۵ کہ اے شاہ مجکو بھی ہووے رضا　　شہادت کا جا کر چکھوں میں مزا
بڑے شاہ اُن کو رتبا ہے خدا　　شہادت کو پہنچے نہ ہو کر جدا
جواں مرداں بیچ آیا دلیر　　جیسے بکریوں میں پڑے آ کے شیر
کہ ایک مارو دوسرے کے اوپر پڑے　　کریں حملہ جس پر زمیں پر گرے
جواں سورما تھا وہ ثابت قدم　　بہت کافروں کے کئے سر قلم
۱۲۶۰ ولے ہاتھ ملتی تھی ساری سپاہ　　کہیں مرحبا، مرحبا! روسیاہ
مارا ایک لعین نے جو بھالا اُسے　　دیا حور نے لا کے پیالا اُسے　ص ۸۹
خالد بن نضیر نے کری جب نظر　　شہید ہو چکا ہے عبد اللہ عمر
امام زماں کو سلام آ کیا　　اجازت وہ چاہا انھو نے دیا
اٹھا گھوڑا آیا جہ وہ رن منے　　پکارا یزیدیوں کو آؤ کنے
۱۲۶۵ یزیدی جو آئے وہ تنہ پھیر کر　　کیا نرغہ ان کے تئیں گھیر کر
خالد نے بھی کھینچی ہیا اپنی تیغ　　جواں بہت مارے اُو نے بے دریغ
یزید کے کئے قتل دو صد نفر　　قتل کر کے ڈالے جہنم بھتر
نہ آ نے جواں اُس کے کوئی سامنے　　مارے بہت موذی اُو نیک نام نے
ولے جیوں چمن کے ہوتے گرد باڑ　　ہوئے سب طرف سیتی وہ نابکار
۱۲۷۰ عہد تھا لڑے ایک سے ایک جواں　　لعیں اُس پہ آئے بہت سے وہاں
لگے تیر اُس پر وہاں بے شمار　　کہاں تک کرے ایک جواں کارزار
گرا ضعف کھا کر وہ مرد اصیل　　شہادت کو پہنچا کری کچھ نہ ڈھیل

فرشتوں[۵۱] نے دیکھا جو خالی کرا — دیا حوروں نے لاکے پیالہ بھرا

کہا یہ شہادت کا روشن بیاں — یہ اسرار قدرت کا ہندی زباں

۱۲۷۵ پھر مسعود بن سعد شہ پاس آ — ادب سے سلام اُن کے تئیں جا کیا

کہا اس کو شہ نے کہ جا اے عزیز — چکھو جا شہادت کی لذت مزید

ہوا شاد دل غم سے ہو کر خلاص — شہادت پہ اس نے کیا دل تیار مدنؔ؟

کھڑا ہو کے میداں میں وہ شہ جواں — پکارا یزیدوں کو اے موذیاں

آؤ پاس میرے کرو دل خوشی — کہاں تک کرو گے یہ تم سرکشی

۱۲۸۰ سوار ایک آیا وو نیزہ لئے — پھر آپس میں دونوں نے حملہ کئے

جسے مارے شمشیر وہ زور کر — وہیں چھوڑا اس کے تئیں شور کر

کئی سو یزیدوں کا مقتل کیا — چلا پھر شہادت کا پیالا پیا

اتھا[۵۲] عبدالرحماں عراقی جواں — وہ بولا کہ گُم دو امام زماں

غرض کی آمر ہو تو جا کر لڑوں — قتل کر یزیدی جہنم بھروں

۱۲۸۵ کہا شاہ نے یوں رضا ہے گی اب — کرو تم بھی کوشش وہاں جا کے اب

ہوا شاد دل پھر وہاں سے چلا — عَلَم کر کے شمشیر اُن سے ہلا

وہاں جا کے میداں میں نعرا کیا — علی یا علی! جا پکارا کیا

ہزاراں پہلواں جا کے میداں لڑا — مارا جس کے شمشیر وہ گر پڑا

شکستہ دبدبے سے کیا کارزار — ڈالے فوج سے مار ستر سوار

---

[۵۱] فرشتوں: (غیر اللغی)　　[۵۲] اصل: اتھا

۱۲۹۰ گئے قتل پیادے اونٹ بے عدد — ہوا بہت زخمی کٹا کر وہ ید

دیا حور نے لا کے پیالا اُنھیں — کہ حق سے ہوا یہ مراتب تمھیں

خدا کی رضا پر کیا جیو فدا — سو دنیا سب خدا کو کیا الوداع ق۹۱

محمد ابنِ مارک آیا شاہ پاس — کیا عرض آکر وہ بھیجا سپاس

کہ میں بھی شہادت کا ہوں منتظر — کروں گا شہیدوں کے بھیتر گزر

۱۲۹۵ کہا شاہ نے یوں رضا ہے تجہ حق — چکھو جا شہادت قضا ہے بہ حق

سُنا جب سخن اُس نے یہ شاہ سے — چلا جنگ کرنے کو دل خواہ سے

ازاں مارے تیروں سے کتنے جنے — نہ آوے کوئی ڈر سے اُس کے کنے

پیچھے کاڑھ تلوار رن میں پڑا — شجاعت کری بہت[1] پھر وہ گرا

اُسی دم شہیدوں سے وہ جا مِلا — کیا ترک دنیا بقا کو چلا

۱۳۰۰ پیالا پلایا اُسے لا کے حور — شہادت کو پہنچا وہ ہو کر سرور

بھئے عون بن علی ابنِ علی مرتضیٰ — طلب کی اجازت بہ صدق و صفا

بولا شاہ ہم کو آمر تم کرو — فرمایا[2] حسین نے کہ جا کر لڑو

جُدا اپنے کے القصہ رن بیں اٹھے — کتنے مارے بد خواہ پھر وہ گرے

عمر ابن خالد نے دیکھا جبھی — وہیں جا حسین سے اجازت لئی[3]

۱؎ "بہوت" پڑھئے ۲؎ "فرمایا" ہر جگہ فعولن کے وزن پر لایا گیا ہے جو صحیح نہیں۔ بول چال کا تلفظ "فرمایا" اس وزن پر آتا ہے۔

۳؎ یائے معروف اور یائے مجہول کا قافیہ۔ دوسری صورت میں "لُئی" پڑھنا ہوگا۔

۱۲۰۵ پڑے سب ناگہاں لشکر میں بے خود ہو کے — کئے نعرہ وہاں اللہ اللہ[1] کے

کرے ایک ایک سے جو کوئی تھا — ہووے طبل قصہ پڑے کارزار

مارے تین سو ساٹھ کافر اونے — گرے پھر رہیو کر وہ دونو جیتے عو۹۲

حوریں لائیں جنت کا پیالا دیا — تھی خواہش خدا کی انھونے پیا

بھالا مختصر قصہ غم کا بیاں — سنو قصہ غم کا تمام اے مسلماں

۱۲۱۰ عبداللہ وہب[2] دیکھ میدان وہ — ہوا شاہ پر جا کے قربان وہ

وہ تھی ما[3] بھی اُس کے اہلِ بیت — کہا چل کے اُس نے وہ سب کھول بات

سو ما اُٹھ کے بولی شہادت پسر — تجھے ہو شہادت صدق دل میں دھر

اتی بات اُس نے جو ماں سے سُنی — بہت شادی دل بیچ اپنے کری

یہ سب وہ رپہ آ سر کو قرباں کیا — اُسنے جنگ کا شہ نے فرماں دیا

۱۲۱۵ عَلَم لے کے آیا وہ میدان میں — پڑا جا کے اُس فوج گھمسان میں

کئے قتل اس نے یزیدی کئی — کہ بھیجے (وہ) دوزخ کے بھتر بھی

فوجاں سے منزل کو واصل ہوا — بھتا صادق جنت اس کو تماشل ہوا

کرا جب یزیدو نے پھر کے نگاہ — پھر آئے وہاں پر کئی روسیاہ

انھوں نے کیا تن ستی سر جدا — مارا پھینک ما کے وہ سر میں لگا

۱۲۲۰ تبھی اُس کی ما دوڑی وہ سر پکڑ — عمر تھا دمشقی مارا اُس اوپر

---

[1] الہ اللہ کے معنوں میں   [2] وہب بن عبداللہ کلابی

[3] ماں بمعنی غیر انفی تلفظ۔ قدیم اردو میں اکثر ملتا ہے، محض املا نہیں ہے۔

عمر تھا دمشقی بڑا پہلواں دمشقی کے بھتیر تھا نامی جواں

کمر باندھ بڑھیا نے لے ہاتھ ڈھال مار اُس دمشقی کے تئیں جیسے سانپ ص ۹۳

یہی دو جواں ران وہاں ڈال کر آئی شاہ کے پاس رن چھاڑ کر

کری سب حقیقت بیاں شاہ سے بہت آرزو عجز کی راہ سے

۱۳۲۵ کہ بیٹے کے غم سے جگر ہے جلا اگر میں مروں تو یہ ہے گا بھلا

کھڑے ہیں گے لشکر لڑوں اور مروں ملوں جا پسر سے شہیدوں رلوں

مجھے داغ فرزند کا ہے بڑا کروں سر یہ اپنا میں تم پر فدا

بولے شاہ یوں کر خدا او رسول غزا عورتوں پر کیا نئیں نزول

نہ تم پر فرض ہے میں کیوں حکم دیوں امر حق کا ہے نہیں، میں کیوں کر کہوں

۱۳۳۰ اُونے خواہ نخواہ بحث شہ سے کیا خفا ہو کے اس کو اجازت دیا

کھڑی ہوئے میداں کے شہ رسوار لڑو مجھ سے اے موذیو! نابکار

دیکھا جس نے اس کو سراہا کیا کہ عورت ضعیفہ نے یہ کیا کیا

گرم ہو رہا تھا وہ دریا پہ ریت جواں بہت مارے اُسنے بیچ کھیت

جواں بہت مارے وہ لے موذیاں گرے چار سردار نامی وہاں

۱۳۳۵ شہادت پہ تھا شوق پر دل میں جوش کٹی عورت وہ لے کاٹے مردوں کے گوش

شہادت کو بڑھیا نے حاصل کیا وہ ہاتھوں سے حوروں کا پیالا پیا ص ۹۴

حسین شاہ نے دیکھ کر آفریں کہا مرحبا، مرحبا شاہ دیں

ارادے میں حق کے جو ہے کیا خبر کسی کو ہے جنت، کسی کو سقر

اے روشن علی تھا یہ تقدیر رب موافق ہوئے وو ہی ہر چیز سب

۱۳۴۰ شرف اس ضعیفہ کے تئیں دو جہاں — خطر ہے وہ دنیا کے جو دنی پیر زال

تھے جعفر علی ابنِ شہ ذوالفقار — وہ مشہور عالم میں تھے شہ سوار

شجاعت میں مشہور تھے وہ امام — کیا عرض بڑے بھائی کو آ سلام

اگر ہووے مجکو تو جا کر لڑوں — پکاریں ہیں دشمن میں حملہ کروں

حسین شاہ بولے رضا حق کی یوں — کرو تیغ تم تو شہادت ستے یوں

۱۳۴۵ پڑے فوج میں ہو کے ثابت قدم — کئے بہت گمراہوں کے سر قلم

ولے پیاس سیتی جلا تھا جگر — زخم چور ہو کر گرے ارض پر

کہا حور نے شاہ شربت پیو — گرے کربلا میں جوان ڈھیر ہو

ہلال بیٹا نافع جو جملی کا تھا[1] — وہ زید بن مہاجر[2] اور جعفر لکھا

یہ ہاشم و عتبہ چاروں کا ذکر — آئے شاہ پاس (اور) مانگا امر

۱۳۵۰ امر لے کے شہ کا پڑے فوج میں — بڑا دبدبہ اس کا اس اوج میں

بہت سے جوانوں کو کر کے قتل — آئے شاہ کے پاس پھر وہ نکل ۹۵ ع

تصدق ہوئے آن کر صدق سات — بہت آرزو کر کے بولے یہ بات

کہ اے شاہ عالم ہووے حکم تر — ماریں سب یزیدی نہ چھوڑیں نفر

بولے شاہ سبحان کی ہے رضا — تم اب پھر چکے جا کرو کچھ غذا

۱۳۵۵ جو تیغِ جفا سے شہادت چکھو — صدق ساتھ یہ جان اپنا رکھو

جدا ہو کے شہ سے گئے وہ دلیر — لیا سب طرف سیتی فوجوں نے گھیر

---

[1] ہلال بن نافع بجلی [2] یزید بن مہاجر کندی

جواں بہت مارے ہوئے خود شہید — شہادت کے پیالے لئے تب چشید
یہ مالک بیٹا اُنس مارکٹ[۱] پھر آ — اجازت طلب کی غرض حم کہا
حسین شاہ بولے کہ جاؤ شتاب — پچھے ہم بھی آتے ہیں با اضطراب
۱۲۶۰ مارے پیاس کے ہو رہے تنگ جاں — بیٹھے فوج میں جا کے صادق جواں
کیا حملہ جب دشمنوں پر اُنے — کئے قتل موذی وہ کیتے جنے
ندی پر جو پہنچا وہ لشکر کو چیر — چلو بھر کے موہنہ تک جو لایا وہ نیر
دی آواز ہاتف نے اس دم عیاں — تمیں پانی پینا نہ لازم جواں
حسین شہ پیاسے، طفل اہل بیت — پیاسے شہیداں کرے رن میں کھیت
۱۲۶۵ سُن آوازِ ہاتف نہ پانی پیا — دیا ڈال پانی مَشک بھر لیا ص ۹۶
سشمر غز بولے کہ پانی نہ دو — سبھی طرف سے ان کو درمیان لو
پکڑ دست سیدھے ستی مُشک کو — لڑا ہاتھ بائیں ستی مرد وو
مگر یک ہوا دست سیدھا قلم — پکڑ ہاتھ بائیں ستی مَشک، عَلم
کٹا ہاتھ دوئیم سو رن میں گرا — مَشک کو وہ دانتوں سے پکڑے رہا
۱۲۷۰ یکایک لگا تیر ایک مَشک میں — بہہ پانی گرا، وہ ہوا رشک میں
لگے تیر بسیار، چھیدا وہ بدن — گرا ضعف کھا کر جواں بیچ رن
بقا کو چلا روح دنیا سے پھر — کیا آب کوثر ستی حلق تر
کفیش ابن امیہ فواط و جماد — تھا عبد الرحمان مسلم کے بادہ[۲]

---

[۱] مالک بن انس   [۲] بعد

[illegible] تشنگی سے ہلاک — لگے تیر کاری بہت دردناک

ہوا تن جو زخموں سے اس کا زہیر[51] — گرا ضعف کھا کر غلامِ امیر

سنو مسلمانوں رکھو صدق دل — وہاں فدوی ....

۱۴۳۰ امامِ زماں کا وہ تھا ایک نفر — بہت پیار تھا شہ کا اس کے اوپر

دیکھا شہ کو غمگین دل میں جلا — پکڑ دست شمشیر شر سے ملا

سلام کر کے نکلا صدق دل میں دھر — پڑا فوجِ ظالم کے میں آن کر

جواں چار مارے جو دل خواہ سے — لڑا جا کے وہ فوجِ گمراہ سے

لگے زخم کاری اُسے بھی وہاں — گرا ضعف کھا کر جو وہ نوجواں

۱۴۳۵ [illegible] اسے نفر — معطر ہوا دین موڑا[52] (؟) کفر

عبداللہ علی ابن حیدر علی — شجاعت انھوں کی بہت سی بھی

گھوڑا کر کے جولان رن بیچ آئے — مارا دشمنوں کے تئیں [illegible]

چلی تیغ اُن کی جو اُس غول میں — کیا خون باراں اُس رول میں

بھرا زخم تیروں کے سے تن سبھی — (گرا ضعف کھا کر) وہ میداں جبھی

۱۴۴۰ کیا کوچ دنیا سے ہو کر صفا — ہوا ہم نشیں جا کے با مصطفٰی

عبداللہ جو مسلم کا تھا یہ پسر — عمر بن جنادہ[53] وہ تھا پُر ہنر

کہ یہ بھی حکم لے کے رن میں گئے — بہت مار موذی عدن میں گئے

شہادت کا پیالا دیا لا کے حور — پیا تب انھوں نے جو زخموں سے چُور

---

۵۱ متن: زبیر ۵۲ موڑا ؟ ۵۳ عمر بن جنادہ بن حارث

۱۴۶۰ یہ کیو غیر یزیدی جو ضد میں ہوئے　　نہ دیں تم کو پانی بغیر[1] ہم موئے

اہل بیت کے لوگ لے کربلائے　　کیا دلبری، ان کو سمجھا بجھائے

ابھی مت ہو گریاں صبر تم کرو　　میرا کہنا دل میں یہ اپنے دھرو

نبی مصطفےٰ نے کہا تھا یہی　　زمیں کربلا کی یہ لوہو ہوئی

شہید ہو گئے وہ نبی کو ملے　　صبح ہوتے ہم بھی یہاں سے چلے

۱۴۶۵ حسین شاہ سب رات جاگا کئے　　طفل اور حرم کو دلاسا دیئے　ص ۱۰۳

سو روشن علی نے قصہ دیکھ کر　　کہا ہے بیان وار سب کا ذکر

عجب غم ہوا تھا وہ اس رات میں　　طفل اور حرم شاہ کے ساتھ میں

وہ تاریخ نویں[2] محرم کی تھی　　شہادت کی شب بس الم غم کی تھی

کہ اس رات کا میں جو بولوں ذکر　　دیکھا قصے اگلوں کے بھیتر خبر

۱۴۷۰ شہر بانو نے خواب دیکھا مقر　　وہ بیداری سے آئیں غفلت بھیتر

میدان کربلا کا جو فاطمہ نے جھاڑ　　کیا صاف ہموار وہ ایک بار

نہ کنکر پتھر کوئی رہنے دیا　　وہ میدان ان کا صفا سب کیا

پوچھا شہر بانو نے تب جائے کر　　کہو بھید صاحب یہ سمجھائے کر

صفائی جو دیتی ہو میدان کو　　کہو بھید تم مجھ سی حیران کو

۱۴۷۵ کنک! مالتی ہو یہ کس گیان ت　　جو مطلب تمھارا ہے میدان سے

بیان کر بتاؤ مجھے اس بتول　　بہ حقِ خدا اور محمد رسول

---

[1] بغیر　　[2] نویں (م ے و)

کہا فاطمہ نے بہو سن یہ راز — نہاں کر بتاؤں تجھے کارساز

خنجر یہاں پہ فرزند میرا اگر مرے — مراتب شہیدوں کا حاصل کرے

ظلم ظالموں کے وہ زخموں سے بھر — زمیں پر گرے گا وہ میرا پسر

۱۴۸۰ زخم چور ہو کر کے وہ یہاں پڑے — کنکر جانِ نازک میں اس کے گڑے

کریں قتل ظالم مرے شاہ کو — میں محنت سے پالا تھا دلخواہ کو

کلیجہ جلے آگ غم کی لگے — مرے دل کے اوپر ہیں چھالے پڑے

لیکن حق کی قدرت سے چارا نہیں — اگر دل کو میرے گوارا نہیں

شہربانو کی آنکھ پھر کھل گئی — اٹھی غم میں روتی و دم سرد تھی

۱۴۸۵ درد سوز سیتی کیا شور شاد — اٹھا سب محل میں یہ غل اور پکار

بولے شاہ کیا غم یہ پیدا ہوا — کوئی خواب تم کو ہے پیدا ہوا

شہربانو نے آ کہا خواب سب — ہوئے سن کے بے تاب وہ خواب سب

سبھی اہل بیتوں نے سن کر یہ خواب — کیا واویلا ہوا دل کباب

حسین شاہ بولے سبھوں کو بلا — کہا روتے کیوں ہو امر ہے خدا

۱۴۹۰ نہ درمان اس درد کا سوجھتا — ہمارا نہ ہے حق کوئی پوچھتا

[illegible] جس میں راستی وہ کرنا مجھے — فجر جا کے رن بیچ مرنا مجھے

تمہارا بیچ دیکھا ہمارا دشمن یہ خواب — کہوں دوسرا بھی سنو بے حجاب

تمہارا اور ربار کرتار نہ — ابھی خیر نہ تم سے خبردار حق

ترے بھید کا بھید پاوے نہ کوئے … جسے تو بتاوے خبردار ہوئے؟

١٤٩٥ عجب خواب تھا بابا تھا وہ عیاں … سکینہ نے دیکھا بھتر نیند وہاں

طبق تھا ڈھکا ایک سرپوش سے … رکھا آگے لڑکی کے اس روش سے

کہا کھول سرپوش شیرنی یہ کھا … ہوئی خوش وہ لڑکی تو دیکھا اُٹھا

دیکھی جب ذرا سر سید شاہ حسین … اٹھی بھڑبھڑاتی نہ[١] ملتی دو نین

بابا، بابا کرتی اٹھی جاگ کر … کیا واہ ویلا[٢] وہ دل چاک کر

١٥٠٠ امام بیٹھے تھے نہیں سنا تھا وہ خواب … دیکھا لڑکی روئے اوہی اضطراب

وہ دختر گلے سے حسین کے لگے … بہت غم کی آتش سینے میں جلے

کہا راست بولو نہ زاری کرو … جو کچھ نیند میں دیکھا مجھ سے کہو

اٹھی لڑکی روتی کیا سب بیاں … جو کچھ خواب دیکھا تھا اس نے عیاں

حسین شاہ نے ان کو چھاتی لگا … کہا بابا حق کی یہی ہے رضا

١٥٠٥ بڑا سخت ظالم وہ ہے گا یزید … شاید اس طرح بھی کرے وہ شدید[٣]

سکینہ کے اوپر بہت پیار تھا … اٹھی نیند سے چونک زنہار تھا

حسین شاہ کہتے تھے با چشم زار … کہ بابا کرو تم خدا پر قرار

جو تقدیر سب کی ہے پھرتی نہیں … یہ اس روز سیتی وہ ٹلتی نہیں

حسین شاہ تقدیر پر مستقیم … جو کچھ اس کی خواہش سو ہووے نعیم

١٥١٠ قصہ مختصر کہ گزری وہ رات … اسی غم میں روتے تھے کرتے تھے بات

---

[١] دونا [٢] واویلا [٣] شدت

بزرگوں ستی کی نہ جاوے عذر　　ہوا بہت غمگیں رہے اشک بھر

ولے روز اوّل پھرا تھا قلم　　لکھا تھا یہی اپنے حق میں علم

۱۵۳۰ سنو دیندارو عجائب یہ بات　　بندھا ایک تعویذ بازو کے سات

یکایک پڑا ہاتھ اس کے اوپر　　کہا پھر وصیت حسن یاد کر

کر لکھ کر دیا تھا حسن شاہ نے　　یہ تعویذ باندھو اے قاسم بنے

جو تیرے چچا پر کوئی وقت ہو　　تو پھر دیکھنا کھول تعویذ کو

کہ اُس وقت میں ہووے ظالم کا راج　　کہ اُس درد کا تم نہ پاؤ علاج

۱۵۳۵ کھولو قاسم اوس وقت پڑھو لکھا[1] (؟)　　عمل کیجیو اس میں جو ہو لکھا

بازو سیتی وو کھول کر پڑھ لیا　　پہلے آپ پڑھ کے چچا کو دیا

لکھی تھی جو اُس میں حقیقت عیاں　　سو اس کربلا کی تھی شدت بیاں

سنو دیندارو یہ رکھ کان تم　　یہ اسرار حق کا بدل جان تم　ص ۱۰۸

قاسم تم اوپر ایک دن آئے گا　　کہ دشمن تمھارا او چڑھ آئے گا

۱۵۴۰ اہل بیت طفلوں پہ سختی پڑے　　کوئی یار آشنا مدد نا کرے

اگر [illegible] تو چچا کے لڑے　　شہادت کے رتبے کو حاصل کرے

خدا راضی ہم سے رسولِ خدا　　حسن، فاطمہ راضی اور مرتضیٰ

حسین جیتے زاراں ستے اس کے تئیں　　کہے تھے کہ کچھ حق سے چارا نہیں

بابا [illegible] کے بے باندھے کمر　　جو کچھ امر حق کے کرو صدق دھر

---

[1] "کھولو قاسم اس وقت پڑھو پھر لکھا" ہو سکتا ہے۔

۱۶۰۰ مدت تھوڑی گزری نبی کے وصال — دیا دین تم نے ابھی اپنا ڈال
وہ دشمن ہمارا ہے ظالم یزید — ہمارے برادر گئے سب شہید
رفاقت جو تم نے اسی کی کری — جگر مصطفیٰ کے پہ سختی کری
کبھی پیٹ بھر پانی کا پھر نہیں — جگر گوشے مرسل کے پیاسے رہیں
کرے گا حشر میں خدا جب عدل — پشیمانی کھینچو گے تم بد عمل
۱۶۰۵ ولے ہم ہیں تقدیر پر مستقیم — جو کچھ اُن نے چاہا کرے وہ کریم
عمر سعد بدبخت نے جب سنا — پشیمان ہو کر کے سر کو دُھنا ۱۱۴
کہا شاہزادے، ہم اب کیا کریں — یزید سخت ظالم ستی ہم ڈریں
بولے شاہ قاسم یزید سے ڈرو؟ — غضب حق تعالیٰ کا دل میں دھرو
ولے ہم نے دل میں یہی ٹھان لی — کہ ہونا وہ ہے جو کہ حق نے لکھی
۱۶۱۰ نہ دنیا نے ہرگز کسی سے وفا — دیا جس نے دل اس کو ہے وہ جفا
سلیماں کی حشمت اور اس کا (وہ) تخت — ہوا خاک در خاک سارا وہ رخت
وہ آتی تھی دولت مراتب جھلک — کر یوسف پیغمبر کو تھا سب مُلک
ہو وے خاک وہ بھی رہا کچھ نہیں — بتایا ہے اللہ، کر با الیقیں
ہمارے جد ہیں گے نبی مصطفیٰ — قبول اس نے دنیا کے تئیں نا کیا
۱۶۱۵ علی مرتضیٰ اس سے بیزار تھے — حسن شاہ بھی گرچہ غم خوار [illegible]
[illegible] ہیں [illegible] اس [illegible] شاہ دین — نہ خواہش ہے اس کی افضول [illegible]
خبر فاقہ جد نے کیا اختیار — اُسی بات پر ہم کو ہے [illegible]
رکھیں اس [illegible] پر نہ ہرگز نظر — [illegible] یہ بات [illegible]

دیا اس نے آخر سبھوں کو دغا   بنا تھا جس نے دل میں بیوفا

۱۶۲۰ وصیت وہ سے تم کو کیا ہوا اثر   کہ تھی چھوڑ تن پہ باندھی کمر

جو کچھ ہو وے دل میں وہی تم کرو   کھڑے ہیں سبھی ہم تم بھی آ کر لڑو

عمر سعد بدبخت نے طیش کھا   کہا شاہ قاسم ستی مت پچھتا

امام سعید ز شجاعت تھا پر   کہ ستہ برس کی تھی ان کی عمر

کھڑے ہو کے اس جا پہ نعرا کیا   علی یا علی ! بجا پکارا گیا

۱۶۲۵ کوئی پیش و پس اُن کے آوے نہیں   ہر ایک خوف سے تھرتھرا وے وہیں

شمر و عمر و زیاد و سردار سب   کہا دبنے لوگوں کو غصہ سے جب

کہ یہ مرد شہ زور میدان کھڑا   پکارے تھیں تم نے کیا دل دھرا

بہت فوج بھاری کو وسواس کیا   اپنی زندگانی کے بھی پاس کیا

سنے گا یزید ملک چھینے گا سب   کرے گا وہ ہم پر نگاہ غضب

۱۶۳۰ سنا فوج ساری نے کیا ہے بچار   آیا ایک سردار ہو کر سوار

اکڑ تیز مغرور وہ اکڑ سے   بڑا کہ کے قاسم ستی مکر سے

نہ کر وار میرے اوپر اے تبکل   جو جانے ترے دل کا ارمان نکل

بولے شاہ قاسم ہمارا نہ طور   اول وار کرتے نہیں ہم یہ غور

تو اسے بھائی اب وار اپنا ہی کر   پیچھے میں بھی حملہ کروں بے خطر

۱۶۳۵ علمدار کے شمر سے اس نے شتاب   کیا حملہ موذی نے با دل کباب

مارا یں شاہ قاسم سپر کی جھپٹ   گری ہاتھ اس کے سے تلوار جھٹ

شہزادے نے گھوڑے سے گھوڑا ملا   کمربند اس کا پکڑ کر اٹھا

۱۶۵۵ تمھاری وہ دلداری ویسی کریں — الم غم تمھارے سے آنسو بھریں

وہ ہی پیاس کا بھو کریں گے علاج — وہ کوثر کا پانی پلاویں گے آج

کہ وجا کے جنت کے بھیتر مقام — ہمارا ابھی احوال کہنا تمام

خدا کا غضب ہوگا بدذات پر — کہ یہ تیغ باندھی ہمارے اوپر

سنے جب کہ قاسم نے یہ خوش خبر — اٹھا گھوڑا اپنا وہیں بے خطر

۱۶۶۰ علی یا علی! کر کے چلنے لگا — اُسے دیکھ کر غول ٹلنے لگا

تھا گھوڑا (جو) ڈالا وہ میدان میں — یزیدی لگے مارنے ایک آن میں

وہ لے فوج بھاری امام انتہ — کتے دن کا پیاسا تلق تھا جلا حق

دلاور بڑا تھا حسن کا پسر — علی مرتضیٰ کا تھا لخت جگر

شجاعت کا ان کی کروں کیا ذکر — یہ شمس الضحیٰ ہیں گے عالم بھتر

۱۶۶۵ کیا وار جس پر جہنم گیا — ایک ہی وار سے کام برہم کیا

وہ موذی وہاں سات سو مار کر — ڈالے تھے زمیں پر زخم غار کر

بہت پیادہ اس نے جو بے سر کیے — وہ لے دوزخی تھے جہنم گئے

وہ لے تن پہ قاسم کے زخموں کی مار — کہ اسی اور دو کا تھا آیا شمار

یہ آواز غمگیں پڑی ان کے گوش — کہ قاسم اتم کر لڑائی کا جوش

۱۶۷۰ پھر آواز سن ضعف کی کر گرے — جنا کھیت ثابت وہ لے کیا کرے

حسن مجتبیٰ کا تھا پیارا پسر — حسین کا تھا داماد نور البصر

پڑا دشمنوں میں یہ بے تاب ہو — گرا ان کے بھیتر جو ہر آب ہو

حسین شاہ نے دیکھا قاسم گرا — سینہ غم سے تڑپا د آنسو بھرا

تبھی شاہ جلدی سے وھاں جا کر — اٹھا لائے قاسم کے تئیں باوقر

۱۶۷۵ وہ سہرن کا ایک رن اوپر دھرا — کہا بھائی یہ کام رب نے کرا ض

کہا پھر کہ تم امر لائے بجا — رکھا پاؤں ثابت برائے خدا

کہ ہم بھی ہیں مستعد[1] اس کام پر — بجا لانا ہے فرض حق کا امر

تب سہ آنکھ اپنی تبھی کھول کر — دیکھا اشک بھر کے چچا کو نظر

کہا مرحبا، مرحبا ایک ندا — وہ تسلیم کر جاں بحقِ خدا

۱۶۸۰ پیالا رحم حق کا لائے حور — پلایا وہ قاسم کے تئیں بالفور

خدا نے شرافت کا بخشا شرف — چلے کوچ کر اقربا کی طرف

ہوا شور بھاری حرم میں عجب — پڑا واہ ویلا[2] محل بیچ سب

روویں تھے اہل بیت کر کے بیاں — قیامت کا سا زلزلہ تھا وہاں

عروسی نے سب ہار توڑا سنگار — پچھاڑیں وہ کھا کھا کے ہوئی بے قرار

۱۶۸۵ حسین شاہ کو غم یہ بھاری ہوا — کہ گھر کا حسن کے تھا یہ دیوا

وہ ماتمت قاسم کے غم تھا شرار — خلائق چودہ طبقوں کی تھی زار زار

کیا ذکر پُر غم یہ روشن علی — زباں ہندی میں جنگِ قاسم علی

عجایب غرایب سنو مسلماں — یہ اسرار قادر کے ہیں قدرتاں

کسی کو وہ دے تخت افسر عیاں — کسی کو کرے خاک بھیتر نہاں

---

[1] "مستید" پڑھیے۔ "مستعد" کا عوامی تلفظ

[2] واویلا

١٦٩٠ کہ اُن کو شرف ہے شہادت ہنوز — انھی تا مراتب بھی تعین ہے ص ١١٩
خدا نے بنایا ہے نیو سب — دگر جو کرے کفر میں چور ہے
یزید کے تئیں تھا تکبر بڑا — رہا نام بد اس کا جگ میں سدا
حسین شاہ تھے اس کہ مسکین تر — ہر ایک بات تھی اُن کی شیریں تر
شہیدوں نے اتنی یہ سختی سہی — فرشتوں نے ہر تن پہ رحمت کہی

١٦٩٥ شہیدوں کے رتبے سنو سر بسر — یہ اکبر علی تھے حسین کے پسر
دیکھا شاہ قاسم شہید ہو گئے — یہ غم اور الم سیتی بے تاب تھے
ہنوز دس سال اکبر علی تھے طفل — شہادت کی نیت کرے تب یہ دل
چچا اور بھائی جو رن بیچ کرتے — زبس غم ستی اُن کے آنسو بھرے
حلق خشک تھا اُن کا یوں پیاس تے — تبھی ہاتھ دھو جینے کی آس سے
١٧٠٠ آئے ہو کے غمگیں کھڑے شاہ پاس — اجازت طلب کی بھرے غم کے سانس
کہ اے جد من مجکو ہووے رضا — کھڑے ہیں گے موذی [illegible]
یزیدی پکارے ہیں میدان میں — کروں جا کے حملہ اُسی آن میں
گیا بھائی قاسم وہ جنت کے تئیں — ہمیں یاں پہ چھوڑا ہے ذلت کے تئیں ص ١٢٠
کیا [illegible] اُس نے یہاں سے شتاب — پیے گا وہ جا حوض کوثر کا آب
١٧٠٥ اگر حکم ہو مجکو قبلۂ امام — کروں زندگانی بھی اپنی تمام
بھائی میرا اصغر بھی ہے پیاس — نہیں دیکھا جاتا ہے ہم سے ہراس
پانی لاؤں جب کر تب دریا ستی — کروں حملہ فوجوں کے بھیتر ابھی

کہا شاہ نے تو خورد سال ہے — لڑائی کا مجکو یو نہیں خیال ہے

فکر جنگ کرنے کا مت رکھ بہ دل — تو نے کیا ہے دنیا کا دیکھا طفل

۱۷۱۰ ابولا، جد مرنا تو اثبات ہے — مریں آبرو سے تو خوب بات ہے

مارے پیاس کے اب ہی مرتے ہیں ہم — رضا دیو لڑنے کا اے شاہ تم[1]

مباحث سے اکبر ہوئے الوداع — اٹھا غم محل میں الم کے صداع[2]

زہاں شہر بانو تھی روتی کھڑی — جدائی پسر کی تھی قہر کی گھڑی

کہتی تھی خدایا یہ کیا قہر ہے — جدا ہونا اکبر کا بس زہر ہے

۱۷۱۵ سنو دیندارو یہ تم بھی ذکر — پدر سے وداع گھوڑے کو اٹھا کر

حسن کا بھتیجا حسین کا پسر — چلا بیچ لشکر کے وہ بے خطر ص ۱۲۱

نابالغ تھا لڑکا و لے نوجوان — پکارا یزیدوں کو رن کے میاں

کھڑا ہو گیا جا کے میدان پر — کہا آؤ اے موذیو! بد گہر!

نہیں تو عمل کرنا ہے لازم تمیں — خدا اس نے بنایا ہے ظالم تمیں

۱۷۲۰ سن آواز اکبر کی بدبخت سعد — اور دوئیم تھا ہمراہ ابن زیاد

بولے کون ہے تم کہو اپنا نام — تمھارے ہیں مشتاق ہم اے امام

بولا شاہزادہ میں اکبر علی — میرے دادا ہیں نامی حیدر علی

نواسا ہوں میں نانا کا حسین — دادی ہیں مری فاطمہ با یقین

---

[1] کھڑی بولی اور ہندوستانی کے بعض علاقوں میں تُم کا تلفظ تَم بھی کیا جاتا ہے۔

[2] صدا — الوداع کے ساتھ قافیہ "صداع" بنایا گیا ہے!

عمر سعد بولا دیکھاؤ دیدار — نبی کی شناخت سو تم گلعذار

١٠٢٥ ہوتی قوم کی خلق جب بے قرار — دیکھیں جا کے اکبر نبی کا دیدار

وہ اکبر علی کو سب آ دیکھتے — نشانی محمد کی جا دیکھتے

شناشاہزادے نے بالکل بیاں — اٹھایا وہ برقعہ شکل سب عیاں

اندھیاری میں مہتاب ظاہر ہوا — ابر سیتی خورشید باہر ہوا

سبھی سیرتیں نیک، خصلت عظیم — رکھا ذات میں ان کی ایزد نعیم

١٠٣٠ بولا شاہزادہ عجب تصدق ہے — یہ دل بغض و کینہ ترا تنق ہے ص ١٢٢

زباں سے تمھاری ہے ثابت یقیں — کمایا ہے کیسے محمد کا دیں

ایتا دکھ دیا کیوں آلِ رسول — خدا کے قہر کو گئے دل سے بھول

نبی مصطفٰے پر نہ رکھتے یقیں — بڑے موذی ہو تم سنو اے لعیں

یہ کیا شرط اسلام لائے بجا — کیا آلِ مرسل پہ ایتا جفا

١٠٣٥ طفل اہلِ بیتاں پیاسے مریں — گنہ گار ڈال پانی شکم بھر پئیں

یزیدِ لعیں سے رفاقت کیا — جگر مصطفٰے کو بہت دکھ دیا

ہمیں جد سے اپنے ہوئی تھی خبر — کہ ایک دن یہ اُمت پھرے سربسر

لیا تم نے دنیا، کیا ترک دیں — خدا مصطفٰے سے ہوئے بے یقیں

جگر فاطمہ کے پہ باندھی کمر — کھویا دین اپنا یہ کیا جیت کر

١٠٤٠ یہ صورت تمھاری مسلمان بھی — پڑا داغ منہ پر پشیمان بھی

یہ سیرت تمھاری ہے ابلیس کی — یہ خصلت تمھاری ہے خبیث کی

ہمیں تیاگ فرزند خیرالورا — نہ چھوڑا کفر اُس نے جگ بیں ذرا

کیا مصطفےٰ نے یہاں سے سفر — ترک کر دیا اُن نے خوف و خطر ۱۱۴۳

کہ عیسیٰ روح اللہ کو مدت ہوئی — یہودی فرنگی ہیں تا [illegible]

۱۷۴۵ کیتے قوم نے اب تک اس زین کو — رکھا ہے گا قائم اُس آئین کو

وہ عیسیٰ کے خر کا رہا ایک سُم — پرستش کریں ہیں با امر و حکم

جو تم شرط اسلام کو شق کیا — اور طفلوں کو رنجیدہ ناحق کیا

عمر سعد اور زیاد یہ بات سُن — پریشان ہو کچھ نہ بولے سخن

خجالت ستی مرتے زود [illegible] گئے — سُنی بات تحقیق گریاں ہوئے

۱۷۵۰ ستم گر دیکھیں انھیں چشم بھر — شتابی سے پیچھے وہیں آن کر

بولے آن کر کیوں ہوئے چشم زار — یزید کا تھیں کام کرنا ہو خوار

نہ کرنا تھا تم کو یہ کام اختیار — کیا کیا مرا انجام دو دل قرار

اگر یہ حقیقت سُنے گا یزید — کرے گا وہ عالم تے تم کو بعید

ڈرے دل میں لشکر وہاں سے چلے — وہ آکر کے لشکر سے جلدی ملے

۱۷۵۵ دیا حکم موذی نے لیو اس کو مار — دوڑے سب طرف سیتی پھر نابکار

بو وہاں اُن کا مذکور تحقیق عین — یہ اکبر علی تھے پسر شاہ حسین

وہ تھے زندگی سیتی اپنی بیزار — کئی دن سے پیاسے تھے وہ بے قرار ۱۱۴۷

کیا اسپ جولاں گیا غول میں — پڑا دبدبہ اُن کا سب اہل دل میں

تب نظر [illegible] ایک [illegible] علی [illegible] کرے — اُسی غول کے لوگ بھاگیں پرے

۱۷۶۰ لئی جوان شہ زور جنگ آزما — دلیر ہو کے آئے دیکھیں طفل جا

کہا دیکھ کے ارمان دل میں نہ دھر — پہلے حملہ اپنا ہی تو ہم پہ کر

اکبر علی تن پر زخم ستے لگے[1] (؟)　　　گنے کوئی کیوں کر وہ انگنت تھے

۱۷۸۰ اسی طرح کرتا ہوا کارزار　　　نکلا چیر کر فوج سب شہسوار

دیکھا شاہ کو پھر کیا آ سلام　　　قدم چوم بولے کہ بابا امام

کیا تشنگی کا وہ شہ سے بیاں　　　کہا شاہ حقیقت سب ہے عیاں

ولیکن یہ کہتا ہوں سُن اے پسر　　　کرو جاکے کوثر پہ تم حلق تر

اجازت یہ لے پھر حسین شاہ سے　　　گھوڑے کو کیا ایڑ دل خواہ سے

۱۷۸۵ یزیدی کے لشکر میں پہنچا جبھی　　　کیا جاکے نعرہ وہاں حیدری　　　ص ۱۲۶

وہ جس شخص پر جاکے حملہ کرے　　　قتل اُس کے تئیں کر جہنّم بھرے

جھلک میں تھا وہ تیر و تلوار کی　　　ماریں گردنیں وہاں پہ بسیار کی

اٹھا فوج میں ساری یہ ولولا　　　وہ لشکر تھا جیتا، سبھی کھلبلا

کرے جس پہ حملہ جہنّم کو جائے　　　گئے بہت موذی وہ بے دست و پائے

۱۷۹۰ مارے سب طرف سے جو فوجوں نے تیر　　　لگے زخم بے حد، ہوا تن زہیر

گھوڑا زخم کھا بہت پہلے گرا　　　گرا پیٹھ سے اس کی (وہ) ضعف کھا

طبق نور کے لے فرشتے ملے　　　وہ کر ترک دنیا بقا کو چلے

وہ حوروں نے پیالا انھوں کو دیا　　　مراتب شہادت جو شہ سے لیا

پکارا حسین کو (کہ) اے جدِ من!　　　میں جاتا ہوں آگے اب آؤ تمن

۱۷۹۵ از زخم بے شماروں سے بے ہوش ہو　　　سونپے جان اپنی خدا پاک کو

---

[1] خارج از وزن - پڑھئے ع (جو) اکبر علی تن زخم تھے لگے

کہ اکبر علی سے ہوئی میں نراس   یہ اصغر علی میں امرتا ہے پیاس ص ۱۷۸

پانی بن مجھے دودھ آتا نہیں   حلق خشک سے طفل بولتا نہیں

لیا بچہ گودی کے جب شاہ نے   ہوئے جا کھڑے پھر وہ میدان میں

۱۸۱۵ کرے تھے عمر سعد سے گفتگو   اپنا قہر کیوں ہم پہ کرتا ہے تو

برادر ملازم یہاں سب گرے   نبی کے جگر گوشے تڑپھیں پڑے

ہے اصغر میں جاں بدب سانس سے   رحم اس پہ کر پانی دے پاس سے

خدا سیتی ڈرنا بھلی بات ہے   میں کہتا ہوں تم کو سو اثبات سے

سور اور کتے ہیں پانی پئیں   نبی کے یہ فرزند پیاسے مریں

۱۸۲۰ نہ بدخواہ بولا سنو سہ حسین   کریں قتل تم کو تب ہی ہوئے چین

اگر پیاس سیتی جو مرتے ہو تم   نہ دیویں تمھیں قطرہ پانی کا ہم

تمھارے لہو کے جو پیاسے ہیں ہم   سو تم پانی مانگو نہ آوے شرم

حسین شاہ شاغل تھے اس بات سے   مارا تیر موذی نے ایک گھات سے

لگا تیر اصغر کے کاری ہوا   اہل بیت میں شور بھاری ہوا

۱۸۲۵ حسین شاہ خیمہ میں داخل ہوئے   شہ بانواں کو طفل دے دیئے

لیا جب کہ بانو نے اصغر شہید   لگی آگ غم کی بدن میں شدید ص ۱۱۹

کہا اے خداوند ایزد کریم   یہ دکھ پر مجھے دکھ دیا کیا عظیم

[illegible]

[illegible]

۱۸۴۵ وہ تھا مرض اُن کو بہت روز کا — وہ اٹھ بیٹھا غم دیکھا دل سوز کا

بہ نینوں عمر کی ہفت سالہ بیان — بہ ضعفے نو برس کے کہے تھے عیاں

بہن کپڑے تن پر و باندھا کمر — مانگا حکم بابا سے دیو و آ امر

شہادت سے واصل ہوؤں جا کر — ملو جد سے اپنے میں ...... کر

دیکھا شاہ عالم نے غصّے سے تب — نہ کر قصد لڑنے کا دل بیچ اب

۱۸۵۰ کیا میں نے تجھ کو سجادہ نشیں — پاویں فیض تجھ سیتی ہل یقیں

سلاح کھول اپنے ابھی دور کر — جو لکھا بہت تجکو ....

نسل سب شہادت کی مجھ پر ختم — ازل سیتی حق نے پھرایا قلم

سب ہی اولیا ہو ویں تیری نسل — قطب غوث بھی ہو ویں تیری نسل ہیں[1]

محبت ہماری یہ رکھ دل میں بس — نہ لڑنا میرے پیچھے بابا بہ کس

۱۸۵۵ میرے بعد تجکو نہ کوئی کچھ کہے — تیرا بال بانکا نہ ہرگز کرے

اگر کر کے آہنگ تو جا لڑے — نبی مصطفا ﷺ تجکو غصہ کرے

سبھی طرح اُن کو کہا شاہ نے — کری جمع خاطر و دل خواہ نے

بھی صندوق کے تیئں طلب کیا — دو صندوق کلثوم نے لا دیا

تب ہی آسباب کھولا سجاد کے — دیا ان کے تائیں بہ دل شاد کے

۱۸۶۰ ہوئے شاد ان سے پھر الودا[2] — کہ بابا رضا پر کریں سر فدا

اتنے میں لعینوں نے ٹھونکا طبل — لڑو کوئی ہم سے بہ میدان نکل

۱؎ حاشیہ میں "مجبہ" تحریر ہے۔ ۲؎ خارج از وزن۔ الودا = الوداع

یہ میدان خالی پڑا ہے یہاں — کرو جنگ آکر امامِ زماں
غل کیا ہے نہ دیو جواب (؟) — لڑو آن ہم سے جو ہوں فتح یاب
حسین شاہ سن کر ہوئے فکرمند — لیا کھول جلدی سے صندوق بند
۱۸۶۵ گلے میں حمائل نبی کی کری — و دستار مرسل کی سر پر دھری
اور شمشیر باندھی علی کی کمر — سلاح سب بدن پر کرے آراستہ ص ۱۳۲
دیکھا ذوالجناح کو تبھی شاہِ دین — کوئی آدمی نہیں جو کر دیوے زین
تب ہی لے کے وہ زین شہ اونیا — رکھا پشت گھوڑے کے اوپر اٹھا
تیار کر کے گھوڑا ہوئے شہ سوار — محل بیچ غم کا ہوا شور شار
۱۸۷۰ رکھو مومنو صدق دل اعتبار — خیالات تقدیر کے ہیں ہزار
کسی کی مدد کام آوتے نہیں — قلم روز اول سے پھرا یو نہیں
کبھی بادشاہوں کو بے کس کرے — کبھی ایک ادنیٰ کو سرکش کرے

بولا ہے جو دشمن علی سر عجب — مصیبت انھوں کو دیا بہت رب
اتنے میں اٹھا ایک غبار بھی — یکایک ہوا ابر اندھیار بھی
۱۸۷۵ قیامت کا سب پر ہوا یہ گماں — ہوا گرد سیتی ایک پرگٹ جواں
بہت عجز و تسلیم کرتا کھڑا — دیکھا شاہ نے اس کو وہ تک رہا
کہو تم کہ ہو کون اس وقت پر — کیا آکے مجرا ادب بہت کر
کہ اس وقت میں یہ ہوا ہے گماں — نہیں دوست کوئی بھی دشمن جہاں
نبی مصطفیٰ سے ہے عالم بھرا — انھوں نے اتنا زور ہم سے کیا ص ۱۳۳

١٨٨٠ کس اوپر آئے ہو تم ہو کر سوار — یہ دلدل پہ کیا ہے کہو سب بچار

اونے ادب سیتی یہ کی التماس — شہ دین دنیا پہ بھیجا سپاس

کہ اس بن میں ایک جن تھا بادشاہ — غروری میں رہتا تھا وہ روسیاہ

نہ تھی دینداری اُسے کچھ ذرا — ہر ایک اس سے ڈرتا تھا چھوٹا بڑا

ہوئی تھی یہ ایسی قضا و قدر — علی مرتضیٰ کا ہوا تھا گذر

١٨٨٥ دیکھا اُس کو مغرور کفران میں — پچھاڑا علی نے اُسے آن میں

کیا قتل اُس کو جہنم گیا — جو اسلام لایا خلاصی دیا

علی نے مسلماں کیا میرا باپ — دیا تھا تخت بادشاہی کا آپ

علی شاہ سے دادخواہی ملی — میرے باپ کو بن کی شاہی ملی

یہاں سے گیا پھر تو وہ کوچ کر — کیا جا بدار البقا میں گذر

١٨٩٠ سو یہ تاج شاہی میرے سر اوپر — دھرا رب عنایت فضل اپنا کر

میں فدوی تمہارا جو ہوں گا غلام — نوازش تمہاری ہے مج پر امام

جو فرمان ہو مجکو جا کر لڑوں — تصدق کروں جی نہ ہرگز ڈروں

نہ چھوڑوں سلامت کوئی ایک جنا — سبھوں کو قتل کر کے بھیجوں فنا

کہا شاہ نے تج پہ رحمت خدا — جو بھیجا ہے اس وقت ہم پاس آ

١٨٩٥ ولے میں جو کہتا ہوں کر یوں فہم — تمہاری شکل ہے نہ جوہر جسم

کوفے ہو کے دیکھو گے تم ہر کہیں — کسی کو نظر تم تو آتے نہیں

کرو وار جب پر عدو کر پڑے — نہ دیکھے گا تم کو وہ کس سے لڑے

تمہیں [illegible] داخل کریں — خدا کے غضب سیتی واصل کرے

یہ دنیا ہے فانی گذر جائی اب　　قیامت کو لے گا حساب آپ رب

۱۹۰۰ مراتب ظاہر کیا نہیں جب بتا　　سخن یہ میرے دل کو نا جو بھاتا؟

ہمارے سبب تو جو دیکھے جفا　　عذابوں کے بھیتر نہ ہو ...

یونہیں ہے گی ہم پر قضا و قدر　　ہمن سب سہیں رب کے جور و قہر

یہ سن بات جب جن کھڑا ہو گیا　　وو ہو دست بستہ عرض یوں کرا

گر شاہ کا حکم ہو ہم اوپر　　لڑیں ہم بھی پھر شکل آدم پکڑ

۱۹۰۵ یہ دار اُں کا لیویں گے او ہم سنبھال　　جواب ان کو دیویں جو ہوئے سوال ۱۱۲۹

اگر جن لشکر سے میری کرے　　مراتب شہادت کا کیا حاصل کرے

کیا شاہ نے حکم اُس جن کو یوں　　تب اس زندگانی سے نومید ہوں

کیا بند اس کو اسی کے مقام　　کیا منع لڑنے کو اس کو تمام

عجائب یہ اسرار ہیں مومناں　　پھرے پر نہ ہرگز امام زماں

۱۹۱۰ بگر شاہ نے اُس گھڑی یوں کرا　　لڑوں میں بھی جا کر یہ دل میں دھرا

کیا شہ بانو نے تب یوں ذکر　　سنو شاہ عالم ہماری خبر

کل اہل بیتاں تو تمنا ہے سول　　کوئی ہو بے آداب کا ذرہ بھول

وے اُن میں ایک میں ہی تو غیر ہوں　　ہوا ہے مجھے وہم ظاہر کروں

رکھا دل کو اپنے شہادت اوپر　　یہ تقدیر ازلی پہ باندھا کمر

۱۹۱۵ تو اور اہل بیتوں ستی بے ادب　　کریں گے یہ معلوم ہے وے ادب

یزید سے اور تم ستی بے عدد بھی　　کرے کوئی تعدی وہ مجھ پہ کبھی

تمھاری تہ رہے گی نقصان اب　　نہ ئی بات اظہار عالم میں سب

جو کچھ امر ہووے وہ دل میں سرو ں ‖ جو تدبیر فرماؤ وہی کر دوں

کہا شاہ نے جنت خاطر نشان ‖ جو کچھ میں کہوں اس پہ کرنا تو کان ش ۱۱۲۶

۱۹۲۰ شہید ہو گروں گا جو میدان میں[1] ‖ میرا گھوڑا آوے ترے سامنے

سوار اُس اوپر ہو جیو تم بہ حال ‖ دینا باگ کو ہاتھ اپنے سے ڈال

جدھر کو چلے گھوڑا ادھر کو جاؤ ‖ فکر دل میں اس بات کا کچھ نہ لاؤ

جو سر پہ تمھارے خدا کا کرم ‖ اور تم بے کسوں کی اسی کی شرم

دلاسا دیا شہ نے بانو کے تئیں ‖ ضعیف جنگ لڑنا کیا دل منہیں

۱۹۲۵ سنو دینداروں یہ قصہ خیال ‖ قضا اور قدر پر رکھو دل سنبھال

نہ غداری دنیا کی تم مت کرو ‖ خطا در خطا دیکھ کر مت کرو[2]

نہ اس خانہ ویراں میں ویران ہو ‖ جسے ہووے رغبت پشیمان ہو

کہاں بابا آدم خلیفہ جہاں ‖ کہاں ماما حوّا[3] اور کی امتاں[4]

کہاں وہ سلیماں سواری بہ تخت ‖ کہاں ہے وہ لقمان سا نیک بخت

۱۹۳۰ کہاں ہے وہ یوسف مصر کا تھا شاہ ‖ کہاں ہے زلیخا، کہاں چشم چاہ

کہاں انبیا ذات حسب و نسب ‖ کہاں اولیا اور غوث و قطب

کہ اس جگ میں آئے نہ کوئی رہا ‖ کیا عیش تھوڑا، بہت دکھ سہا

---

[1] نسخہ: مونا ہے جیہ۔

[2] قافیہ ندارد

[3] اصل: ہوّا

[4] خارج از وزن

عیاں جو ہوا سو نہاں ہوئے گا   کہاں نبی آئے ۔ کہاں شہ ہوے بانہ ۱۲۲۴

ہوا خاک در خاک سارا جہاں   فنا در فنا سب تا در ابد نکال

۱۲۲۵ نبی مرسلیں ختم پیغمبراں   حبیب خدا سرور دو جہاں

جگر پارہ اپنے پہ ایتا ستم   ختم جو نبوت تھی سختی و غم

سوار ہو کے نکلا وہ شاہ جہاں   پڑا زلزلہ از زمیں تا زماں

ہوا درد بھاری وہ محمل کے بیچ   ہمیں شاہ چھوڑ اب جنگل کے بیچ

حسین شاہ میدان میں جا کھڑے   شہیداں ہوئے تھے وہاں جا اٹے

۱۲۳۰ لعینو کو بولے سنو نابکار   کری عاقبت تم نے کیوں اپنی خوار

کری کیا ہے تم سیتی ہم نے بدی   کیا ہم پہ یہ جور کر کے خودی

نہ ہم حق تعالیٰ کے تئیں دور دھر   کیا اہل بیتوں پہ سختی قہر

نہیں جانتے تم کہ ہم کون ہیں   خودی میں یہ سب اپنی فرعون ہیں

لگا کہنے ہر ایک حق سے پھرا   سبھی جانتے ہیں میرا مرتبہ

۱۲۳۵ تبھی شاہ حسین نے کیا یہ ذکر   میرے نانا سے تم کو کیا نہیں خبر

کہ نانا مرے تھے محمد رسول   تھے اصحاب ان کے گلستاں کے پھول حق ۱۲۳۸

پہلے یار ابا بکر صدیق تھے   عمر دوسرے یار تحقیق سے تھے

وُلے یار سیوم وہ عثمان ہیں   چہارم علی شاہ مرداں ہیں[2]

---

[1] نکاں پڑھا جائے۔   [2] روشن علی کے چار یاری ہونے کا ثبوت

یہ چاروں ہر ایک وقت میں تھے رفیق　　انھیں سے ہے اسلام ہر ہر طریق

۱۹۵۰ ہمارے محمد ہیں نانا سہی[۱]　　اور بابا ہمارے ہیں حضرت علی

مری والدہ ہیں گی حضرت بتول　　کری ان کی اولاد تم نے ملول

بولے سب وہ تم ہو نواسے رسول　　سبھوں کو انھوں سیتی ہے گا حصول

ہیں اماں تمھاری جو خیر النسا　　یہ والد تمھارے علی مرتضیٰ

ولے شاہ بولے رکھو سب خبر　　خدا کے غضب سیتی ہو کیوں نہ ڈر

۱۹۵۵ یہ فرعون نمرود تھے پر غرور　　اٹھا خوف حق کا رکھا دل سے دور

وہ تھا ایک شداد جو مصر میں　　بنائی تھی جنت کسی عصر میں

کہ دنیا میں کافر یہ ایسے ہوئے　　خدائی کے دعوے خدا سے کیے

ہو فی الفور غارت ملے خاک میں　　جہنم کو بھیجے ہیں فتراک میں

بہت مصر والوں کو ذلت ہوئی　　فنا ہو گئے سب رہا نئیں کوئی　ص ۱۳۹

۱۹۶۰ غروری خدا کو سزاوار ہے　　کرے اور کوئی وہ کفار ہے

تکبر ہے تم نے یہ دل میں دھرا　　قیامت فراموشی کیسا کرا

بہ فردا حشر میں یہ سب کا حساب　　پھر اُس وقت کہو کیا کرو گے جواب

شغل یاد حق کے (ہیں) اغلب ہمیں　　خلافت ستی کچھ نہ مطلب ہمیں

دیا چھوڑ ہم نے یہ سارا ملک　　خوشی دل سے اپنی کیا ہے ترک

۱۹۶۵ کریں کام ایسا جو حاصل ہو دیں　　یہ دنیا سے دل ہو گیا بے یقیں

---

۱ صحیح کا املا۔ سہی اور علی قافیہ کیے گئے ہیں۔

تمھیں کہہ کہ کیا ضد ہے ہم سے آج — دیا چھوڑ ہم نے ملک، تخت تاج

ہمیں جو ازل سیتی تقدیر[۵۱] ہے — نہیں اس کی تبدیل تدبیر ہے

ازل سیتی جو میرے حق نے لکھا — صدق اپنا اُس ہی پہ ہم نے رکھا

فرشتے سے جو مصطفےٰ نے سُنا — سو جبرئیل سے مرتضےٰ نے سُنا

۱۹۷۰ لئے تب یزیدی یہ خواہش الاہ — کئے دل ہمارے اُسی نے سیاہ

کرو فکر جو ہے گا ہمنا کے مات — مارو شاہ ہم کو جو پاویں نجات

کہا شاہ عالم نے یہ مت کہو — ازل جو لکھا ہم سیتی ہرگز نہ ہو ۱۴۰

کرو آ کے حملہ تم اب نابکار — کھڑا ہوں کا پہلے کرو اپنا وار

اتنے میں جو ان چار آئے کنیں — وے دشتِ جنگ آزمودہ وو رنج میں[۵۲]

۱۹۷۵ نکل فوج سے آئے پھر شہ کے پاس — کریں داد و ورگیات کا کچھ قیاس

چاروں نے پھر آ کے جو حملہ کیا — دبلے شہ کھلاڑی سپر پہ لیا

ظلم کر کے شمشیر شاہِ جہاں — کرے تیز گھوڑے کو پھیری عناں

کیا تمہ ایک ایک اُن چار پر — گرے وو زمیں پر دو بال پھاڑ کر

بہت گھمس کے مارے وہ لشکر کے بیچ — شجاعت بہت ابن حیدر کے بیچ

۱۹۸۰ کیا شاہ نے نعرۂ حیدری — یزیدوں کا لشکر چلا اُس گھڑی

کہا کافرو! آؤ ہم سے لڑو — کرو وار ہم پر نہیں تم ڈرو

یہ تم کیا کرو، ہے یہ تقدیر راز — ہوا آ کے تقدیر اب کارساز

---

۵۱ اصل: تدبیر؟ ۵۲ اصل: سوچنیں

تم کافر ہوا اے موذی بے ضلاک(؟) — کیا تشنگی نے سبھوں کو ہلاک

اگر پانی ملتا شہیدوں کے تئیں — تو ایک بھی جواں بہت تھا کافریں

۱۸۸۵ شجاعت دیکھی شہ کی سب نے عیاں — کوئی پاس اُن کے نہ آوے وہاں ص ۱۴۱

بھی سرور نے گھوڑے کے تئیں تیز کر — کُدایا وہاں اس کو مہمیز کر

جدھر کو پھراتے وہ گھوڑے کی باگ — اُسی طرف کے لوگ جاتے تھے بھاگ

کہ جس غول اوپر کریں شہ نظر — جگہ چھوڑ دیتے وہ ہیبت پکڑ

پھرا آتے گھوڑا جدھر شاہِ دیں — مقابل نہ ہوتا تھا کوئی لعیں

۱۸۹۰ ساری فوج کو چیر اور پھاڑ کر — پہنچے شاہ عالم فرات آب پر

اپنا گھوڑا ڈالا وہ پانی کے بیچ — چاہا پیجئے جانفشانی کے بیچ

چلو بھر لیا آب کا شاہ نے — کیا ہاتھ اپنا وہ منہ کے کنے

اُسی وقت ہاتف نے آواز دی — کہ یا ابنِ حیدر یہ پانی نہ پی

ہیں پیاسے اہل بیت طفلاں سبھی — ہے تم پر اسی طرح حکم نبی

۱۸۹۵ ہے لازم تمھیں پانی پینا نہیں — سو آج اے شاہ جینا نہیں

سُن آواز غیبی دیا ڈال آب — لیا مشک پانی سے ایک بھر شتاب

یزیدی کھڑے دیکھتے تھے خیال — کئے تیر باراں کماں سے سنبھال

کہا تب عمر سعد نے یہ وہاں — دیکھو حق کی قدرت کا راز نہاں ص ۱۴۲

جو پیویں یہ پانی کبھی شیر نر — کریں گے قتل سب کو یہ گھیر کر

۱۹۰۰ زمیں کربلا کے ستی تمام ایک — نہ چھوڑیں یزیدی کو مغرب تلک

یہ ہے شاہ دنیا و دیں کا حسین — جگر مصطفےٰ کا علی کا ہے چین

کہ خاتون جنت کا پیارا پسر — سنی مسلمانوں کا ہے دادہ

شجاعت سے ان کی خلق پر عیاں — کہ مشہور ہیں یہ امام زماں

نہ طاقت کسی کو کہ ان سے لڑے — کہ صف جنگ میں آن شہ سے لڑے

۱۹۰۵ یہ تقدیر ازلی کرے۔ ہے شہید — نہیں ان سے آئے ہے لیا شہ یزید

جسے زندگانی کی امید ہو — لڑو دور سے خوف دل میں رکھو

سبھی لوگ اپنوں کا گھیرا کرو — جو کچھ کر سکو تم سو بیرا کرو

یہی بات سب موذیوں کان دھر — کیا شہ کو نرغہ وہیں آن کر

سبھی موذیوں نے اٹھا ہاتھ زور — کیا تیر باراں کا ہر طرف طور

۱۹۱۰ مارے تیر انھوں نے زبس رنگ سے — ہوئے پار ایکبارگی مشک سے

قضا عاقلوں کو دیوانہ کرے — قضا نادانوں کو دانا کرے

قضا سے سکے کون کر جائے زور — قضا نے کیا شاہ مظلوم اوزور ص۱۴۳

بدن زخموں سے سب بھرا بے شمار — سنا بعضے قصوں میں سہ ہفت وار

لیا ہاتھ میں شاہ نے اپنا خوں — ابھی خون سے شاہ دھوتے تھے موں

۱۹۱۵ اسی طور جا جس پہ حملہ کرے — وہ دو ٹکڑے ہو کر زمیں پر گرے

ہزاروں سواروں کے تئیں کر ہلاک — ہوئے بہت پہلوانوں کے سینہ چاک

ادا وہ کر کر جیسے ہی پھرا — سبھی فوج بھاگی وہاں تھرتھرا

جسی شخص پر شاہ کرتے تھے وار — وہیں جگہ مرتا تھا وہ نابکار

دی آواز ہاتف سنو یا حسین — بہت خلق ماری تم اب دیو چین

۱۹۲۰ سن آواز ہاتف کی مرجھائے کر — دئے ڈال شمشیر غم کھائے کر

بوسے شہ قبولا ہیں فرمان کو — نہ مارو کسی کی ہیں اب جان کو

کئی دن سے پیاسے تھے حضرت حسینؑ — ذرا سی رمق تھی نہ تھی دل کو چین

اسی رمق سے کام اپنا کیا — جواں پالنے مارے وہ بے حیا

آیا ضعف گھوڑے سے نیچے گرے — زخم چور ہو کر وہ رن میں گرے

۱۹۲۵ بعضے یوں روایت پیادہ لڑے — بہت ہاتھ سے اُن کے کاٹے مرے

کیا حملہ شہ نے جبھی طیش سے — کھوئے کتنے موذی وہیں عیش سے (ص ۱۴)

یزیدیوں نے دیکھا کہ پیادہ لڑے — سبھی فوج ہیبت سے اُن کی ڈرے

مارے ساٹھ اس حال میں نابکار — کتنے زخمی ہو کر پڑے کھار کھار

وے (۱) ہر ایک پر کیا تھا قیاس — حسین ابن حیدر ہوا تب اداس

۱۹۳۰ اٹھا شاہ زخموں میں مدہوش تر — ہوا چھلنی چھلنی[۵۱] بدن زخم بھر

نہ تھا ذرہ تن پر وجائی نہ تھی — کہ ایک جگہ ناخن کی خالی نہ تھی

دی آواز ہاتف نے یوں تیسری بار — کہ بس بس حسین شاہ مت کر پئیار

سُن آواز ہاتف کھڑے ہوشیار[۵۲] — ہوئے تب شہادت کے تئیں انتظار

شہادت کی شاہوں کا بولا یہ بھید — جو دشمن سُنے دل میں ہو جاوے چھید

۱۹۳۵ حقیقت کہوں اب کی میں عیاں — کہ جیسے کتابوں میں پایا نشان

وہ دلدل نے دیکھا گرا شہ سوار — زبس چشموں سے ہو رہا اشکبار

---

[۵۱] چھلنی چھلنی

[۵۲] اصل: ع سُن آواز ہاتف سیوم کھڑے ہوشیار (؟)

سیہ رو کے لشکر سے باہر نکل ۔ لیا راہ خیمہ کا از صدق دل[1]

گھسا جا کے خیمہ میں گھوڑا اجنسہ ۔ جہاں محل شہ کے تھے مائل الم

دیکھا اہل بیتوں نے وہ بے سوار ۔ مارا نہ زمیں پر گرا کھا پچھاڑ ص ۱۴۵

۱۲۴۰ پکاریں حرم کیا قہر ہے قہار ۔ گھوڑا خالی آیا یہ کیوں بے سوار

پڑا سخت ماتم اہل بیت میں ۔ [illegible]

اہل بیت سر پیٹیں غم کھائے کر[2] ۔ وہ چھوٹے بڑے روویں غم کھائے کر

گھوڑے کو زبان دیوے پروردگار ۔ لگا بات کہنے وہیں آہ مار

بولا گھوڑا کیا شہ کو روتے ہو تم ۔ نہ حاصل ہے اس میں کرو کچھ فہم

۱۲۴۵ نہ کوئی تمھارا ہے یہاں غم گسار ۔ عمر ساری کاٹو گی تم آہ مار

جو کچھ چاہتا ہے وہ رب جلیل ۔ بہ موجب ارادت ہووے سبیل

کبھی کافر آویں بے ادبی کریں ۔ سے شرم مصطفےٰ کی نہ دل بیچ دھریں

شہر بانو کر یاد اس امر سے ۔ ہوئی سوار گھوڑے اوپر صبر سے

بیٹھیں زین اوپر شتابی سنبھال ۔ دیا ہاتھ سے باگ کو جلد ڈال

۱۲۵۰ یہ اسرار حق کا تو پاوے نہ بھید ۔ لئے رہ مدینے کی وضا[3] امید

مدینے میں پہنچا وہ گھوڑا شتاب ۔ محل خاص میں آیا با دل کباب

شہادت شاہوں کی کا شہرت ہوا ۔ مدینے میں یہ غم بہ تیرت ہوا ص ۱۴۶

---

[1] "نفس" اور "دل" قافیہ کئے گئے ہیں [2] حاشیہ میں "غم کھائے کر" کے بجائے "چتائے کر" درج ہے۔ [3] وضع کا املا

محل میں وہ دُلدل سے اُن کو اتار
چڑا جلد وهاں سیتی وہ بے قرار

آیا جلد وہ گھوڑا میدان میں
کھڑا ہو گیا پھر وہ شہ کے کنیں

۱۹۵۵ جہاں شہ گرے (تھے) ہوا وهاں کھڑا
قدم پر رکھا سر کو آنسو بھرا

زمیں پر وہ مارے تھا سر بے قرار
مغز اپنا پھوڑا اُو پتھر پہ مار

یکا یک بھری آہ دل سوز سے
کئے جاں بحق اپنی اس طور سے [۵۱]

یزیدوں کے لشکر نے دیکھا خیال
ڈرے دیکھ سب فوج کافر کے حال

شمر نے دیکھا اس خیال کو
نظر میں کیا اسپ کے حال کو

۱۹۶۰ ڈرے دل میں کافر دلے تھے گبر
وہ تھے دل انھوں کے بہت سخت تر

دستا پرستا تھے دونوں لعیں
شمر نے بلا پاس باتیں کہیں

کرو سر جدا تن سے کر کے غضب
خوشی ہے یزید کی اسی بیچ اب

چلے شخص دونوں وہ کر کے قبول
[۵۲] حسین کو دیکھ کر ہوئے تب ملول

دونوں شخص بولے حسین پاس جا
یہ تعدی نہیں ہم سے ہووے ذرا

۱۹۶۵ سو وہ اُس جگہ ہو کے واپس پھرے
خدا کے غضب سے وہ دونوں ڈرے

حسین شاہ نے دیکھا تب آنکھ کھول
کہو شخص تم اپنا مقصود بول ص ۱۴۷

بولے ہم کو بھیجا کرو سر جدا
وہ لے ہم سے مقصد نہ ہو یہ ادا

بولے شہ کشندہ ہمارا ہے اور
میں پہچانتا ہوں اُسے کر کے غور

---

[۵۱] قافیہ ندارد

[۵۲] خارج از وزن۔ پڑھئے ع حسین کو (وہ) دیکھ کر ہوئے تب ملول

شمر نے جو دیکھا کریں یہ نہ کام ——— آیا پاس اُن کے کیا اہتمام

١٦٧٠ یزید کا ننگ تم اوپر ہے حرام ——— کرے گا وہ تنبیہ سب کو مدام

ہستا پرستا نے سُن یہ صدا ——— سو شمر اترا کافر زبن بے حیا

ادب انبیا کا او سلنے دو نہ کر ——— ولایت کے معدان[۱] ستی ہو کر

حسین شاہ مدہوش ہو بال تیر پڑا ——— اترا اپنے گھوڑے ستی ہو کھڑا

آیا پاس اُن کے وہ اک مکر سے ——— بہت زور[۲] سے او بہت ابر سے

١٦٧٥ یہ بدبخت کافر گبر نا پلید ——— غضب ہووے اُس پر رب کا اس پر شدید

کھڑا ہو کے نزدیک کرتا قیاس ——— کہ ہے رمق باقی و چلتا ہے سانس

وہ سینہ پہ بیٹھا لعین جائے کر ——— کیا وار خنجر کا حلقوم پر

کرے تھا بہت زور تہ رو سیاہ ——— سر کا کٹا نہ ایک بال واللہ الاد

آنکھیں کھول شہ نے جو دیکھا تبھی ——— کہا سُن تو بدبخت اے مدعی ص ۱۴۸

١٦٨٠ یہ خنجر ترا اس گلو کے اوپر ——— چلے گا نہ ہرگز یہ مت کر تو شر

بہت مصطفیٰ نے ہے چوما گلا ——— ہنسو تو کاٹنا چاہتا ہے کر کے جفا

بولے تجھ کو تو ہے نہیں جانتا ——— میرے جد بزرگوں کو نہیں مانتا

بولا تب وہ کافر سنو اے حسین ——— نبی اور علی کے ہو فرزند عین

ولیکن میں اُن سے نہ ہرگز ڈروں ——— عذابوں پہ حق کے نظر نیں کروں

خدا نے دیا دوزخی اب مجھے ——— کروں گا ذبح میں تو اب ہی تجھے

١٦٨٥

---

۱ معدان (معادن)   ۲ زعم

خدا جو کرے گا مجھ اوپر عذاب　　سہوں اور پوچھے گا دیوں جواب

حسین شاہ بولے اے موذی تو سن　　میں کہتا ہوں تجھکو یہ سچے سخن

میں نے خواب دیکھا ہے یوں آج رات　　نبی مصطفےٰ نے کہیں کیتی بات

صورت شکل تیری کا کہہ بیان　　تیرے سینے اوپر بتایا نشان

۱۶۹۰ جو محبوب ثانی ہے جد نے کہی　　تو ٹک کھول چھاتی کروں میں سہی[۱]

شمر نے کھولی چھاتی اپنی دہاں　　وہ چھاتی پہ ہے داغ بس بدنما

تھے پستان اس کے کتے کی مثل　　دہاں منہ جو اس کا تھا خوک اصل

علامات دیکھے تو اس کے وہی　　ازل سے کہا تھا کشندہ وہی　ص ۱۴۹

حسین شاہ نے جب کہ دیکھے نشان　　فرمایا تو ہے گا کشندہ عیاں

۱۶۹۵ بولے کہ شمر لعیں میں مظلوم ہوں　　غم اقربائے میں مغموم ہوں

اے موذی یہ سن لے ہماری خبر　　مرا مان کہنا جو ہو کارگر

تو دے اتنی فرصت کہ سجدا کروں　　علی نے قبولا تھا فرمان یوں

میں در سجدہ باشم تو کر دار بسر　　جو تن سے جدا ہوئے فی الفور سر

لیا مان شہ نے حکم جو کیا　　سر اُن کا اُٹھا قبلہ رو کو کیا

۱۷۰۰ کہا اے لعیں تھوڑا پانی منگا　　یہ ہے وقت آخر تو پانی پلا

منگایا لعیں نے وہ آب نجس　　دیا ہاتھ میں شہ کے وہ بے ترس

دیکھا شاہ نے وہ جو پانی پلید　　کہا تجھ پہ حق کا غضب ہو شدید

---

[۱] حاشیہ میں ع اتر چھاتی اوپر سے ایک لحمہ بھر　- سہی = صحیح

کرے گا تو طعنہ ہمارے تئیں
پلایا نجس پانی تم کو وہیں

نہ اسنے یہ پانی کیا ہے حرام
پئیں حوضِ کوثر کا مرتب مدام

۱۷۰۵ سُنے جب یہ میرا تو ہوئے گا قہر
کہ صابر ہوا نئیں تو اس وقت پر

بلا اور زحمت ہمارے اوپر
[illegible]

دیا ہاتھ سے شہ نے پانی وہ ڈھال
کیا رُخ[1] قبلہ طرف کو سنبھال

کیا شہ نے اس وقت سجدہ ادا
شمر نے خنجر سے کیا سر جُدا

چلے چھوڑ دنیا کو وہ خوش لقا
کیا جا کے ڈیرا بدار البقا

۱۷۱۰ بتاریخ دسویں جمعہ کا تھا دن
مہینہ محرم و ہجری کا سن[2]

بہ وقتِ ظہر شہ نے پیالا پیا
رضا بھی خدا کی سر اپنا دیا

یزید کے پڑا سر پہ بتا ہوں کا خون
تا انّا للہ و انّا الیہ راجعون[3]

کیا جب امیں نے [illegible] دونیان
لہو کا نہ پایا زمیں پر نشان

نمودار سرخی تھی آسمان پر
ہوا قہر یہ خانِ مردان پر

یہ قدرت تھی اس ربِ بے چون کی
نشانی حسین شاہ کے خون کی

یہ سبزے کا دیکھو سماں پُرنشاں
زہر شہ حسن کے ہے رنگین بیاں

سُرخ آسماں دیکھتے خاص و عام
شہیدوں کے لوہو کی سرخی تمام

لگے تھرتھرانے وہ نو کھنڈ سب
ہوا وقت غم کا وہ ظاہر عجب

---

[1] رُخ کا عوامی تلفظ   [2] دل اور [illegible] تانیہ [illegible]

[3] وزن ؟

کانپیں گگن آخر ہو ترٹی زمیں ‎ قیامت کے دن کا ہوا سب یقیں (ص ۱۵۱)

۱۷۲۰ جتنا زر جو روویں سو گر گر پڑیں ‎ وہ لوہو میں شہ کے پروں کو بھریں

خزاں سب گلستاں ہیں غیرت پکھیرے ‎ سبھی بوستاں غم سے مرجھا گئے

پروں کو کبوتر لوہو سے بھریں ‎ محمد کے روضہ پہ جا جا گریں

اٹھا غم سے روضہ میں بھی زلزلہ ‎ بھرے گنبداں سے رہا کھڑکھڑا

روویں اہلِ بیتیں وہ سر پھوڑ کر ‎ کہا یا الٰہی ہوا کیا قہر

۱۷۲۵ یہ زینب پکاری کیا کیا خدا ‎ حسین بھائی ہم سے کیا کیوں جدا

سکینہ و کلثوم کھاتی پچھاڑ ‎ وہ کبری نے لئے بال سر کے اکھاڑ

وہ سرور شہیداں شہادت چکھا ‎ یہ محشر تلک غم یہ امت رکھا

جتے نام قصوں میں دیکھے لکھے ‎ بیاں وار ہندی میں ظاہر کئے

جتے دیکھ روشن علی نے لکھے ‎ خدا کو خبر ہے جو باقی [illegible]

۱۷۳۰ کتابا ولیوں سے کہتا ہے یہ بیاں ‎ بہتر شہادت کرے ہیں بیاں

ستر دو بہتر ہوئے ہیں شہید ‎ بہ حکم الٰہی یہ قہر یزید

عجب کربلا قہرِ قہار تھا ‎ بلا پر بلا سخت اظہار تھا

لعیں لے کے سر کو گئے خیمہ پر ‎ لیا [illegible] (ص ۱۵۲)

زین العابدیں اشکِ خونبار تھا ‎ شہیدوں کے غم کا بدل بھار تھا

۱۷۳۵ وہی ایک فرزند تھا باپ کا ‎ نہ غم خوار دیکھا کوئی آپ کا

پڑے تھے وہ تپ میں [illegible] ‎ شمشیر کھینچ [illegible]

کہا دل میں اپنے [illegible] ‎ عمر سعد بولا نہ کر [illegible]

کہ اینا [illegible] تم ظلم کرتے ہو کیوں ‌ ‌ جنھوں نے زیارت [illegible]

۱۷۷۵ خدایا [illegible] خدا کے حبیب ‌ ‌ شرف ان کو حق نے دیا ہے عجیب [illegible]

قمر (۱۱) میں پڑھتا ہو کا تم نے سبق ‌ ‌ لعنت اللہ علی الظالمین امر حق

شرف اُن کے تئیں کیتے آیت و ل ‌ ‌ خدا حیؔ[۱] قیوم کرمت نزول

بولے لعنتی حکم یوں ہے یزید ‌ ‌ جو ہم نا کریں دیکھیں سختی شدید

ولے کیا کریں ہم کریں اس طرح[۲] ‌ ‌ باندھا ہم نے تحقیق دل میں گرہ

۱۷۸۰ کیا حق نے اُن کے تئیں مہرباں ‌ ‌ سبھن مانا قاضی کے سب نے زباں

قاضی پھر کے آیا اہل بیت پاس ‌ ‌ دیکھے طفل روتے بھوآ [illegible]

پھاڑ ا تھان کپڑا دو دو گز دیا ‌ ‌ وہی سر پہ ستری کا پردا کیا

دیا اُس نے سب کو وہ پانی پلا ‌ ‌ بچوڑا بہت کھانا بھی ان کھلا

کہا اہل بیتوں نے قاضی سدا ‌ ‌ خدا مصطفےٰ تجھ سے راضی سدا

۱۷۸۵ ستر ... کو پوشیدہ کیا ‌ ‌ ہمیں آب و دانہ رسیدہ کیا

تجھے حق تعالیٰ جو جنت نصیب ‌ ‌ یہ دعوات تیری کرے حق مجیب

دعا مانگے حق سے نہ دیکھوں ظُلم ‌ ‌ مجھے مرگ دے اے خدا ذی الکرم

کہ یہ ظُلم مجھ سیتی دیکھا نہ جا[۳] ‌ ‌ ایسی زیست سے مجکو بہتر فنا

دعا رب قادر نے کی وہ قبول ‌ ‌ کیا ترک دنیا بقا کو حصول

---

۱ اصل: حق ؟ ‌ ‌ ۲ قافیہ کے لئے اصل املا: اسطرہ

۳ جائے۔ فنا کے ساتھ قافیہ "جا" کیا گیا ہے۔

١٧٩٠ سپاہی مسلماں بڑا دیندار ۔ سکونت کری تھا بہ جنت قرار ص ١٥٦

قصہ مختصر اب سنو مسلماں — یونہیں رات گذری ہوا دن عیاں

ذکر بولا روشن علی سب بیاں — رکھا غم مسلمین جیسے سناں[۵۱]

سنو مومناں بھید سبھی ان کا — رکھو وہم[۵۲] دل میں تم ایمان کا

مسلمان کافر کرے آن میں — کُفر سے نکالے تو ایمان میں

١٧٩٥ چلے وہاں سے ملعون تب کوچ کر — پکڑ شام کا راہ دل سوچ کر

وہ تھا نام راہب پر زنّار دار[۵۳] — وہ مشہور تھا اُس زمیں پر غدار

تھے اسرار حق کے کی اس کو خبر — ملا فوج سے پیشوا آن کر

دیکھے بھالوں اوپر شہیدوں کے سر — بھرے نور رحمت کا وہاں سر بسر

تھا نور سے اس کے آکر جھمک — زمیں آسماں میں تھی خوشبو مہک

١٨٠٠ نہیں خیال قدرت کا اُس نے عجب — ڈرا اپنے دل بیچ پوچھا سبب

مرے جی میں یہ تھا کہ میں کیا کروں — کہ سر خاصہ لوگوں کے دل میں دھروں

گشت وہاں یہ لعنت برستی وہاں — کہ ہے نور باراں سروں پہ عیاں

پوچھا آ کے نزدیک وہ خاک چاٹ — کہو بولو ان کا لیا سر جو کاٹ

ایسی سختی تم نے جواں پہ دھری — انھوں نے وہ تقصیر کیا تھی کری

١٨٠٥ سمجھا کر ہر ایک عیاں کر سناؤ — ہیں اولاد کس کی، بیاں کر سناؤ ص ١٥٧

---

[۵۱] سنا کا انفی تلفظ [۵۲] بمعنی خیال [۵۳] حسینی برہمن

لیا قتل ان کو جو تم بے خطر — کہو بھید مجھ سے یہ سب کھول کر

انھوں صدق سے (یہ) کہی بات سن — یقیں کر، وہم چھوڑ بولے بچن[1]

کہ خاتم نبی تھا ہوا جگ اوپر — یہ ہیں اُن کے دلبند، پیارے جگر

نبی، فاطمہ کا یہ فرزند تھا — مدینہ سبھی اس سے سودمند تھا

١٨١٠ ظلم جب ہم سے یہ سب کچھ ہوا — ابھی ان سے تقصیر نہیں کچھ ہوا

یزید کو انھوں سیتی ایک نند تھی — بھیجا ہم کو ظالم نے کر کے خودی

نے اکھا یہ تھا بھید، ہم ہیں نجل — تھی قسمت میں ان کے زروز ازل

یزید کو دیویں گے یہ سر جائے کر — بجا لائے ہم اس کا حکم و امر

چلا چل ہووے وہ اسی گاؤں پر — کھڑا ہو رہا ہمن اس جائے پر

١٨١٥ کیا عرض راہب نے دل سے سچی — ہے یہ ان کی جاگہ بستی اچھی

کرو رات گذران اس ٹھور پر — صبح کو کرو کوچ پھر جلد تر

کروں آج خدمت تمھاری بہ دل — میرے کام سارے ہوئے ہیں سجل

تمھاری مہماں داری دل سے کروں — وہ سب رات چوکی مرداں کی کروں

کری بات راہب کی سب نے قبول — کہ راہب کو کرنا نہیں اب ملول

١٨٢٠ جو راہب کہے ہے وہی بات خوب — جو گذرے اسی گاؤں میں رات خوب

کیا موذیوں نے وہیں پر مقام — وہ دن تھا سو گذرا، ہوا وقت شام

بہت چاپلوسی سے کھانا پکا — کھلایا انھوں کو خوشی آ ملا

---

[1] ... قافیہ کئے گئے ہیں ؟

...... شرف قادر کیا مہر آواز
حسین نام میرا ہے سن اہل راز

۱۸۴۰ نواسے ہیں ہم شاہ خیر البشر
کہ ہیں رحمت اللعالمیں در خبر

علی مرتضیٰ کا میں ہوں لگا پسر
شفیع امتاں فاطمہ کا جگر

کیا بے وفائی یہ ہم سے یزید
غضب رب کا ہووے گا اس پر شدید

تلاوت کیا کلمہ سر نے [illegible]
کہ یہ شرط اسلام کی اہل دین

یہ راہب سنا کلمہ بہت ندا
مسلماں ہوا صدق دل با خدا

۱۸۴۵ بیٹے ساتوں اس کے مسلماں ہوئے
ہوا شاد خود با ایماں ہوئے

یہ سب رات عنبر جلاتا جو تھا
بہت خوب خوشبو لگاتا جو تھا

اسی طرح سب رات بھر تھا رجوع
یکایک ہوا پھر تو [illegible]

بلائے وہ راہب نے فرزند سات
پوچھا شکر کیا ہے کہو [illegible] بات

میرے دل میں آتی ہے یوں نہیں کروں
تمہیں سات کو اس پہ صدقے کروں

۱۸۵۰ وہ ساتوں پکارے ہماری نجات
تو کیا ہم سے پوچھی [illegible]

[illegible] ہیں جو آئے کیتے لوگ پاس
وہ راہب جو بیٹے تھا [illegible]

نہ آن کے اس کو سختی سستی
امانت نہ لایا یہ کیا دیر کی

ہوا کوچ لشکر چلا جائے سب
دیو سر حسین کا ترت لا کے اب

بلا کر کے راہب بڑے بیٹے کو
لیا کاٹ سر بولا لیو موذیو

۱۸۵۵ کٹے سر کو لے کر وہ سب موذیاں
سرداروں کے آگے رکھا وہ عیاں

نہیں اٹھ کے بولے کہ وہ سر نہیں
لے آؤ جہاں پر دھرا ہو کہیں

پھرا بھاگ کے ایک آدمی اور کھڑا
دیا کاٹ کر سر تو ہیں دو سرا

تبھی پیادہ لائے وہ سر ہو دیاں | رکھا جا کے سرداروں کے درمیاں
وہ بدبخت بولے نہیں ہے وہ سر | دیا تیسرا اُس نے پھر کاٹ کر
١٨٦٠ وہ کم بختوں نے جا کے آگے دھرا | بہت غصّہ موذی نے اُس کو کیا
کہ یہ تو نہیں ہے وہ سر شہ حسین | ابھی زود لاؤ جو ہو دل کو چین
انھوں نے پھر آ کر طلب سر کیا | وہ سر کاٹ چوتھے کا ان کو دیا
بولے لعنتی سر نہیں، کیا ہے فند | شتابی سے سر لاؤ دو کر کے دُند
انھوں نے بہت آ کے سختی کری[1] | کہ سر دیتا نئیں ہے فکر کیا وہ درد
١٨٦٥ بیٹا دوتا وہ راہب کا پنجم بُلا | دیا کاٹ سر اُس کا اُن کو اٹھا
بولا لعنتی سر نہیں وہ عجب | نہیں دیتا ہے راہب کہہ کا سبب
طلب کر کے فرزند ششم شتاب | دیا کاٹ کر اس کا سر در جواب
بڑے پھر وہ ملعون کیا کیا فکر | حسین کا نہ دیتا ہے سر کیوں مگر
روایت سُنی اس طرح مومناں | کہ راہب دعا مانگی حق سے وہاں
١٨٧٠ سو ہفتم بیٹے کا کاٹا وہ سر | دیا ہاتھ اُن کے دلوے حق خبر
گیا حجرہ بھیتر، دیا سر کو ڈال | بہت عاجزی سے کہا اپنا حال
کہیں یہ نہ اُن سب پہ تحقیق ہو | کہیں یہ حسین شاہ کا جملہ دو
خداوند رب الجلیل جہاں | اجابت دعا کی سو راہب کی وہاں
یہ بنی ذات ہمن سو ایماں لیا | فرزند ساتوں اپنوں کو قرباں کیا

---

[1] اصل میں: انھوں نے بہت آکے راہب پہ سختی کری

نبی کو اتیا دوست دل میں دھرو　　جگر گوشے اُن کے ذبح یوں کر دو
نبی مصطفےٰ ہیں حیات النبی　　فرزندوں کے بیچ ہو گئے وہ بھی تبھی
۱۸۹۵ یزید حسن کے دو بات دل میں ذرا　　وہ مجلس میں (پھر) سر کو باہر دھرا

پوچھا پھر عمر سے کہو کچھ ہمیں　　اہل بیت آئے ہیں سب قید میں
یزید نے کہا اہل بیتیں کہیں　　رکھو ایک محل بیچ میں سب کے تئیں
مفصل حقیقت جب ہی ہوئے گی　　خلاصی انھوں کی تب ہی ہوئے گی

روایت سنی ہے کہوں وہ عیاں　　امام جعفر صادق سے یوں ہے بیاں
۱۹۰۰ جعفر بن ابابکر نے یوں کہا　　کہ تاریخ دسویں مکے میں رہا
زیارت مکے کی جو کرتا تھا میں　　قرباں گرد اُن کے کے پھرتا تھا میں
وہ تھا برقعہ پوش ایک نوجوان　　دیکھا روتا پھرتا تھا گریہ کناں
پھرے گرد کے تھا بے شمار[۱]　　بہت سوز سیتی روئے تھا پکار　　ص ۱۶۷
دعا مانگتا تھا خدایا کریم　　نہ بخشے گا مجکو غفور الرحیم
۱۹۰۵ نبی بولا دو یہ بات سوز و ساز　　قہر سے جدا دل کا اے بے نیاز
پوچھا جا کے میں سنے کہ تو کون ہے　　تو شداد ہے یا کہ فرعون ہے
اُسی کے فضل سے ہیں امیدوار　　نہ کہہ بات ایسی تو اے نابکار
رکھیں کرم حق کے کا امید سب　　تو مایوس ہو کر کے پھرتا ہے اب

۱۔ اصل: پھرے گرد کعبے کے بے شمار زار زار؟

کبیرہ گنہ ایسا تیں کیا کیا | کہ غم غضب حق کے نے تجکو دیا
١٩١٠ گنہ پر کسی کے نہ رکھے نظر | [illegible]
بولا لعنتی یہ گنہ ہے بڑا | نہ بخشے کا ہرگز وہ مجکو خدا
بولا پھر کے جعفر گنہ تو بتا | بیاں وار سب بھید مجکو سنا
وہ پھر اُٹھ کے بولا کہوں کیا بیاں | خدا پر میرا بھید ہے سب عیاں
خطا کا میں تم سے کہوں کیا ذکر | کسی نے کیا ہو نہ ایسا قہر
١٩١٥ زمیں آسماں سیتی بھاری کیا | بیاں کر سناؤں تو سُن نیک خواہ
قدیم نوکروں بیچ تھا شاہ کے | بہت معتقد تھا اُسی ماہ کے
رکیاب دار تھا میں اُنھوں کا نذر | اُنھوں کی مہر تھی بہت مجھ اوپر
کیا ایک دن فکر میں دل ستی | گوہر شاہ عالم یہ ہے قیمتی
دیا خطرہ شیطاں نے مجکو یہی | قیمت اُس گوہر کی بہت ہے بڑی
١٩٢٠ میں بھی یہ فکر دل میں اپنے کرا | کوئی اُن کو مارے ہو مقصد مرا
غرہ چاند یہ بات دل میں دھری | بتاریخ دسویں عیاں حق کری
کافر سر کے تئیں کاٹے جب لے گئے | شہیدوں کے دھڑ سب ہی رن میں رہے
دیا مجکو شیطان نے یہ فکر | گوہر شہ حسین کے کمر بند بہتر
ازار بند کو کھول لے وو گھر | کہ بستی میں اپنی اُسے خرچ کر
١٩٢٥ بڑی ہے یہ دولت جو آوے کبھی | کسی کی نہ محتاجی بھاوے کبھی
میرے دل میں تب فکر اتنی ہوئی | ازار بند کھولیوں میں وہی
جب ہی ہاتھ رکھا کمر بند پر | لیا دھڑ نے ایک ہاتھ سے [illegible]

پیچھے ان کے آئے جو حضرت خلیل — یوسف در زیارت بمعہ اسمٰعیل

کلیجوں اوپر داغِ غم کھا رہے — بہت اشک آنکھوں میں [illegible]

آئے زار گریاں پیغمبر تمام — کنے جا کے آدم کے بولے سلام

۱۶۵۰ عیسیٰ موسیٰ آکر کے زیارت کیا — گودی میں اٹھا کر دھڑوں کو لیا

کھڑے پیچھے جبریل نے خبر کی — خاتم الانبیا آئے مرسل نبی

خبر سن کے آئے سبھی انبیا — گئے مصطفےٰ کے وہ جو پیشوا

پیغمبر سبھی آئے محمد کے سات — کیا غم و زاری اور ماتم کی بات

چاروں یاروں نے آکر زاری کیا — بہت غم انھوں نے یہ بھاری کیا

۱۶۵۵ علی کو بہت غم تھا پیارا حسین — بتاؤ نبی کس نے مارا حسین

محمد نے آکر پکارا وہیں — کہاں ہو جگر من حسینا تمہیں

ایسا قہر تم پر یہ کس نے کیا — نواسے کو دکھ میرے [illegible]

عبا سے صفا کر کے .... وہیں بات — کہو تم بیاں وار مجھ سے یہ بات

پھر ایسا سن آئے علی مرتضیٰ — پونچھے خاک دھڑ [illegible] کر کر صفا

۱۶۶۰ ہوئے زار نالاں بہت دکھ بھرے — آنسو لہو کر بہتے تھے کھڑے

سنو پھر بہشتیں حوریں وہاں آن کر — کیا گرد پردہ وے تان کر

آئیں پھر وہ ماما حوا[1] درمیاں — وہ روتیں [illegible]

آئیں پھر جو مریم بہت سوز سے — نپٹ زار و نالاں گئی روز سے

---

[1] اصل ہوا

بی بی سارہؑ[1] آکے رونے لگی | صفورؑ[2]اں کے تن میں ایک آتش لگی

۱۹۶۵ آئیں تب خدیجہ زبس روتی | وہ آنسو سیتی مکھ کے تئیں دھوتی

کہا اے نواسے تجھے کیا ہوا | نبوت کے گھر کا ہوا گل دیا

تو اب ہو کے پرخون و بے کس پڑا | کہ ظالم کے پھندے میں بے بس پڑا

محل سب نبوت کے اترے وہیں | کیا داہ دیا سب بھی لنے وہیں

اسی میں یہ اترا تخت فاطماں | سب ہی حوریں تھیں سات گریہ کناں

۱۹۷۰ ہوا نور نوراں وہ میدان سب | کیا آکے ماتم انھوں نے عجب

گریں لاش اوپر پڑے درد سے | بھری غم کی آہیں دل سرد سے

بہت عود و عنبر جلایا وہاں | معطر ہوا سب زمیں آسماں

بولیں فاطماں اے نبی مصطفےٰ | جگر گوشہ میرے یہ اتنا جفا

تیرے امتی نے ترا یا حسینؑ | زمیں در زمیں کر کھپایا حسینؑ

۱۹۷۵ خدا کے غضب سے نڈر ہو گیا | وہ غفلت دنیا کی ہے سو گیا (کیا)

شفاعت پہ تیری نظر ہے نہیں | خدا کے غضب سیتی ڈر ہے نہیں

دیکھا تھا اتنا یہ ہے کیا ظلم | یہ فرزند میروں پہ اتنا ستم

روتیں فاطمہ بھی بہ چشم اشکبار | گریں تھیں زمیں (پہ) وہ ہو بے قرار

کیا [illegible] وہاں فاطماں | وہ کوٹیں تھی چھاتی کر کر کے بیاں ص ۱۶۹

۱۔ سارہ: زوجۂ حضرت ابراہیم

۲۔ [illegible] کی بیوی۔ ایک حدیث کے مطابق [illegible]

کہ جن گیسوؤں بیچ سشانہ کیا — سو لہو میں ظالم نے غوطہ دیا

ابھی [illegible] سے ماروں عرش میں آہ — ہلا دوں گی کرسی کو فورا الٰہ

حسین بن اہل بیت ہیں سب یتیم — یہ طفلوں پہ ہے اس کے مشکل عظیم

وہ کلمہ پڑھیں ہیں وے بے یقین — بہ دل بغض و کینہ رکھیں ہیں لعین

۲۰۰ الٰہی ذرا ڈر نہ آیا اُسے — نبی کا نہ آداب بھایا اُسے

حسین ابنِ حیدر کا جد مصطفیٰ — ولد مرتضیٰ شاہِ کل انبیا

فرزندوں پہ اُن کے ہے ایسا قہر — کرا ظالموں نے رکھا کچھ نہ ڈر

نبی مصطفیٰ آئے غمگین ہو — کہیں فاطمہ کو کہ بس اب نہ رو

لیا لاش پر سے انھوں کو اٹھا — کیا دلبری[ط] ان کو چھاتی لگا

۲۰۵ کہا جانِ من اب صبر تم کرو — کہ تقدیر ازلی کو دل میں دھرو

نبی معذرت یوں بتا کرتے رہے — خدا کی رضا سر پہ دھرتے رہے

جب اُٹھے کے آدم علیہ السلام — اُٹھے انبیا ساتھ ان کے تمام

کیا معذرت بولیں خیر النساء — حشر تک یہی داغ دل پر پڑا

کیا معذرت فاطمہ کے وہاں — پونچھے آنسو آدم نے اُس درمیاں ص ۱۷۱

۲۱۰ پوچھیں فاطمہ اب کہو یا حسین — کہو بھید ہم سے وہ تحقیق عین

کہ تیرا سر کٹانے والا ظالم تھا کون — جس نے ہاتھ کاٹے نامحرم تھا کون

وہاں [illegible] اس بھید کو کھول تو — اُن قدرت سے اللہ کی بول تو

ط معنی دلجوئی

یکایک حسین نے صدا یوں کہی — حقیقت بیاں دار سینو سبھی
یزیدی شمر نے لیا کاٹ سر — رکاب دار نے کاٹے ہیں ہاتھ پھر
۲۰۱۵ میرے ہاتھ سے بہت بخشش لیا — بہت پرورش اس کو میں نے کیا
کیا بے ستر مجکو کھولا ستر — خدا کا قہر ہو دیگا اس اوپر
آدم، نوح انبیا ابراہیم بھی — کیا فاطمہ کو دلاسا تبھی
غضب حق کا ہو وے تا بال ظالماں — کیا ظلم جس نے او پر بے کساں
کہ روز جزا میں جو ہوگا حساب — جھنیں نے لیاں حشر میں [illegible]
۲۰۲۰ کہا حق کا اسرار میں نے عجب — ہوگا مجھ پہ غالب قہر سخت اب
سنا کان اپنوں سے میں نے صدا — عذاب دے گا دوزخ میں مجکو خدا
جعفر بن ابا بکر نے یوں کہا — کہ میں سن کے بھاگا گھبرا نے ہا
کیا فکر میں بھی اسی جگہ پر — غضب ہو وے حق کا نہ میرے اوپر
کہ اب آگ برسے گی اسمان سے — قبول اس کی [illegible]

۲۰۲۵ اے روشن علی قصہ کر یہ تمام — نبی پنجتن پر درود و سلام
دگر یہ روایت سن نیک داں — میں بھی سن کے بولا یہ ہندی زباں
کیا روضہ شہیداں[1] سے بھتیر ذکر — یہ نثر کیا میں نے مختصر

---

[1] روضۃ الشہدا [illegible]

کہ ایک دن یزید نے سبھی نہ تکیا — رکھے خوان زریں میں وہ جا بجا

وبھی ہاتھ اس کے میں مثلِ چھڑی — سو وہ انپر ان اوپر رکھ اہانت کری

۲۰۳۰ بولا اُس سے مغرور تھے تم ایتے — میری بیعت تم کیسے رکھتے نہ تھے

غلام ایک یزید کا کھڑا پاس تھا — وہ دینِ مسلمانی میں راسخ تھا

سُنی بات اُس نے کہا طیش کھا — ایسا بولنا تم کو ہے نہیں سزا

وہ احمد نبی کے ہیں لختِ جگر — علی فاطمہ کے ہیں نورِ نظر

تیری بیعت کیونکر یہ کرتے قبول — جنھوں سے ہے امت کو سب کچھ حصول

۲۰۳۵ مسلمان کوئی ایسا ظالم نہ ہوئے — مسلماں مت کہہ ستم گر کہوئے[۱]

نبی کے نواسے ہیں رہبر جہاں — یہ تحقیق ہیں گے امامِ زماں

سر اُن کے منگائے تو نے کاٹ کر — بے ادبی سروں سے اے موذی نہ کر[۲]

کمینے خوار تیں نے یہ اپنی نجات — کیا بیچ دوزخ کے جائے ثبات

یزید سن وصیت ہے بولا غرور — غلام کو کرو کوئی جلدی سے دور

۲۰۴۰ غلام کھینچ کر جلدی تلوار کو — چاہا ماروں اس موذی مکار کو

وہیں اُٹھ کے بھاگا محل بیچ وہ — پھٹی گھانڈ[۳] اُس کی و نکلا شکوہ

شجاعت غلام کی ہے تھا وہ خبر — دلاور بڑا تھا وہ لشکر نہ ڈر

۱؎ یائے زائدہ کے ساتھ افعال کی یہ شکلیں دوآبہ کی بولی میں عام ہیں۔

۲؎ "کی" کا مخذوف ۳؎ روشن علی کی عوامیت کا اس محاورہ کے بکثرت

استعمال سے اندازہ کیا جا سکتا ہے۔ وہ بھول جاتا ہے کہ یہ شہادت نامہ ہے۔

جواں مردی میں تھا وہ ثابت قدم — علی یا علی کر کے بولا عزم

دکھا اُس نے صف جنگ رخ اشقیا — [illegible]

۲۰۴۵ وہیں یک دگر مار تیسرا گرا — وہ چوتھے کے اوپر جو حملہ کرا

کیا اُس قلعہ بیچ میدان لال — دبے اُن کے بیچ گھوڑوں کے خلل

بچا اس ساتھ موذی وہیں مار کر — کیا قتل اُس کا اسی ٹھار پر

کتے مارے موذی وہ دوزخ گئے — کٹے زخم تن پر بھی اپنے سٹے

چڑھے محلوں اوپر یزیدی تمام — کئے تیر باراں اُو در شہر شام

۲۰۵۰ لگے زخم کاری بہا خون دھار — سو پایا جو یزداں کو صادق قرار

جواں وہ محبت ستی سر دیا — شہادت کے رتبے کو حاصل کیا

دیا حق تعالیٰ نے اس کو شرف — چلا تیر ہو وہ مرد جنت طرف

مسلمانو! تم دوستداری کرو — محبت اہل بیت دل میں دھرو

شہیدوں کا غم سب کرو اشکبار — سکونت جنت کی ہے دار القرار

۲۰۵۵ کہا ہے یہ روشن علی نے ذکر — یہ جنگ ناموں بہلوں ستی دیکھ کر

سُنی ہے روایت یہ میں نے یہ نہیں — خیالات اب کے چھپاتا نہیں

یزید کو ایک آزار[1] ظاہر ہوا — ستم درد بے طرح ظاہر ہوا

وہاں ایک تھا جراح اہل فرنگ — طلب کر بلایا اُسے بے درنگ

انے بوٹی ایک گوشت تگے[2] سے باند — ڈالی حلق میں اس کے فی الفور ناند

---

[1] اصل: نال   [2] تاگے

فرنگی صدق سے مسلماں ہوا | پڑھا کلمہ اُس نے بہ ایماں ہوا

مسلمان ہو کر رہا زار زار | لگے غم کے بھالے جو سینہ میں پار

۲۰۸۰ بولا تب فرنگی تو سُن اے یزید | ہوا قہر حق کا یہ تجھ پر شدید

کہ یہ ول کیا میں درماں ہی درد کا | مرض تجکو یہ ہے آ ہول مرد کا

کہی قوم ہم بچے عیسیٰ کے ہیں | صدق ہے بہت ان کے اوپر ہمیں

رہا خر کا عیسیٰ کے ہے ایک سُم | کرتے ہیں ہم اُس کی پرستش بہم

ہوئے چند روز اب نبی کے وصال | دیا دین اپنے قلب سے نکال

۲۰۸۵ کری سختی کیوں بر نواسے رسول | ذبح اُن کے تئیں یوں کیا [illegible]

سر دل کو دفن کر تو اے ناشناس | اہل بیت اُن کے تو کر اب خلاص

یزید نے سُنا تب غضبناک ہو | بلائے کئی لوگ بیباک ہو

کہا اس فرنگی تئیں دیو نکال | صدق [illegible]

یزید سے سُنی جب فرنگی نے بات | علم کر کے شمشیر تب اپنے ہاتھ

۲۰۹۰ یزید اُٹھ گیا محل میں ہو شتاب | بہا خون اُس جا پہ پھر مثل آب

[illegible] جس کے اوپر دی شمشیر تیز | گرایا زمیں پر کیا خون ریز

شجاعت سے اپنی کیا کارزار | جو آیا مقابل لیا اس کو مار

مارے بست اور پنج سردار اور | گرائے زمیں پر جو وہ گھوڑ گھوڑ

چڑھے موذی مجنوں پہ مارے تھے تیر | لگے زخم بھاری گرا وہ بھی ہیر

۲۰۹۵ اُس نے ایک پہر وہاں لڑائی کیا | بہت صدق سے جان حق کو دیا

فنا سے بقا جا کے ڈیرا کیا | مراتب شہادت کا حاصل کیا

دیکھو مومناں تم یہ قدرت خدا — کیا کئی ہیں اس کو کفر سے جدا

فرنگی تھا صادق حنفی اور جلی — لڑائی بولا[1] اس کی روشن علی

یزید نے کہا ایک دن عام خاص[2] — وزیر اور امیر تھے اس کے پاس

۲۱۰۰ غلام ترک طوغان تھا نوجواں — یزید کا وہ نوکر تھا خاص میاں

طوغاں کا خداوند زری دار تھا — توصوبا[3] وہ اس کا مددگار تھا

وہ تھا زم مشہور رب اوج میں — سپائی[4] وہ سالار تھا فوج میں

نبی کے وہ گھر کا جو تھا دوستدار — شہادت سنا دل سے تھا بے قرار

وہ تھا دین اسلام میں مستقیم — یہ سن کر حقیقت ہوا بس غمیم

۲۱۰۵ وہ تھا اس ملک بیچ کامل سچا — سخاوت میں مشہور عالم سچا

یزید پاس اس نے کیا آ سلام — بہ آداب منزل سے کر کے قیام

وہ تغزا تھا ایک مجلس بھیتر — یزید اس کو تھا چاہتا بیشتر

کیا قہقہہ دیکھ طوغاں کے تئیں — حقارت کری اس کی اس نے وہیں

شکایت حسین کی وہ بولا دراز — سنا ترک طوغاں نے یہ سارا راز

۲۱۱۰ طوغاں نے وہیں تیر ناوک کا چھوڑ — مارا منہ میں اس کے گیا موہنہ کو پھوڑ

تبھی نکلا وہاں سیتی باہر کے تئیں — وہ مارے تھا فی الفور تاہر کے تئیں

---

[1] ان معنوں میں فعل بونا نہ تو دکن سے مخصوص ہے اور نہ انگریزوں سے۔ قدیم اردو کا مستقل لفظ ہے۔ [2] اصل خاص عام جو یہاں از روئے قافیہ صحیح نہیں۔

[3] صوبیدار (عہدہ) [4] سپاہی

وہاں ایک حبشی بھی سردار تھا | لڑائی کے فن میں خبردار تھا
کیا حملہ اُس نے بھی طوغاں اوپر | بچا کر لیا اُس نے، روپی[1] سپر
پھر طوغان اُس کے اوپر تیز تیغ | جو مارا اگرایا وہیں بے دریغ
گئی موذی مارے وہ سر توڑ کر | گئے وہ جہنم کو مونہہ موڑ کر
۲۱۲۵ بہت خارجی مار ڈالے اونیں | کیا اسپ جولاں، گیا فوج میں
چلا فوج کے بیچ وہ شیر نر | پھریں بھاگتے سب وہ ایدھر اُدھر
گھیرا چار ہزاروں نے وہاں یک کو | بدبختوں نے نرغہ کیا نیک کو
طوغاں کا کٹا ہاتھ وہ گر پڑا | نکل فوج اُس کے سے باہر کھڑا
رہا رن میں یہ جنگ صمصام کا | گیا دن، ہوا وقت پھر شام کا
۲۱۳۰ لڑائی دونوں طرف موقوف کی | ڈیروں کی طرف سبنے پھر راہ لی
مسلماں سبھی رات شاغل رہے | نبی کو صدق اپنا ظاہر کئے
یزید لوگ اپنوں کو کہہ کر بولا | کہا دیکھو طوغاں لڑا کیا سچا
ہزار چار جو اُن ستے تنہا لڑا | گواہی ہے شجاعت جواں عمر بڑا
مارو سب طرف سے اُسے گھیر کر | ہے نہ ہمد سوار ساتھ اس کے [illegible]
۲۱۳۵ یہ شب بھی سو گزری ہوا جب فجر | یزیدیوں طبل جنگ کا ٹھوک کر
ایدھر فوج اسلام کی ہوئی تیار | شہادت پر محکم رہے دل قرار
لگی ہونے دونوں طرف ستی جنگ | کیا موذیوں کا وہ میدان تنگ

---

[1] روپنا = سامنے کرنا

جو طوغاں یزیدی پہ حملہ کرے — جسے مارے تلوار وہی گر پڑے
کتنے موذی مارے کیا خون بار — پڑی ہیبت اُس کی ڈرے نابکار
۲۱۵۰ یزید نے سُنی جنگ (کی) عیاں — بلا کر مصاحب سے پوچھا وہاں
کہ ہے ایک جواں مرد طوغان نام — یزیدی فوج ساری کرے قتل عام
کوئی جا کے مارو اب اس کے تئیں — بہت ڈھونڈ ڈالا ہے اُس نے وہیں
یزید کے امیروں میں تھا ایک گبر — [illegible]
لیا رخصت اس نے چلا وہ دلیر — مقابل ہوا اس سے طوغاں جواں
۲۱۵۵ کیے گرد حملہ طوغاں نے جب — شجاعت میں طوغاں [illegible]
یہ طوغاں نے حملہ کیا کر کے داؤ — دو پارہ ہوا وہ رہا دل میں چاؤ
اُسے قتل کر، لیا جوان دگر — یزید نے کری برج پر سے نظر
[illegible] انگشت بھر یوں کہا[۱] — دیکھا [illegible] ترک کا بیا[۲]
وزیر اپنے کے تئیں لیا دل جلا — کہا تم بھی مارو اُسے دیو جلا
۲۱۶۰ وزیر وہ شجاعت میں تھا استوار — فریب ریا میں اُٹھا نابکار
دیا پان اُس کو لیا کر سلام — کہا جاؤں ماروں گا طوغاں غلام
طوغاں نے اُسے دیکھا میداں کھڑا — جولاں اسپ کر کے مقابل اڑا
کیا حملہ اُس نے طوغاں کے اوپر — گیا ترک طوفان گھوڑا ایڈ کر
بچا کہ وہ حملہ تبھی آیا پاس — کیا وار دو نیم ہی کر دل قیاس

۱؎ [illegible] ۲؎ دل ا...

۲۱۶۵ ونتے ترک جو غاں نے حملہ بچا — کیا وار اُس پر گرایا ادبا
یزید نے کہا یارو دیکھو سبھی — تلے کی زمیں اِس نے اوپر کری
چاروں طرف سے اس کو گھیرا کرو — جو کرنا ہے تم کو سویرا کرو
یزید نے حکم لوگوں کو یہ دیا — چاروں طرف سے گھیر اُس کو لیا
ترک کی جماعت تھی نہ صد سوار — پڑی آئے صف جنگ میں زود مار
۲۱۷۰ پڑا لوہا بھاری بہت درت یار — ہوئی مار جدھر دو تیغ و کٹار
علیحدہ علیحدہ کہاں تک کہوں — زبس سات سے مارے وہ کافروں
مسلمان بائیس وہاں تھے گرے — ترک جو غاں کے بدن پر زخم بہت تھے
آیا ضعف گھوڑے سے وہ ڈہل گیا — دیا حور نے پیالہ رحمت پلا
پیا ترک پیالہ بقا آب کا — ملا مرد ثابت شہیدوں سے جا [ص ۱۸۳]
۲۱۷۵ دیکھ دینداروں ترک کا ہیا — محمد کی الفت ستی سر دیا
مسلماں جو تھے دل شکستہ ہوئے — بہت غم کے بھیتر خجستہ ہوئے
یزید اُس گھڑی اپنے دل میں ڈرا — والم غم ستی چشم آنسو بھرا
دیا پھر منادی لڑو کوئی مت — ساری فوج اپنی وزیں درست
کہا زور کوئی اب مانا[۱] نہیں — مجھے وِن[۲] کا افسوس آنا نہیں
۲۱۸۰ بعضنے لوگوں اس کو کہے تب غرض — کہیں دوستداری سے ہم سن غرض
قدم تیرا تجھ ستی ہو دیوں شہید — فکر اُس کی تو نے نہ کچھ کی یزید

---

۱ معنی کا املا ۲ اُن

یہ طوغان جو تھا وہ بھی رنج سے لڑا — سر اوپر اُس نے سر تصدق کرا

طوغاں ترک نے جنگ بھاری کیا — تری فوج ساری کو عاری کیا

مسلماں کوئی رنج پہ تمانہ کرے — اہل بیت کو دیکھ مارے مرے

۲۱۸۵ ایسے اہل بیتوں کو کر اب خلاص — فساد اپنے رکھنا نہ لازم ہے پاس

ازاں بعد اے دوستو یہ سناں — سکینہ[۵۱] نے یہ خواب دیکھا [illegible]

حسین شاہ کو تھی وہ دختر عزیز — برس سات کی عمر پر باتمیز

دیکھا خواب اُس نے یہ شب اس قدر — جدا دھڑ سے سر باپ کا ہے قہر

اٹھی نیند سے جاگ با اضطراب — وہ حیران سرسان ہو دل کباب

۲۱۹۰ ہوئی گریہ زاری سے وہ بے قرار — اہل (بیت) سن کر ہوئے زار زار

یزید یہ جو سنتا رہا محل میں — سنا شور و غوغا بھرا جہل میں

کسی نے کہا تب وہ سارا بیاں — سکینہ نے دیکھا ہے کہیں بابا جان

پڑا سر جدا دھڑ سے اُس کو نظر — اٹھی ہے گی لڑکی یہ روتی مگر

بہت روتی روتی ہوئی بے قرار — لگا کہنے تب وہ کہیں نا بکار

۲۱۹۵ اُدی لاؤ اُس کو یہاں تک بڑا — کروں دلبری اُس کو چھاتی لگا

بہت لوگ وڑے یہ گفتہ شنید — کہ لڑکی کو بلواتا ہے یزید

کیا خبر لوگوں نے یہ جائے کر — ل بیت روتے ہیں سب کہا کر

گبر سخت ظالم نے بلوایا ہے — سو کیا فکر اُس کے یہ دل آیا ہے

---

۵۱ بعض جگہ تلفظ ہائے مختفی سے لکھا گیا ہے جو عوامی تلفظ کے قریب ہے۔

زینب تب یہ دلیں حیراں تھیں با ساتھ　　دیکھوں دل میں اُس کے جو ہے نیت
۲۲۰۰ زین العابدین اور سکینہ چلے　　یزید سیتی جا کر محل میں ملے
بلا پاس اپنے بٹھائے اسیر　　پوچھا فکر سے لڑکی کیوں ہے زہیر
کہا تب سکینہ نے اس کے تئیں　　کہ ایک خواب دیکھا ہے میں نے یوں ہیں
مرے باپ کا کر کے دھڑ سے سر جدا　　مرے آگے رکھا یہ مکر و ریا
کہا لڑکی کیا خواب کا اعتبار　　جاؤ کھول دل ہے نہ ہو بے قرار
۲۲۰۵ پھر بولا جو ہونی تھی وہ تو ہوئی　　میں اب شیرنی منگواتا ہوں کھاؤ نی
وہ بھوکی تھی لڑکی کئی روز سے　　وہ تھی غم میں مائل نپٹ سوز سے
ہوئی لڑکی خاموش یہ سن کے بات　　کہا دیکھیں شیرنی ہے یا ہے یہ گھات
سنو دیندار یہ اول کیا کیا　　طبق ایک زریں منگا کر لیا
پھر اس طشت میں ابن حیدر کا سر　　رکھا اس پہ سرپوش ایک ڈھانک کر
۲۲۱۰ طبق وہ اٹھا کر کے آگے دھرا　　کہا شیرنی ہے یہ سب کچھ بھرا
کھولا لڑکی نے جب ہی سرپوش سے　　دیکھا باپ کا سر گئی ہوش سے
وہ سر باپ کا دیکھ رونے لگی　　جو آنسو ستی مونہہ کو دھونے لگی
بھری سوز دل سے جو اُس نے ایک آہ　　گیا جی نکل اُس کا بھر کے آہ دل
اسی وقت کر جان اپنی فدا　　کیا ڈیرا جا کر بہ دار البقا
۲۲۱۵ کہا تب یہ زینب نے سن اے لعین　　پوچھا کیا تیں نے اپنا کھویا ہے دین
نبی کے فرزندوں کو لڑائے ہے　　خدا کا بھی ڈر کچھ تجھے آوے ہے
ہے آیات حق کی نبی کی حدیث　　جلے گا جہنم میں ظالم خبیث

نہیں تجھ سا ظالم کوئی سخت تر　　تری نظر میں سب یہ رستا قہر

اتنی سختی کرتا ہے تو آل پر　　ابھی دھوکے دیتا ہے اس حال پر

۲۲۲۰ مسلماں وہی ہے جسے درد ہے　　[illegible]

تیرے دل میں نہیں کچھ درد کا اثر　　کیا قہر اذیت تو نے آل پر

ہوا ہے یہ قرآن میں بھی نزول　　[illegible] عظیم ہے جہنم [illegible]

نہ کر سلطنت پر تو اتنا غرور　　عذابوں میں تو ہووےگا چور چور

یہ دولت ہے فانی نہ کر تو گماں　　وفادار اس کو تو ہرگز نہ جان

۲۲۲۵ اجر کا دن آکر خدا سے پڑے　　سوا اس وقت کل میں تو کیا کرے

اطفال کو تو نے کیوں یہ دھوکا[ل] دیا　　کہ [illegible] میں تیں نے [illegible]

زینب نے اتنی بات اس کو کہی　　یزید ہوگیا تب خجل اس گھڑی

خجالت ستی سر کو نیچا کیا　　پشیماں ہو کر کہے بے وفا

کہا جو کرے سو کرے وو خدا　　ندامت دیا حق نے مجھ کو سدا

۲۲۳۰ کیا سخت زینب نے وہاں گفتگو　　پھرا طرف زین العابد کے وو

اگر دشمنی میری دل میں دھرے　　اگر زور پاوے جدا سر کرے

بولی پھر کے زینب تو سن اے یزید　　خدا کی ہے لعنت سو تجھ پر مدید

مارے آل احمد شکم نہیں بھرا　　تو ہے بد نہاد اس طفل پر [illegible]

نبی کے اہل بیت قیدی کرے　　مارے پیاس کے کیتے ان میں مرے

ل : دھوکا (تقطیع درست)

۲۲۳۵ جگر پارہ اُن کے ذبح سب کیے   عذابوں پہ حق کے نہم نئیں سبب

...... ہر ایک فعل سے   تکبر نہ کر تو اب اس جہل سے

سبھوں کے اوپر آ رہا ہے حشر   پوچھیں ذرہ ذرہ سے اُس وقت پر

ہے ہونا حشر کو ہے سب کا حساب   خدا مصطفےٰ کو ہے دینا جواب

جسے حق تعالیٰ ہدایت کرے   امر حق تعالیٰ کو دل میں دھرے

۲۲۴۰ بارے کچھ ڈرا دل میں یہ بات سُن   پشیمان دل میں ہوا اہلِ فن

جسے حق تعالیٰ نے ناری کیا   اُسے ظلم کا بوجھ ساری دیا

یزید بات بولا بہ شرمندگی   عیاں تھی خجالت، نہاں خندگی

ارادہ میں حق کے یہ تقدیر تھی   طبیعت مری گرچہ دلگیر تھی

کہا تھا جو لوگوں کے تئیں اس وقت   حسین شاہ کو جیتا لاؤ سب مجھے

۲۲۴۵ کیا سو نہ لوگوں نے وہاں جنگ کے زور   کیا قتل ان کو کرن کیا میں غور

ہوا ہول خدا سے تب میں منفعل   پشیمانی میں غرق ہوں بے بدل

کتاب درِ مجالس[1] میں تھا یوں بیان   سو روشن علی بولا ہندی زبان

یزید کے مصاحبوں نے کیا عرض آ   حقیقت مفصل جو سمجھا بوجھا

ہے انعام تمہارا سبھی انتظام   کیا قتل دشمن کا بیٹا تمام

۱۔ اصل: "درے مجالس" روشن علی کا ایک اہم مآخذ؛ لیکن شعر کے اندر "درِ مجالس" سمجھ میں نہیں آتا۔

۲۲۶۵ یزید کا بیٹا اُن سے بولا تبھی — سنو یا امام! تم یہ آواز بھی

پدر کا ہے رتبہ ہمارے بڑا — کہ نوبت یہ بجتی ہے کیا خوشنما

خلق اور مخلوق پر ہے عیاں — کہ آواز سنتا ہے سارا جہاں[لہ]

تم بھی جو ہو کا اپنے بولو ذکر — مراتب سے اُن کے مجھے دو خبر

زین العابدین نے کہا وار کر — بتاؤں (میں) رتبہ عیاں دار کر

۲۲۷۰ سنو مومناں قدرت ماکرات — ہوا ایک جگہ ظاہر میں یہ معجزات

موذن اُسی وقت بولا اذاں — بولا بہت الحان سے وہ عیاں

یزید کے پسر کہیں امامِ زماں[لہ] — کہ سن لے یہ آواز از صدق جاں

ہمارے پدر کی ہے نوبت یہی — نبی مرسلیں کی ہے وحدت یہی

تمھارے پدر کی (ہے) نوبت فنا — ہمارے نبی کی ہے وحدت بقا

۲۲۷۵ یہ تبذ کا ہمارے ہے سکہ کھدا — رہے تا قیامت یہ قائم سدا[ٹہ]

یزید کا پسر جاہا دوں میں جواب — یزید نے کیا اُس کو منع شتاب

دیکھا اپنے لڑکے کو غصے میں بھر — کہا رد و کد سخت ان سے نہ کر

بارے حق سے گمراہ قائل کیا — خجالت سے نہی اس کو مائل کیا

زین العابدین کو بٹھا کر وہ پاس — لگا عذر کرنے کو نا حق شناس

۲۲۸۰ حسین شاہ کے تم جو ہو گے پسر — نبی اور علی کے ہو لختِ جگر

جو کچھ یہ ہوا ہے سو تقدیر سے — فہم مت کرو (و) میری تدبیر سے

لہ اصل: منعرش، جو خارج از وزن ہے یوں ہے: ع۔ یزید کے پسر سے تبا کہیں اوزنا؟

ٹہ اصل: سدا

نبی کے نواسے ہو دو حکم اب — کروں اب میں [illegible]

زین العابدین نے کہا یہ سخن — جو میں بولیا ہوں اس دل ست

اہل بیت پر اتنی سختی کرے — سبھی آل ہو بھوکی پیاسی مرے

٢٢٨٥ ترے حکم سیتی ہے ایسا کیا — جبر ظلم اتنا تجھی سے ہوا

وو باقی لوگوں کو تو کر اب خلاص — نہ ہو سبجھ اوپر یہ ظلم و قصاص

اول خونی ہمارے تو دے پکڑ کر — کریں گے ہم ان کو [illegible]

سواری اہل بیت کو خرچ دے — پہنچے جا مدینہ احمد [illegible] کا

شہیداں کے سر ہم کو دے اب منگا — کریں کربلا میں [illegible] دفن جا

٢٢٩٠ نہ ہم کو خلافت سے کچھ ہے گا کام — [illegible] دائم

چہارم کہوں تج کو سن لے یہ سب — پڑھوں گا میں خطبہ جمعہ کا عجب

چاروں بات بولے جو زین العبا — وہ ملعون بولا کہا مرحبا

شمر اور [illegible] کو کیا طلب — حسین کو قتل کس نے کیا کہہ تو اب

لعیں اٹھ کے بولا مجھے نہیں خبر — کیا قتل کس نے اتارا ہے سر

٢٢٩٥ وو لشکر سبھی اس کا منکر ہوا — کہ ہم نہیں [illegible]

نظر سیتی ہم نے وہ دیکھیا نہیں — کہ کس طرح پہنچا شہادت کے تئیں حق ١٩٢

یزید نے کہا خوب اس بات پر — کرو شرع موجب قتل یک دگر

لگے کہنے اس کو یہ زین العبا — نہ جائز ہے ہم کو یہ کرنا ادا

باقی تین باتوں کے قائل ہوا — پھر رخصت ہوئے وہاں سے زین العبا

٢٣٠٠ آیا دوسرے دن جمعہ کا وہ روز — عبادت کا دن تھا مشرف فروز

ہوا ظہر کا وقت جس دم تعید ۔۔۔ نماز پڑھنے مسجد کو آیا یزید

تبھی جا کے مسجد میں شاہ جہاں ۔۔۔ پڑھیں سنتیں باہمہ مومناں

سنت پڑھ کے فارغ ہو منبر چڑھا ۔۔۔ بہت سوز الحاں سے خطبہ پڑھا

اول بولا توحید ایزد سبحاں ۔۔۔ کہ صدقت کریے اس کی سارا جہاں

۲۰۵ وُہ خالق خلق کا ہے حیّ وُدود ۔۔۔ کیا کُن کے کہنے میں سب کا وجود

پیچھے نعت حضرت محمد کی کی ۔۔۔ کہ جس شان میں آئی لولاک تھی

کہا پھر بہ حق بنی فاطمہ ۔۔۔ کہ بر قول ایماں کنی خاتمہ

نبی مرسلیں ختم پیغمبراں ۔۔۔ بروز حشر ہو دیں رب کی اماں

پھر اتنے میں بولے کوفہ کا ذکر ۔۔۔ علی کی شہادت کہی سر بسر

۲۲۱۰ پیچھے سب مصیبت کا بولے بیاں ۔۔۔ حسن کی شہادت زہر سے [illegible]

ذکر کربلا کا بھی غم و غضب ۔۔۔ سُنا مومناں [illegible] سننے لگے رو سب

کسی نے یزید کو اشارہ کیا ۔۔۔ کہ سنکر ہمارا یہ [illegible] کیا

یزید نے غم کو دو دیکھا تبھی ۔۔۔ گھبرا ہو کے بولا [illegible]

کیا خطبہ موقوف اس فندر سے ۔۔۔ وہم ہو گیا کلمہ [illegible]

۲۲۱۵ لگے پڑھنے پھر سب وہ مردم نماز ۔۔۔ ادا کر چکے سب وہ حق کا [illegible]

یزید گھر گیا کر سلامٌ علیک ۔۔۔ امام اور خلق نکلے سب ایک [illegible]

یزید نے کیا فکر یوں دل قیام ۔۔۔ مدینہ میں بھیجوا دوں ان کو تمام

وہ دن رات گذرا ہوا جب فجر ۔۔۔ آیا گھر ت باہر بدل کر [illegible]

[illegible] بالائے دہ زمین [illegible] ۔۔۔ پشیمان ہو کر دلاسا دیا

۲۲۲۰ خرچ اور سواری موافق قدر — مدینہ کو جاؤ تم اب کوچ کر
شہیدوں کے سر سب انھوں کو دیے — خجالت ستی وہ رخصت کیے
امامِ زماں تب چلے کوچ کر — گئی راہ میں جب فرات آب پر
دیکھے دھڑ شہیدوں کے ہیں گرے پڑے — زینب دیکھتے ہی بھر آنسو بھرے
سُنا بعضے اوراقوں سے یوں ذکر — پہنچے روز چہلم (وہ) اس جگہ پر
۲۲۲۱ وہ دھڑ سر ملا کر کیے سب دفن — پڑے تھے وہاں بے جنبے نا کفن
خدا کی رضا پر کیا تب صبر — کہ تقدیر ازلی میں تھا اس قدر
زین العابدین غم میں (ہو) بے قرار — بہیں آنسو آنکھوں میں جوں اشکبار
اہلِ بیت روتے تھے پکر کر بیاں — وہ غمگین ہوئے سب زمیں آسماں
مخالف کے روتے تھے سب زار زار — چھتر سایہ کھویا ہمارا ......
۲۲۲۲ عجب غم ہوا تھا وہ در کربلا — پہاڑوں ستی نیر تھا بہ چلا
پرندہ جنگل کا ہر ایک روئے تھا — رکت آنسوؤں سے بدن دھوئے تھا
کرے شاہزادے نے کتنے مقام — کیا سوز بھاری سے ماتم امام
سُنا قصہ اوروں ستی اس قدر — یہ لازم ہے رنج کو کہوں سر بسر
زین العابدین، اہلِ بیتاں تمام — رہے قید میں بہت مدت بہ شام
۲۲۲۳ محمد حنیفہ نے فتح جب کیا — یزید کو قتل کرکے اُن کو لیا
خلاصی ہوئی اُن کی اس وقت پر — علمِ غیب سے سب گئی حق کو خبر
لیکن روضۃ الشہدا میں تھا اس طرح — بہ موجب اسی کے میں بولا شرح

---

(۱) ملا حسین واعظ کاشفی کی تصنیف: روضۃ الشہدا۔ روشن علی کی مثنوی کا یہ اہم ماخذ

۲۳۵۵ کتابوں میں دیکھا سُنا جو اتھا — کہا ہے بیاں وار با نقل آخرے

اصل سے نقل کر کے بولا بیاں — تفاوت ہے اس کا خدا پر عیاں

نہ اس غم کا ہے انتہا ابتدا — سنا تھا جو میں نظم ہندی لکھا

جو کوئی پڑھے گا اسے دل صدق — دُیا وے کہ جنت سکونت بہ حق

کرو سوز غم اب تم مومناں — بھرو آنسو آنکھیں یہ سن کر بیاں

۲۳۶۰ سبھی عیش و عشرت کے تئیں کر دیو دُو — یہ دس روز کو غم کرو تم ضرور

بہت عود و عنبر کی دھونی کرو — اماموں کا غم یہ دل میں دھرو

الٰہی ترے دوستوں کا ذکر — بولا ہے ہندی کے روشن خبر[1]

مرادِ نوشتندہ را کن قبول — ز خطرات دنیا نہ باشد ملول

کریما تری بخشش ہے سب میں عام — پڑھیں قصہ دنیا میں سب نیک نام

۲۳۶۵ فہم میں کسی کے جو سکتہ پڑے — تو اپنے علم سے وہ غفو کرے

آگے فارسی اور عربی زباں — کہا ہے گا سب نے یہ غم کا بیاں[2]

نہ کچھ علم سے ہو نہ کچھ فہم سے — ایماں ہوا حاصل دلِ رحم سے

جتے انبیا آئے دنیا بتر — ہوئی سختی اُن پر نپٹ سخت تر

ولے کربلا میں ایتا دُکھ پڑا — نہ اس طرح کا دُکھ کسی نے بھرا

۲۳۷۰ بلا، محنتیں اور سختی تمام — سہیں کربلا میں بحضرت امام

۱و۲۔ روشن علی کے مطابق اردو میں شہادت نامہ سب سے پہلے اس نے نظم کیا ہے۔ اسے دکنی اردو کے ذخیرہ کا علم نہ تھا۔ تاہم شمالی ہند کے بارے میں اس کا دعویٰ صحت سے قریں معلوم ہوتا ہے۔

غرب تشنگی سے ہوئے تھے شہید ‏ قرار میں ہے لعنت برائے یزید

مرے پیاسے سب اہل بیتاں طفل ‏ نہ درماں تھا اس درد کا جز اجل

بلا کربلا میں ہوئی تھی نزول ‏ کہ ہو زد طبق غم سے تھے سب ملول

اے روشن علی جنگ اتمام کر ‏ وہ احوال سب کہہ چکا سر بسر

۲۲۷۵ شروع کر نیا یہاں ستی قصہ لطیف ‏ علی کے پسر تھے محمد حنیف

. . . . . . وہ شہنشاہ تھے ‏ کہ حضرت علی کے وہ دل خواہ تھے بیں

مدت ایک مدینہ میں گزران کر ‏ کیا تب یہ زین العبا نے فکر

کہا بعضے لوگوں نے شاہا سجل! ‏ اگر زندگی چاہتا یا [illegible]

کہ دشمن تمھارا ہے ظالم یزید ‏ بغض اور کینہ وہ تم سے مزید

۲۲۸۰ نظر میں برستا ہے اس کے قہر ‏ بجز ظلم رکھتا نہیں کچھ [illegible]

جس سے تم مدینہ کے تئیں چھوڑ دو ‏ چچا کی طرف دل سے اب رادلو

یہی مصلحت ان کو سب نے دیا ‏ انھوں نے بھی یہ دل میں قیام کیا

اہل بیت سے جاکے پوچھی یہ بات ‏ یزید ہے گا ظالم رکھے ہم سے گھات

اگر امر ہووے یہاں سے ٹلوں ‏ محمد حنیف سیتی جاکے ملوں

۲۲۸۵ کہ قتل اس نے حسن اور حسین ‏ سو ہم کو نہ دیویگا ہرگز وہ چین

یہ تھا دبدبہ ان کا سب خلق میں ‏ رفیق اور بھائی تھے سب [illegible] میں

کہ تھا بات بیچ ان سے سارا جہاں ‏ شہادت کو پہنچے نہ پائی اماں

یہ تقدیر ازلی نے سب کچھ کرا ‏ ولے وہم بھاری یہ [illegible]

بولیں اہل بیتاں اے زین العبا — ترا حق نگہبان سب ٹھانو پا

۲۳۹۰ ارادت خدا کی سو لاؤ بجا — سونپا تم کو با حق، با حق دیا

[illegible]

اہل بیت غمگین و ہراساں ہو — کیا ان کو رخصت و حیراں ہو

بعضوں کی روایت زین العابدین — چلے کوچ کر وہاں سے بادل حزیں

حسن مجتبیٰ کے جو فرزند کو — چھوڑا اہل بیتوں سنے دلبند کو

۲۳۹۵ مدینے کو چھوڑا تو باہر ہوئے — کسی پر نہ یہ بھید ظاہر ہوئے

کہتے لوگ اس نے لئے ساتھ میں — چلے کوچ کر وہاں ستی رات میں

[illegible]

میرے دل میں ہووے نگر یوں الٰہ — بہت اور مرموزی کی اس کو نگاہ

کیا کوچ در کوچ وہ پر ہنر — باندھا کام پر اس کے حکم کمر

۲۴۰۰ منزل اور منزل وہ راہی ہو گئے — مقام اس نے رستہ میں کوئی نہ کئے

پہنچا شاہزادہ وہ طے کر کے راہ — لگا راہ میں اس کے تئیں ایک ماہ

کہ اینادو تھا نام اس شہر کا — محمد حنیف اس اوپر شاہ تھا

کیا جا کے داخل شہر بیچ تب — کیا پھر ادا اس نے شکرانہ رب

درخت ایک نیچے اوترا ایک گھڑی — طلب کر زمیں دار باتیں کری

۲۴۰۵ پوچھے شاہزادہ زمیں دار کو — کہے ناگہیں کون اس دیار کو

۱؎ پہلا مصرع: بہت اور موزی کی ہے اس کو نگاہ ۲؎ "لگی" پڑھیے ۳؎ محمد حنیفہ

کیا عرض لوگوں نے محمد حنیف — کہ فرزند حیدر علی کے شریف

خلق (اور) رعیت کا ہے گا امام — وہ صاحب ہے انصاف عادل تمام

فرمایا کہ اُن کو خبر جا کرو — کریں ہم قدم بوسی اُن کی برو

کئی لوگ محرم خبر کی وہاں — کہ آیا مدینہ ستی ایک جوان

۲۴۱۰ دیا خوش بشارت تھے کر کے سلام — حقیقت بیاں وار بولا تمام

مدینہ سے آیا ہے اک نوجوان — مثل چاند سورج کے صورت عیاں

طلوع جیسے مشرق سے ہو آفتاب — دیا رات کالی میں ہو ماہتاب

عجائب چمکتا ہے اس پر یک نور — نہیں اِس مُلک کے وہ آئے ضرور

سُنا جب مدینہ کا اس شاہ نام — اُسی وقت باہر ہوئے کر سلام

۲۴۱۵ زین العابدین جا قدم پر گرے — وہ تھے غم میں ہرساں، دکھ میں بھرے

لیا شاہ نے اُن کو سینہ لگا — پوچھی بات ساری کہو سب سنا

کہ تم کون ہو اور کس کے پسر — کرو جدا اپنے سے مجھ کو خبر

ص ۲۰۱

کیا شاہزادے نے جھک کر سلام — ازاں بعد بولا حقیقت تمام

حسین شاہ مظلوم کا میں پسر — حسن میرا تایا ہے صاحب قدر

۲۴۲۰ وہی مصطفیٰ [illegible] النبی — نواسا ہوں اُن کا میں ایشاد بھی

علی شاہ شاہاں میں ان کا جگر — شفیع امتاں فاطمہ کا پسر

[illegible] — کہا مصطفیٰ نے ہے زین العبا

سُنا جب یہ سارا ہوا بے قرار — اٹھی آگ غم کی بہت پُر شرار

کہا اے بھتیجے سبب کیا پڑا — قدم کس طرح تم نے [illegible] دھرا

۲۴۲۵ میرے بھائیوں کی خبر سب سُنا — حقیقت بیاں وار تج کو سُنا[1]

حسن کا کہو حال ابن حسین — کہو بھید سارا جو ہو دل کو چین

ہوا کس جگہ اور کس طور سے — یہاں تک تم آئے ہو کس جور سے

ایسا سخت ظالم کہو کون تھا — کہ جس نے تم اوپر قہر یہ کیا

زین العابدیں نے کہا اے چچا — گئے قتل بالکل نہ کوئی بچا

۲۴۳۰ وہ دشمن ہمارا ہے ظالم یزید — کری اُن نے سختی یہ ہم پر شدید

ملازم و فوجیں بھتیری کہاں — جو تم سن رنج سے ہو کے آئے یہاں

...... ایک کتنی ...... کھلا — دیا شہ حسن کو موے وہ فنا [illegible]

پدر کو ہمارے فند سیتی گُبا — کیا کربلا میں انھوں نے دغا

اتی سختی اُن نے ہم اوپر کری — شہید ہو گئے سب بچا نیں کوئی

۲۴۳۵ رکھا دور پانی کیا ہم کو تنگ — ہمیں کر کے مظلوم ٹھیرائی جنگ

برادر، بھتیجے، ملازم تمام — سبھی کربلا میں ہوئے قتل عام

حسین شاہ کو کر چکے جب شہید — کیا سر مبارک وہ دھڑ سے برید

لوٹا بعد خیمہ ہمارا تمام — کیا اہل بیتوں کو دربند دام

یہ طفلاں پھریں سارے آنسو لئے — شہید کی نسل میں رہا نیں کہوئے[2]

۲۴۴۰ امت سب نبی کی ہے ہم سے پھری — ہماری رفاقت کسی نے کری

نہ کوئی رہا ہے ہمارا رفیق — ہوئے کل دشمن، نہ کوئی شفیق

---

۱ قافیہ ندارد ۲ کوئی کا تلفظ

بجز ذات ایزد نہیں دوست غیر ‏ ملک جانی دشمن ہوئے ہم سے بیر

کیا سارے لوگوں نے نا اتفاق ‏ سبھی موذی ہم سے ہیں رکھتے نفاق

سو میں اُس سے اب ہوا ہوں خلاص ‏ خبر کرنے آیا ہوں میں آپ پاس

۲۳۴۵ بڑا خوف ہے اس کا میرے تئیں ‏ میں چھپتا ہوا آیا اے شاہِ دیں

محمد حنیف نے سنا جب ذکر ‏ کیا واہ ویلا ہے چشم (بھر) خوں[۲]

شہادت سُنا بھائیوں کی دلیر ‏ ہوئے غم کی زنجیر میں وہ اسیر

دیا پھینک دستار سر کو اتار ‏ زمیں پر گرے غم سے کھائی پچھاڑ

یکا یک محل میں ہوا شور و شر ‏ ہوا غلغلہ غم سے سوزاں جگر

۲۳۵۰ سبھی شہر میں اس کا ماتم پڑا ‏ گھرا گھر یہی غم الم میں بھرا

بہتر اور باہر خورد و کلاں ‏ شہیدوں کے غم سے ہوئے نیم جاں

کریں واہ ویلا سبھی خاص و عام ‏ ملک بیچ ماتم یہ پھیلا تمام

دیکھا شہ کو لوگوں نے غم سے نڈھال ‏ کہا کیا الٰہی ہوا کیا زوال

امیروں وزیروں کیا آ سلام ‏ کہ اے شاہ بیٹھو بہ مسند قیام

۲۳۵۵ جو کچھ ہونا تھا وہ تو پھرنا نہیں ‏ اجل کے پیالے سے ڈرنا نہیں

حقیقت سنی ہم کو معلوم کرو ‏ فکر اور تدبیر تم کیا کرو

جو ہووے امر ہم کو سو ہم کریں ‏ بتاؤ وہ دشمن جو ماریں مریں

ہمیں دیو فرماں تم اے شاہِ دیں ‏ الم غم سے کچھ تم کو حاصل نہیں

---

[۲] یہاں "ر" اور "ڑ" [illegible]

جبہ ہووے امر اس خداوند سے — کروں قتل اس کو بڑے فند سے
او نے مصطفےٰ پر نظر نئیں کری — نہ دل میں شرم فاطمہ کی دھری
اہل بیت کو اس نے قیدی کیا — جفا ظلم طفلوں پہ ناحق کیا
بھائی میرے مارے ہیں کر کے جبر — میں بھی اس کو ماروں تو ہو دل صبر
۲۴۸۰ یزید اس کو ماروں مٹے یہ خلل — رفیقوں کو اس کے کروں سب قتل
لیوؤں چھین اس سے ملک دے دام — بٹھاؤں تجھے چل کے در شہر شام
کہ اس نے (دیے) تم پر جو سختی کری — فکر اس کی ہم کو ہے اب آ پڑی
بلا کر وزیروں کو شہ نے لیا — کہا ہم نے جنگ کا ارادہ کیا[۵۵]
اسی وقت سے بس جنگل میں پڑو — میرا ڈیرا اسباب باہر کرو
۲۴۸۵ طلب شہ نے منشی کو کر کر شتاب — سو آ منشی پہنچا بہت اضطراب
کہا پھر یہ اس کو تبھی شاہ نے — لکھو نامہ تم جہاں[۵۶] کو کہتا ہوں میں
اول نامہ لکھ ...... علی — دویم لکھ یہ نامہ دیا بہ طالب علی[۵۷]
لکھوں میں حقیقت لکھے اس لمحا — بھائی میرے جس وقت دیکھو یہ خط
روٹی کھانا تم پر وہاں ہے حرام — آؤ کوچ در کوچ مت کر قیام
۲۴۹۰ اسے دیکھ کر چھوڑ دینا وہ کام — جو پہنچو مدینہ خوشی ہے تمام
علی مرتضیٰ آگے ہم آئے تھے — برادر ہمارے سبھی (رن ڈھے)

---

۵۵ اصل: ع کہا ہم نے جنگ کا ہے ارادہ کیا ۵۶ "جہاں" پڑھئے
۵۷ پڑھئے ع دویم لکھ یہ نامہ بہ طالب علی

یزید نے دیکھو اب کیا کیا قہر　　اماموں مارے نہ آئی لہر

اہل بیت طفلوں کو مارے پیاس　　نہ کچھ رحم پھر بھی کیا دل [illegible]

اودھر سیتی تم آؤ جلدی چلے　　اور ایدھر ستی ہم بھی [illegible]

۲۹۰۱ جو کچھ تم کہو گے کروں گا بہ دل　　کریں مصلحت جنگ کا بھائی مل

یزید اب پھرا دین اسلام سے　　قتل اس کو کر دو شتاب [illegible]

یہ تھوڑا سا مضمون بسیار ہاں　　دونوں بھائی بھیجو مدینہ میں آن

فرمایا لکھو خط اب [illegible] گر　　بیاں وار کر کے حقیقت [illegible]

موسیٰ خافقی[۲] اشتر ابراہیم[۳] بھی　　جو بھیجیگا تم پاس نامہ [illegible]

۲۹۰۵ سبھی لوگوں اپنوں کو لے کر کے سات　　مدینہ کو بھیجو تو ہے خوب بات

نہ ہووے یہ ہم سیتی ایک دم کی ڈھیل[۱]　　بڑا کام ہے مجھ پہ بھاری ......

ہمیں بھی مدینہ میں پہچانے تماں　　وہاں مل کے ایک جا کریں گے بیاں

منشی نامہ لکھ کر کئے پیشوا　　و لیے قاصدوں کو وہ جلدی چلا

امیر نے بلائے پھر زین العبا　　چھوڑی فوج واں ساتھ میں [illegible]

۲۹۱۰ کہا فوج لشکر کو تم ساتھ لے　　پیچھیں آویں گے ہم اب کو ہمراہ لے

مگر مصلحت ان کے تئیں سب سنا　　وہ تدبیر جتنی تھی دی سب بتا

کرو ضبط سب ملک کو تم بزور　　مناسب ہے کرنا ...... تم کو غور

نہ مانے اگر اس کو دینا سزا　　غریبوں پہ کرنا رعایت ذرا

۱؎ قافیہ ندارد　۲؎ شیعان علی میں سے ایک　۳؎ ابراہیم بن مالک الاشتر

بہر سرکشی را نہ آزار ہو | رضا میرزا اس میں ہے بسیار ہو

۲۹۱۵ فتح ہوگی میری تب ہی میں لڑوں | کہ دشمن ہیں جتنے قتل سب کروں

امیر نے لئے ساتھ ستر ہزار | ولے پہلوان، جنگ آزمان کار

جھنڈی فوج پیچھے چلے کوچ کر | کیا شاہ تدبیر حق بوجھ کر

چلا چل کرے شاد راہی ہوئے | ساری منزلیں یک بیک طے کئے

مدینہ میں پہنچے امیر آن کر | ملی خلق وہاں کی یہ پہچان کر

۲۹۲۰ ہوئی خلق وہاں کی بہت دل سے شاد | علی مرتضیٰ کی جو دیکھی اولاد

روضہ مصطفےٰ کا پڑا جب نظر | ہوئے پاؤں پیادہ گھوڑے سے اتر

۲۰۸

محمد حنیف نے زیارت کیا | صدق سیتی پھر کر تصدق ہوا

گئے پھر مراقبہ میں مسجود ہو | سنائی حقیقت نبی پاک کو

کہ اب قصد میرا ہوا جنگ کا | اگر حکم ہووے تو جاؤں اگا

۲۹۲۵ اندیشہ ستی میرا سینہ ہے چاک | مرے بھائی اس نے کئے سب ہلاک

اہل بیت پر ظلم اس نے کیا | موئے طفل پیاسے نہ پانی دیا

تمہاری شناعت ستی وہ پھرا | خدا کے غضب سے نہ موذی ڈرا

میں اللہ کی کھا کے آیا قسم | یزیدوں کو ماروں دھوؤں یہ غم

گھوڑا خون میں پیرے تو بس کروں | وگر موت میری بھی ہے لڑ مروں

۲۹۳۰ کیا عرض خود حال پیش رسول | جو کچھ امر ہووے کروں میں قبول

انھیں مصطفےٰ نے بشارت دیا | کہ تحقیق موذی ہے وہ بے حیا

زیاد کو ہے اس نے بہت آل کو | رکھا قید ناحق ملک مال کو

میری آل کو دکھ وہ دیتا رہا — مثل خار آنکھوں میں چبھتا رہا

امامین از پے مسلم بحق خدا — [illegible]

۲۹۳۵ ولے ترک آداب اس نے کیا — اہل بیت کو دکھ جو اس نے دیا

سزا دو اسے تم ز امر الٰہ — خدا تم کو رکھے گا در خود پناہ

ظلم کے اوپر اس نے باندھا کمر — رکھو اس کی تنبیہ دل میں فکر

کسی طور سیتی نہ ہمت کرو — فتح ہے تمھاری بصدق دل دھرو

سُنی جب بشارت ہوئے شاد دل — ہوا دل جمعیت جو پایا نشان

۲۹۴۰ ہوئے شاد جب مرا ہٹایا امیر — علیؑ اہل بیتوں میں خوش دل دلیر

عجائب خیالات اُن کے سنو — تفرج زمانے کا ہے نو بہ نو

قضا اور غدر جس کو ہو مرا زبر — عدو اس کے فوراً ہوں زیر و زبر

عتبہ بن ولید[۱] نے بھیجا ایک جوان — کیا عرض اس نے سنو وہ بیان

اگر حکم ہووے تو آ کے ملوں — رفاقت ستی آپ کے نا ٹلوں

۲۹۴۵ کہ ہوں پر خجالت و تقصیر دار — نبی مصطفےٰ سے بہت شرمسار

نہ میری تقصیر اس میں نہیں — بصدق ساتھ کہتا ہوں اے شاہ دیں

یزید نے کیا ملک سب بند و بست — وہ ہے گا زبردست ہم زیر دست

اگر حکم اس کا جو کرتا نہیں — قتل مجھ کو کرتا وہ ڈرتا نہیں ۲۱۰ ش

۱۔ ولید بن عتبہ بن ابو سفیان

نمن سر پہ میرے جو وارث ہو آج — کریں ہم بموجب امر کے وہ کاج

۲۹۵۰ اگر شاہ مجھ کو بلا دیں اول — قدم بوس ہوؤں میں پہلے پہل

یہ پیغام اُس کا سبھی کہہ جواں — ہوا منتظر جواب کا اُس میاں

سنی شاہ نے جب حقیقت تمام — جواب اُس کے بولے کہ ہو اب قیام

کہ اے مرد بد قوم (اور) پُر فریب — زہر شہ حسن کو دیا کر فریب

حسین شاہ نکالا تو نے کرکے فند — شرارت سے تو جانتا چھند بند

۲۹۵۵ سبھی چھند مجھ پر ہوا ہے عیاں — ترا فکر رکھتا ہوں دل درمیاں

بے اعتباری تیری سنی ہے گی یوں — رفاقت میں مجھ کو نہیں کاہے کو لوں

سنا اس جواں نے یہ شہ کا جواب — کہا جا کے علتہ کو با اضطراب

کہ تجھ پر ہیں بس شاہ نامہرباں — ترے فعل سارے ہیں اُن پر عیاں

ہوا بہت سرساں یہ سُن کر ذکر — رکھا بھاگنے کا وہ دل میں فکر

۲۹۶۰ بلا کر رعیت سبھی خاص و عام — سنائی حقیقت عیاں کر تمام

! یہ بہت مجھ سیتی بیزار ہے — میرا ...... خوں خوار ہے ص ۲۱۱

جو کچھ مصلحت دیو سو میں کروں — کہ لگیا قتل مجھ کو دل میں ڈروں

بولے ہم نشیں ہم تو اب کیا کریں — کرو فکر اپنی نہ پوچھو ہمیں

وہ دلبر علی مرتضیٰ کا پسر — حسین شاہ کا ہے عزیز القدر

۲۹۶۵ ترا اُن کے دل میں نہ اعتبار ہے — سبھی بھید اُن پر یہ اظہار ہے

یہ سُن بات اُن کی رکھا دل فکر — چلا رات تاریک میں وہ نکل [1]

---

[1] یہ شعر غالباً یوں ہوگا ~ یہ سُن بات اُن کی رکھا فکر دل / چلا رات تاریک میں وہ نکل (دل اور نکل جیسے قافیہ اکثر ملتے ہیں)

عجائب یہ اسرائیل رب الجلیل — کرے خوار جس کو بھلا وے دلیل

یہ عتبہ دمشق آکے داخل ہوا — یہ محلوں یزید آکے واصل ہوا

کہی وہ حقیقت وہاں سر بسر — امیر کی مفصل سنائی خبر

۲۹۷۰ یزید سن کے باتیں ہوا در قہر — نیا لوٹ اول گیا پھر کے گھر

کہا کیوں مدینہ سے آئے بے وقر — آیا کیوں مرے پاس تو بھاگ کر

امیر پاس اب فوج ہے نہایتی — کہ تجھ پاس اب فوج ہے گی جتی

توہی بولتا ہے بہتر سوار — عقوبت کے لائق ہے تو نابکار

خطا ہے خطا بولوں اپنا خطا — سزاوار تنبیہ کے ہے بے حیا

۲۹۷۵ قسمت فوج اس کی کری بانٹ کر — شمر کو دیا نیم، نیمے عمر — ص ۲۱۲

یزید نے اسی وقت خلوت کیا — منساجہاں بلا کرو جلدی لیا

کہا دل میں میرے یہ آتی ہے بات — کرو تم اے موسیٰ[له] صلح کی یہ بات

ادب وے کریں گے اصحاب رسول — تمھاری کریں بات سب بے شک قبول

جو تقدیر ازلی پھرا تھا قلم — موافق حکم حق کے تھا یہ حکم

۲۹۸۰ خطا کو.... کرتے جنگ سے رضا — دویم جنگ مت کر یہی حق دفعا

دویم جنگ پیدا کرو مت امیر — صلح درمیاں ہووے بہتر بشیر

سرا سر یہ تقصیر ہے گی معاف — وہی مصطفیٰ (کا) جگر سینہ صاف

موسیٰ اشعری نے دیا یہ جواب — کیا تم نے دل (ہے) انھوں کا کباب

له ابوموسیٰ اشعری

بھائی اپنے اُن کے قتل سب کئے　　اہل بیت اور طفل پیاسے موئے

۲۹۸۵ بجز انتقام ہو نہ اُن سے علاج　　ہوا خون تیرا اُنھوں کو مباح

محمد حنیف ابن شہ ذوالفقار　　صلح کا نہ ہرگز کریں وہ قرار

یزید نے کہا تم کو کیا ہے فکر　　جو میں تم کو بولوں کہو جائے کر

موسیٰ اشعری نے تو رخصت لئے　　منزل تھی جو درمیان سب طے کئے

پہونچے جلد آکر مدینہ منے　　یزید کا کیا خدا امیر کے کنے　ص ۲۱۳

۲۹۹۰ پوچھا شاہ نے اے موسیٰ اشعری　　(یہ) تم لائے ہو نشر کیا دل دھری

تو وہی بات مجھ سیتی ظاہر کرو　　جو دل میں ہے احوال باہر کرو

موسیٰ تب عیاں زار بولے شرت　　یزید کا تھا پیغام جس جس طرح

امیر نامہ کھولا پڑھا کر نظر　　دیکھا طرف اُن کی بہ غم غصّہ بھر

یہاں عذر اس کے کو لائے ہو تم　　نہ دل میں فکر اپنے لائے ہو تم

۲۹۹۵ سلوک اُس کا ہم پر بھی ہوتے وہی　　کیا کیا ظلم اُن پہ مظلوم بھی

حسن کو زہر دے کیا ہے شہید　　حسین کا کیا سر جدا دھڑ شدید

میرے بھائی اور پو بھتیجوں کو مار　　بیٹھا ہے گا بے فکر وہ نابکار

ترا یہاں کے آنے سے کیا دھیان ہے　　کروں گا قتل دل میں ارمان ہے

اگر آیا ہوتا کوئی اب دگر　　تو کرتا بے حرمت پشیمان کر

۳۰۰۰ یزید سے میرے دل کو ہے بے کلی　　کروں گا قتل مجھ کو ہو خوش دلی

یہی دل میں میں نے کیا ہے مقر　　ذبح کر کے موذی کو بھیجوں سقر

موسیٰ چپ کے ہو کر سنا سب بیاں　　نہ بولے سخن وہ درآں درمیاں

دیا کہہ جواب اُن کو رخصت کیا — موسٰی نے دمشق ....

تو موسٰی وداع ہو کے جلدی چلے — یزید کو دیا خط جس دم ملے

۲۰۰۵ موسٰی نے کہا سُن یزید ایں سخن — جواب تیرے خط کا پڑھا یا حسن

دیکھا میں نے اُن کے تئیں غم نہیں ہوا — کرے گا وہ مصنف جنگ تجھ مت لڑا

مجھے مہر سیتی کہا کچھ نہیں — نظر کی یہ میری نظر کی بھی نہیں

ولے خط کو لے کر دیا یوں جواب — کہ اے موسٰی اُس نے کیا دل کباب

لیئوں میں بُلا بھائیوں کو جبھی — مٹے میرے دل سیتی یہ غم تبھی

۲۰۱۰ یزید نے سُنا دل میں غمگیں ہوا — بہت دل میں حیران بے دین ہوا

رہا باقی دن گھر میں وہ فکر مند — پریشان سرساں گئے اور فند

ہوا غل یہ بھاری سبھی شہر میں — پڑی ہے کی ہیبت یہ اس دہر میں

خلیفہ نہ سہ روز باہر ہوا — یہ کیا غم الم اُس سے ظاہر ہوا

شمر، نمرد دونوں محل میں گئے — فکر اور تدبیر اصلاح کئے

۲۰۱۵ کہا کیوں ہے خاطر تمھاری ملول — جو کچھ حکم ہووے کریں ہم قبول

محمد حنیف پاس فوجیں ابھی — جمع نا ہوئیں آن کر کے سبھی

مدینہ میں آیا ہے ہفتاد سوار سے[2] — رہی فوج بھاری پیچھے بار سے

اگر فوج دیو تو ہمیں سات کر — اُسے گھیر لاویں گے ہر بت انت کر[1]

مدینہ میں جا کر کریں قلعہ بند — کریں جا کے حملہ اُٹھا دیں گے وند

---

[1] قافیہ ندارد [2] خارج از وزن

۳۰۲۰ کسی نو[2] ت اس کو کریں زیر بار — اگر جو لڑے گا لیویں تُرت مار
اگر تیری بیعت کرے وہ قبول — ملا دینگے لا کر یہ جنگ کا حصول
ولے تمن اُس کو (دیہ) فرصت دیا — بلا جی کو اپنے یہ شدت دیا
پکڑ زور بھاری کرے گا وہ تنگ — تو کر آج تدبیر، ہمت کر درنگ
ملازم قدیمی ہیں ہم دوستدار — سنائی یہ تدبیر ہم شرح وار

۳۰۲۵ عجائب ہیں اسرار قادر جہاں — کرے ایک پل میں عیاں کو نہاں
یزید نے سنی جب کہ تدبیر سب — ہوا شاد و خورم زبس تو عجب
بولایا جبھی مرد ان حمنار[2] کو — دے رخصت بھجا (دیا) اوسے مار کو
شمر اور عمر کو بھی رخصت کیا — ہزار سوار اُن کے (وہ) ہمراہ دیا
کیا عرض تینوں نے سمجھائے کر — عجز آرزو دل میں وہ لائے کر
۳۰۳۰ اگر ہم میں ہووے مسلمان ایک — وہ ہو خوبصورت ولے فعل نیک
تو ہووے فتح اپنی فی الفور جنگ — بجن زور فکر مصاف بے درنگ
بولایا عمر ابن زیاد کو — کیا اُس کو ہمراہ دل شاد ہوش ۲۱۶
دیا ان کو رشوت، ہوا مہرباں — کیا اُس کو سردار اُن درمیاں
فوجوں کا مفصل سنو تم ذکر — اڈھائی لکھ سواروں سے سب یک دگر
۳۰۳۵ لکھا نامہ طرطاق حبشی کے تئیں — تم اب بھی ملو فوج سے بالیقین

---

[1] وزن کے لئے "تو" پڑھئے [2] پڑھئے ع بلایا جبھی مرد خمار کو

اگر کام میرا کرو انتظام — دیوں مالک گھوڑا و خلعت تمام
چلی فوج شاطر تبھی کوچ کر — کیا جا کے ڈیرا اُس تالاب پر
وہ تھے فوج میں پانچ سردار سب — معجب و مغرور تھے بوالعجب

امیر کا سنو زینہار و ذکر — خبردار نے دی خبر آن کر
۲۰۴ یزید کا بھی لشکر اب آتا چلا — تم بے فکر بیٹھے ہو کیا ہے بلا
آئے پانچوں سردار اس کے بڑے — اُدھا لکھ سواروں سے تم پر چڑھے
تالاب آب پر آ کیا ہے مقام — بیاں کر بتائے سرداروں کے نام
سنا تھا وہ سے بات بول کر وہیں — کہا حیف فوجیں تو آئیں نہیں
امیر دل میں اپنے ہی غمگین ہو — فہم کر کے دل میں شرمگین ہو
۲۰۵ گھڑی دو ہی گذری تھیں اس باتیں — کیا حال ظاہر خبردار نیں ص ۲۱۷
کہ طالب علی اور عقیل علی[1] — بمع لشکروں آئے دونوں تبھی
ہوئے شاد دل یہ خبر سن امیر — دوگانہ کیا شکر بجا لا کبیر
بارے رات گذری ہوا دن ظہور — مدینہ میں آئیں وہ فوجیں غیور
عجائب قضا[2] کھیل کھیلے الہ — قضا بن دھرے کون کس پہ نگاہ
۲۰۶ کسی کو سزا دے کسی کو دے تاج — کوئی گرد ہووے کوئی پاوے راج
سبھی آئے سردار دل شاد شاد — ہوئے ایک جا وہ سبھی بامراد

---

[1] عقیل علی [2] قضہ

امیر نے سینہ سے لگایا اونے ۔ بٹھائے پکڑ ہاتھ اپنے کنے

کہا شہ نے سب بھائیوں سے یہی ۔ خبر آ کے پہنچی ہتی تج کو ابھی

یزید بہت جادو[1] ہے نہ[2] دل ڈرا ۔ دیکھو فوج بھاری کے تئیں لے چڑھا

۲۰۵۵ سعد ابن زیاد مروان شمر ۔ تمر بھائی اس کا سبھی یک دگر

کیا آ کے ڈیرا انہا آب پر ۔ وہ مغروری کر کے رہے ہیں ادبر

رہو ایک سردار اس جگہ میں ۔ رہو ساتھ باقی سو دیکھیں انہیں

کہ زین العبا اور برادر تمام ۔ کیا عرض شہ سے بہ مسند قیام

رہے شاہ قایم ہمتیں اس جگے[3] ۔ ہمیں دیر ہووے تو جاویں چلے

۲۰۶۰ آئے اس کے سردار لڑنے کے بیچ ۔ ہمیں حکم ہووے تو وہ لیویں کھینچ

سنا جب امیر نے ہوئے شادمان ۔ کیا سرفراز ان کو ہو مہربان

کئی لوگ شہ نے رکھے اپنے ساتھ[4] ۔ باقی فوج ساری دیا اُن کو بانٹ[5]

دیا اجازت ان کا چلو کوچ کر ۔ کبھی اور طرح کی لکھو گے خبر

یہ پہنچو سبھی مجلس اُن جائے کر ۔ کرو قتل ان کو بہ تیغ و تبر

۲۰۶۵ زین العابدین کو سونپا کام سب ۔ دئے بھائی ہمراہ فوجیں عجب

چلے کوچ کر کے وہاں سے شہ آپ ۔ پہنچے جا کے منزل پہ با اضطراب

ہوا ہو چلے جب کہ وہ سربسر ۔ کئی دن پہ پہنچے تالاب آب پر

---

۱ جابر ۲ "نا" پڑھئے ۳ جگہ ۴ ساتھ (سات) اور بانٹ قافیہ کئے ہیں ۵ "ت" اور "ٹ" کا قافیہ "د" اور "ڈ" اور "ر" اور "ڑ" کی طرح جائز تھا

٢٠٨٥ جنے عاجزی کی کیا تب نہ وار — تکبر کیا جس نے اس ہی کو مار

کیا فکر بھاری عمر سعد[٥] کا — دو یم بد نہاد ابن زیاد کا

وہ بلدی سے بھاگے وہاں سے نکل — اگر ہاتھ پڑتے تو ہوتے قتل

جو آیا مقابل اسے مار کر — گرایا زمیں پر وہ تلوار کر

مارے خارجی انھوں (نے) اپنے شمار — گرائے زمیں پر بہت نابکار

٢٠٩٠ انھوں کی جو ایک بار ...... ہو پڑی — کیا لوہا ایسا زمیں بھر بھری

شمر، سر ختار ہاتھ آ گئے — تیو تب جو تھے پکڑ کر لئے (٩)

عمر سعد زیاد گئے نکل کر — سلامت گئے نہیں گرے رن کھیت

جو تھے سخت کافر لئے وہ پکڑ — .... اوپر لٹکے وہ جکڑ

کئے پاؤں اوپر، تلے سر کئے — سو اس طور لٹکا وہ تینوں لئے

٢٠٩٥ جو بھاگا تجگہ چھوڑ جانے دیا — جو کوئی اڑا مار اس کو لیا

فکر کر کے ان کی کیا پھر مقام — ہوئے شاد و خرم سبھی خاص عام

آئے گھوڑے ہاتھ (اچھے) نہان بے شمار — لیا لوٹ لشکر مرتے نابکار

پڑا داغ تھا غم کا ان کے بہ دل — ہوا جو مقابل کیا ان قتل

بچھایا چپ تلواروں کی کرتے چلے — سپاہ شب کٹاروں سے (١٠) جاتے

٢١٠٠ ہوئی فوج تازی جو اسلام کی — ہوئی دشمنوں کو پشیمانگی

لگے شادیانے کبھی بجنے وہاں — ہوئے شاد و خرم ہمہ مسلماں

---

٥ اصل: سعاد

۳۱۲۰ دمشق کے اوپر جاکے ڈیرا کریں | جہاں ہے یزید وہاں پہ گھیرا کریں
امیر حسن کے باتیں وو ہی دل دھرا | کیا کوچ دمشق پہ ڈیرا کرا
یزید کے ہلکارے[1] ! خبر لے چلے | حقیقت سنائی جبھی جا ملے
مفصل کہا سب کہ دو لکھ سوار | امیر کے سر فوج کے ہم شمار
سنا جب اونے یوں خبردار سے | غضب بیچ آیا وہ غبار سے
۳۱۲۵ منزل ایک شہر سے تھا باہر پڑا | سنا اس روش پر قلعہ کو کیا
یزید پر یہ دیکھ بہت بھاری ہوا | دھک دل میں مرسان ناری ہوا
امیر کے کرون کوچ کیا اب ذکر | قطع کر چلے منزلیں سربسر
دمشق آکے پہنچے کئی روز میں | یزید دیکھ لشکر ہوا سوز میں
لشکر آکے اسلام قائم ہوا | عدو پر بھی درد دائم ہوا
۳۱۳۰ یزید جا کے داخل ہوا محل میں | کہی خبریں تب ہی خبردار نیں
یزید نے بولایا تھا حبشی پلید | کہ ہے کار آزمائے جنگ شدید[2]
کہے پر وہ آیا چلا سربسر | یزید کے رفاقت میں باندھے کمر
ہزار تیس سوار وں سیتی وہ چڑھا | بارہ کوس وہاں سیتی ڈیرا کرا
امیر حسن کے یہ خبر کئے دل فکر | دیا اُن کو خلعت و انعام زر
۳۱۳۵ بولا سے پھر سردار بھائی سبھی | سنائی حقیقت بیاں وار بھی
عقیل علی حسن کے یہ سب بیاں | اجازت طلب کی ز دل شادماں

---

[1] ہرکارے [2] "دمشقی" بھی ہو سکتا ہے۔ اس سے قبل آچکا ہے۔

چلا چل ہو کر آن پہنچے وہاں — وہ لشکر پڑا تھا جہاں مسلماں
مہرباں ہوئے اُن کے اوپر امیر — فرمایا رکھو حفشی بھر کر زنجیر
فتح کر دمشق کو جب ہم پھریں — اُسی وقت اس کی فکر ہم کریں
٢١٥٥ یزید کو خبر یہ بھی پہنچی جو جا — کہا حیف صد حیف عبرت کہا
مصعف[1] جنگ لڑنا کیا دل قرار[2] — چھایا دل اوپر اُس کے غم کا غبار
سبھی فوج اُس نے کری جا کے تنگ — فجر ہوتے بھاری پڑی آ کے جنگ
چمکنے لگیں تیغیں بجلی کے طور — لگی مار ہونے وہاں اور ، اور
چلے تیر ناوک ، اٹھا شور و شر — لگی ہونے خلقت تلے کی اوپر
٢١٦٠ یزیدی نیں کل فوج باہر کھڑی — ادھر فوج اسلام ثابت اڑی
پڑا رن میں گھمسان جمادھر و تیغ — برسنے لگے تیر بجلی بے دریغ
کٹے سر جدا کئی دو زخموں بھرے — کٹے دست و پا بہت وھاں پر پڑے
بیش گیارہ ہزار سوار اُس کے مرے — جہنم میں ظالم وہ داخل ہوئے
لڑے دن وہ سارا ، ہوئی شام جبھی — ہوئے قلعہ داخل یزیدی سبھی
٢١٦٥ قلعہ بند کر کے ہوئے ہوشیار — کنگورے کنگورے پکارا پکار
آئی فوج اسلام ڈیرہ ل بہتر — دئے مورچے شہ نے قسمت جو کر
امیر کی حقیقت سنو مسلماں — پوچھا اہلِ قلعوں کے رازِ نہاں
اہل قلم بولے کہ دہ لکھ سوار — یہ ہیں شہ جواں مرد ازمائے کار

---

[1] میدان جنگ [2] حاشیہ میں "اختیار" لکھا ہے

گھڑی چار شب کتی سوئے جاگ کر
وہ تھا بہت ہائل گیا بھاگ کر

کوئی نہیں ہے محرم ز اسرارِ حق
ارادت کے تابع ہیا چودہ طبق

غرور کیا کرے کوئی فوجوں کا زور
کرے وہ قضا اس کے تئیں مار تور

عجز آرزو ہے گی عزت بھلی
نتیجہ غریبی کا ہے خوش دلی

۳۱۵۰ سنو مسلمانو ہے اخبار یہ
رکھو دل میں تصدیق اعتبار ہ

غروری سزاوار با ذوالجلال
کرے اور کوئی تو ہو پائمال

یہ شب گذری ساری طلوع آفتاب
یزید آیا باہر قلعہ سے شتاب

منادی کری فوج اپنی کو وہاں
کہ تیار ہوؤ بہ میدان جواں

امیر نے کہا میرا لشکر تمام
ڈیروں ستی نکلو، ہو میداں مقام

۳۱۵۵ دونوں طرف فوجیں مقابل اڑیں
کھڑا جو کہ ایدھر وہ بھاگا نہیں

جیتا سب وہ میدان کنارے سے
پڑا مینہ تیروں کا اندھیارے سے

چمکتی کتی تلواریں جیوں بجلیاں
ہوا زلزلہ زمین تا زماں

اودھر سے یزید آکے میداں کھڑا
ایدھر سے امیر ہو مقابل اڑا

امیر اور یزید کے پڑی آکے مار
وہ تیغ و طبل[1] اور جمدھر کٹار

۳۱۶۰ یزید نے بھی شمشیر کر کے علم
امیر کے کیا وار کاٹی جھلم

امیر نے علم کر لئی فی الفور تیغ
یزید پہ کیا حملہ ایک بے دریغ

---

[1] "تبرہ" یہاں بہتر ہوگا۔

وہ دونوں ہی شہ زور تھے پہلوان　　کھلاڑی، ہنرمند، نامی جوان

جو اس پر چلا دے، وہ جاوے بچا　　وہ اس کا بچا کر کرے وار، جا

یکایک یزید کے زخم یک لگا　　ہوا غم سے تبدیل وہ اس بگا[1]

٢٢٠٥ امیر نے کیا اُس پہ جو ایک وار　　قلم ہاتھ ہو کر گرا نابدار

چلی بہت تلوار اُس دن عجب　　ہوا سُرخ میدان لہو سے سب

سبھی دن لڑائی یہ رن میں پڑی　　ہوئی رات، موقوف [illegible]

یزید نکل رن سے قلعہ کو گیا　　بولا کر مصاحبوں کو جلدی لیا

ولے چار طرفوں سے بھی یہ ہی مار　　لگے زخم تن میں وہ تھے [illegible]

٢٢١٠ امیر تھے جو سرسان دل ہو گئے کہ　　آئے جنگ میں ہاتھ کو کھو کے

بولا کر کے بھائی بھتیجوں کے تئیں　　بیان وار اُن سے حقیقت کہیں

زین العابدین پہنچے جلدی سے آن　　کٹا ہاتھ دیکھا ہوئے نیم جان

مسلمان غم میں ہوئے مبتلا　　امیر بولے صابر رہو در رضا

یزیدی مرے تھے وہ چالیس ہزار　　مسلماں الف[3] آئے تھے در شمار

٢٢١٥ امیر نے یہی سوچ دل میں دھرا　　جو تھا کام کا ہاتھ وہ کٹ پڑا

سبھی بھائیوں کو دلاسا دیا　　اُنھیں مورچوں او پر رخصت کیا

کیا خلوت خیمہ میں تب شاد ہیں　　رکھا کوئی ہرگز نہ اپنے کنیں

دوگانہ خدا کا پڑھا ایک نیک[2]　　رکھا سر زمیں پر بہت دیر تک

١؎ جگہ　　٢؎ اصل: یک　　٣؎ اُلف = ہزار

تو کرتار خالق ہے قادر جہاں ‏ — ‏ کہ پیدا کنندہ توئی کل جہاں

۲۰ تری سب یہ قدرت ہے قادر کریم ‏ — ‏ خلق پر ہے احسان تیرا عظیم

توہی بوند پانی کو لالا کرے ‏ — ‏ توہی قطرے سے دور [illegible]

نہ مایوس کر میرے تئیں ہات سے ‏ — ‏ کہ لڑتا ہے دشمن بڑے گھات سے

پیمبر مصطفےٰ کو بہ دل یاد کر ‏ — ‏ کیا حال اپنا سراسر [illegible]

یہ سر کو زمیں کے اوپر دھر رہا ‏ — ‏ بہت زاری منت وہ کرتا رہا

۲۵ دیکھو حال میرا یہ غم کھائے کر ‏ — ‏ فجر کو لڑے گا یہاں آئے کر

لڑائی پڑے گی فجر کو بڑی ‏ — ‏ کہ رکھتا (ہے) دشمن وہ دل میں خودی

میرا کام کا ہاتھ تھا کٹ پڑا ‏ — ‏ ہوا ہے بہت غمگین اب دل مرا

نبی مرسلیں اب مدد تم کرو ‏ — ‏ میری پشت پر ہاتھ اپنا دھرو

عجز آرزو حق کو پیارا لگے ‏ — ‏ یہ آواز ہاتف نے دی آل کے

۳۰ فتح ہے تمھاری نہ ہو تم زہیر ‏ — ‏ نہ فکر کچھ نہ دل میں رکھو تم امیر

بس اب دل سے وسواس کو دور کر ‏ — ‏ فتح خواہ تیری مت فکر کر

امامین کو تھا حکم از قہار ‏ — ‏ فرشتہ جتا جاتا [illegible]

تری پشت پر ہم تو ہشیار ہیں ‏ — ‏ شہید ان ہیں جیتے مدد کو رہیں

لوگوں کو بھیج کر وہ منگوائے ہات ‏ — ‏ [illegible] اس کو پہنچے ستی [illegible]

۳۵ پڑھو اسم اعظم نظر دھر بہ حق ‏ — ‏ منگا ہاتھ فی الفور جب [illegible]

امیر نے خبر سن کے مژدہ ستی ‏ — ‏ تبھی [illegible] بندہ ستی

ہوئے بے فکر لئے بھائی بلا ‏ — ‏ تسلی کری ان کی چھاتی لگا

اُسی وقت بسیار شرمندگا — زبس نام مولا تصرف کیا

۲۲۵۵ دیکھا بھید تحقیق ہو شاد ماں — فتح کی طرف دل کو رکھا وہاں

امیر آکے باہر کیا خاص و عام — سرداروں (کو) بخشے وخلعت انعام

دعا میری حق نے کری مستجیب — انشاء اللہ تعالیٰ فتحٌ قریب ۲۳۱

سو ایک حرباقی رہی تھی عجب؟ — خبر دی ہلکاروں نے آکر یہ سب

موسیٰ قاقی اشتر ابراہیم[۱] آج — آئے روم سیتی وہ با تخت و تاج

۲۲۶۰ امیر خوش ہو بولے بلاؤ یہاں — دوڑے چوبدار اُن کو لائے وہاں

ملازمت کئے بہت دل شاد سے — کہا تم اد ترے نہ تھے یاد سے

ملے سب وو سردار سینہ ستی — جو آئے تھے چل کر مدینہ ستی

امیر نے کہا خوب آئی مدد — ہوا اور مضبوط زہ ید بہ بد

موسیٰ قاقی بولے اے شاہِ جہاں — کریں تم پہ قربان ہم پنا جاں

۲۲۶۵ امیر نے شکر کا دوگانہ کیا — یہ تدبیر اُن کا بھی ٹھانا کیا

محل لیا فوج اپنی کا شاد — کیا یک دگر غول سب پر نگاد

نبی اور علی کے تئیں یاد کر — طلب کی مدد ان سے اِستاد کر

کیا یاد ظہر حسن اور حسین — مدد خواست دالیشا ......

بشارت ہوئی اُن کے تئیں پھر یہی — کہ بابا مدد تیری ہیں ہم سبھی

۲۲۷۰ خوشی سات لوگوں کو بخشش کیا — طلب جو کیا جس نے وو ہی دیا

لہ ابراہیم بن مالک الاشتر

قلعہ ہی رہا ہے یہ اب تیرے پاس — وے تم نہ رکھو ملک کی اب آس

نوسی قاقی استر ابراہیم بھی — امیر سے ملے جائے کر یہ سبھی

رکھیں دن بدن فوج نے پکڑا زور — کہ ایک دن کرے ایسی لے قلعہ توڑ

۲۲۹۰ سنی سر بسر جب حقیقت تمام — ہوا بہت غمگین وہ لا کلام

زبس ہم دروں بیروں گھر سے ہوا — وہ بیزار اپنی عُمر سے ہوا

بولا کر برادر بٹھا لئے پاس — کہا یارو جینے سے ہوں میں نراس

دونوں لشکروں بیچ ہو زور مار — ہوئی فوج غالب بس سب دیندار

ہماری فتح ایسے ہوتی نہیں — چلے ہے نہ تدبیر میری کہیں

۲۲۹۵ امیر کا کٹا ہاتھ تا بت ہوا — میرا دل ہے اب زندگی سے بھرا

بعضوں نے (کہا) اس کے تدبیر لیے — لڑوں گا نکل باہر صف جنگ سے

میرے پاس لشکر ابھی ہے بڑا — پڑے گا ابھی اُس اوپر دبدباش

بعضوں نے کہا مت رکھو دل فکر — لڑیں ہم کھڑے تم رہو سرا تیہ

یزید حسن کے باتیں ہوا شاد دل — دیا حکم آگے کو دیؤ طبل

۲۳۰۰ بولا پھر کہ سب فوج تیار ہو — چلو میرے ہمراہ ہشیار ہو

لڑائی کریں آج صف جنگ کا — کاٹیں لشکر ہم جا کے دل سنگ کا

مضامین کہاں تک کروں یہ بیاں — پڑی جنگ آکر وہیں درمیاں

بہت غم و غصہ میں تھا وہ دھرا — کہ ماروں مروں، قصد دل میں دھرا

ہر فیل بانان کو بھی (پھر) کیا — سبھی فیل خانہ منگا کر لیا

۲۳۰۵ ہاتھی تھے وہ طیار (ر) پنج صد ہزار — کرو اپنا حلقہ، رکھے دل قرار

لے "تیار" کاتب نے ت اور ط دونوں سے لکھا ہے۔ (دونوں سے صحیح ہے)

وہ تھا فوق جیسے دگر رنگ باد | کہا پشتی میری رہو دلشاد

کہاں تک بیاں میں سرداروں کے نام اب | وہ گنت تھے مختصر کر کہوں

کسی کو دیا دست چپ کا امر | کوئی راست بازی میں کیا مقر

کسی کو کیا پیش ہر دل[۱] پر | کیا کوئی چنڈول[۲] با فوق سر

۲۲۱۰ مراتب مراتب وہ سردار سب | کئے وہ مقرر جنگی عجب

سنو دیندارو یہ ستر خدا | کہوں ہوں بیاں وار سب ماجرا

امیر نے سنا طبل جنگ کا آواز | پوچھا خبرداروں کو یہ ہے کیا راز

پکارا خبردار یک یک خبر | طیاری یزید کے کا سارا ذکر

کہ اس طرح تدبیر اُس نے کرا | یہ صف جنگ لڑنے کا دل میں بھرا

۲۲۱۵ مراتب کیا طبل جنگ کا کرو | ملازم جو برادر ہو تیار ہو

سبھی فوج اسلام تیار تھی | یہ اسباب جنگی میں تیار تھی

امیر نے کہا یارو دن آج ہے | یزید نے کیا جنگ کا ساز ہے

امیر پھر چلے اٹھ و باندھا سلاح | کہ بھائیوں کو اولی [illegible] لشکر گاہ

امیر نے کہا طالب کے جنگ کرو | یزید آیا ہمراہ اس سے لڑو

۲۲۲۰ سپاہ نے کری عرض اے شاہ سن | کریں جان قربان کہہ دو سخن

یہ طالب علی کو دیا حکم شاہ | رکھو ہاتھ سیدھے یہ میرے نگاہ

---

[۱] ہراول [۲] چنڈول

مقابل لڑو داؤ کے اے عزیز | فکر ا ز رتد بیر سے با تمیز
زین العابدیں کو لیا بھر بلا | کہے رب ود تد بیر سمین ۱۱۱۰
دیا اُن کو عمر علی بھی یہ سات | بتایا وہ صف جنگ کا داؤ گھات
۲۲۲۵ کرو تم لڑائی بہ فرطاس آج | مارو اُس کو جو ہووے انجام[1]
موسیٰ قاقی اشتر ابراہیم کو | رکھا پشت اوپر وہ تدبیر کو
عقیل عی کو رکھا نزد خویش | کہ بھائی رہو تم یہاں پس و پیش
ہر ول[2] چند ول کئے کئی مقر | کہا رہیو حکم بہ موجب امر
سبھی (وہ) دلیل اُس کے کر کے نظر | کہا دن لڑائی کا ہے آج بھر
۲۲۲۳ اگر تم چالاکی کر رن میں چلو | کرو وار دشمن پہ جو تم ملو
کئے بھائی میرے جو اس نے قتل | لیوؤں آج عیوض یہاں نے بدل
اہل بیتوں اوپر کیا ہے ظلم | ہوئے طفل پیاسے زجور و الم
چالاکی کا دن تیرا یہ آج ہے | بہت سا یہ بھاری میرا کاج ہے
یہ گھوڑے سے ہوتے تھے کیا خوش بچن | نہ گھوڑا اتھا براق ساکن عدن
۲۲۲۵ دیا ربِ قادر نے اُس کو زبان | بولا اسپ شاداں و خورم نشاں
کہ اے شاہ دل میں فکر کچھ نہ چہ | خدا ند اکبر پہ رکھنا نظر ۲۳۸ ص
قدم پر قدم اپنا آگے دھرو | کہ جب تک کہ تم پر زرے ہو کر گرو
کیا جان و تن میں نے تم پہ فدا | میرے تیرے درمیاں شاہد خدا

---

[1] قافیہ ندارد [2] اصل: حردل = ہراول

آؤ دل میں اپنے رکھو مت گماں — لگے وار میرا سنبھال اے جواں

وہ طالب علی اسپ کو تیز کر — مارا جا کے نیزہ ایک [illegible]

بچا وار اُس کا لیا ڈھال پر — [illegible]

۲۳۷۵ گرایا زمیں پر جہنم گیا — یزید [illegible] ہوا

زین العابدیں دیکھتے تھے کھڑے — گھوڑا ایڑ کر کے وہیں پر پہنچے

جیسے تیر مارے تھے وہ طیش سے — کہا فوج اس کو بھی ایک [illegible]

تو جا کے (وہ) لشکر میں زور آزما — بہت تیغ تلوار اُن سے چلے

کئے مار سردار ڈالے زمیں — [illegible]

۲۳۸۰ جدھر کو کریں رخ نہ کوئی اڑ سکے — جو ہووے مقابل زمیں پر گرے

ادھا کر کے فوج میں (وہ) آئے نکل — امیر سے ملے جا کے وہ شاد دل

سلام آ کیا اُن ادب آرزو — ادھر کو پھرایا وہیں شاد وہ

بتائی اور بھتیجے کو سمجھانے لگا — نصیحت کری شہ نے سمجھا بجھا

تمھیں یہ نہ لازم ہے اس سے لڑو — بہت فوج ہے اس کو آگے کرو

۲۳۸۵ ابھی فوج ہے گی ہماری بہت — لڑاؤ انھوں کو یہ کر کے جہت

.... کام ہرگز نہ تم کیجیو — کہا میرا دل بیچ لکھ لیجیو

وہ سن کر کے باتیں ہوئے سرنگوں — کیا مورچہ اپنا قائم انھوں

۱؎ اصل: قیس ۲؎ تک ۳؎ اصل: ابھی فوج ہوگی ہماری بہت

تجانب قضا کسیاں کھیلے خیال — قضا سے سنہ پھرایا امر نسال
عزوری سنا دار ایزد تعال — کوئی اور غیور ہو یا نمال
۳۲۹۰ یزید نے دیکھا لوگ اپنے گرے — بہت اپنے زخموں میں تھے بھرے
سبھی ہیر جیاں بیچ تھے مارے ہار[۱] — ہوا دل اوپر اس کے بھاری غبار
یزید نے بلایا فیل ہزار دلیر — ادھر سے امیر آئے غراں جو شیر
امیر گرز پکڑے تھے ایک ہات میں — مارے لیتے سردار ایک بات میں
کرتے جس کے اوپر قہر کا یو وار — زمیں پر گرے تھا وہ سینہ پسار
۳۲۹۵ انھوں نے کری اپنی شمشیر علم — چلے حلقے فیلوں کے میں سب وہم
کئی فیل ہستانی دو پاؤں امیر — بیٹھ جا کے درمیان حلقے کو چیر
خبردار ہوا یزید کے تئیں — کٹارے رکتے ہوئے کیا کم یہیں
انے کئی تھا سب نت سے دور تر — کیا فوج تیزی کو زیر و زبر
مارے بن گے سردار یاوراں اپنے[۲] — کوئی دم میں ہیچے وہ تیرے سکنے
۳۳۰۰ یزید نے سنا تب ہوا بے قرار — کہا فیل باں کو کہ آ نکس کو مار
زین العابدیں نے پھر غلبہ کیا — اٹھا فیل سواری کا رن میں لیا
وو فرحس کا فیل وہاں سے چلا — وہ زین العبا سینی جا کے ملا
زین العابدیں نے وو نیزا پکڑ — مارا چھاتی فرطاس کی کے اوپر

ف۱ نسخہ: مار دیا ہار

ف۲ یاوراں [illegible]

دونوں تھے ... ہنرمند ... | ادھر نے ... بچایا دیا اس کا وار

چاروں طرف تھی مار سوجھے نہیں | کسی کا سخن کوئی بوجھے نہیں

۳۲۲۵ یزید نے کیا تیر یہ تیغ و تبر | امر رب کا نہیں تھا جو ہووے اثر

مقابل پڑے آ کے دونو کے وار | لڑے یک دگر تیغ، جمدھر، کٹار

یزید نے کیا وار با چھند و فند | امیر نے بچایا وہ تھے ہنرمند

گھڑی ایک تک جنگ بھاری ہوا | یزید کے ہلکاروں[1] نے یہ جا کہا

یزید ہو کے حیران کرتا نظر | دیکھے لوگ جاتے ادھر اور ادھر

۳۲۳۰ پھرا غم الم میں ہو لاچار زار | دیکھی فوج اپنی وہاں تار تار

کہا دوستاروں نے اس کو وہاں | کہ نالا تو ہے فوج کے درمیاں

قلعہ تک پہنچ کر کرو قلعہ بند | لڑیں گے سمل کر او نو ہیکی.....

رکھو دل کو محکم و نکلو ابھی | ولے گھیر پکڑیں گے تم کو وہیں تک

... دین کے قصد یع کرتے خیال | کرا آل مرسل پہ تیں نے زوال

۳۲۳۵ یزید سن کے باتیں وہ سر ساں ہوا | غزہ ری گئی بلکہ ترساں ہوا

ولے قید ... ہوا ... | کہا یا الٰہی میں اب کیا کروں

نکل بھنگ سبتی قلعہ کو گیا | امیر نے بھی وہاں اس کا پیچھا کیا

گھسے جا قلعہ میں کر کے باب بند | لگا مار کرنے قلعہ سے بلند

ہوئی فوج غارت وہ اس کی وہاں | ہوئے شاد و خورم سبھی مسلماں

---

[1] ہرکاروں - تبدیلی صورت [رے ل]

۲۲۴ پڑھا کلمہ جس نے دیا اس کو چھوڑ   کیا جس نے انکار مارا وو بھوڑ
کیا کئی دن اُس قلعہ سیتی (وو) جنگ   وو لے اندروں کے ہوئے لوگ تنگ
سبھی لوگ ہمراہ کے پھر گئے   ظلم کے جو مینار تھے گر گئے

بعضے قصوں میں یوں، لڑے چند سال   بعضے وو بعضے کئے ہیں شمال[۱]
آخر فوج اسلام کی زور کر   کیا فتح از حکمت و غور کر
۲۲۵ دمشق کے قلعہ کا وہ دروازہ توڑ   ہوئے شاد داخل مچا غل و شور
ہوا سامنے تب لیا اُس کو مار   کیے قتل کیتے یزید کے وو یار ۲۲۶
خداوند کی ذات ہے لایزال   مرم[۲] اُس کا پانا ہے امرِ محال
قضا سے کرے کون عیارگی   بڑھا دے، مٹا دے وو یک بارگی
مسلماں سنو بڑا اسرار کا   عجائب غرائب کرنہار کا
۲۲۷ یزید پھرتا بھاگا محل میں گیا   امیر نے تعاقب پھر اس کا کیا
تلاش کرنے بیٹھے محل اندریاں   ڈھونڈا جا کے اُس کو درون برول
وو کھوج اُس کا نہ پایا کہیں   ہوئے دل میں غمگین تب شاہ دیں
اتنے میں ہوا ایک ظاہر (یہ) رب   کہوں میں بیاں وار خیالات سب
اُسے محل میں جائے، پگ کھینچ بھی   یزید کے وو ہاتھوں کے ... پیچ بھی
۲۲۸ الغرض اُس جگہ سے جنوار ایک   چلا طرف اسمان کے یک بیک

---

[۱] "شمار" کا تلفظ بہ تبدیلی [ر ے ل]   [۲] بھید (مرم)

حذیفہ دیکھ اسرار حق   تعجب ہوا یہ بڑا اسرار حق
یکایک پکارا او کھو سے وہاں   تجھے ہے خدا کی قسم اے جوال
فرزند کو ہے گی رسول خدا   کہ میں بولتا ہوں یہ سن لے ذرا
تو ہے کون اس کا (یہ) اظہار کر   آئے کس لئے تھے خبردار کر
۲۴۶۰ ہمن تم دکھا جاؤ اپنا دیدار   کہو بھید صاحب جو ہو دل قرار ۲۴۶ ش
ولے دل میں میرے رہے گا یہ غم   کرو دور ہم سے ہمارا الم
.. .. سر غور کر   چلا جاتا اقبار رہا ٹھور پر (؟)
برقعہ پوش نے برقعہ منھ سے ہٹا   عمامے سے خیالات دیا جتا
امیر نے کیا نظر ہے شاہ حسین   رتن مصطفےٰ کا، علی نور عین
۲۴۶۵ ڈھونڈھے ہیں گے سب تم نے ایکے مقام   سبھی اس کی بیٹھک دیکھے ہم تمام
برادر حسن اس کو مجھ کو بتاؤ   جہاں چھپ رہا ہے ٹھکانے لگاؤ
حسین شاہ نے تب دیا یہ جواب   سنو بھائی میرا سخن باصواب
غضب حق کا نازل ہوا اس اوپر   .. .. .. سیذت مقہو(ر) اس بھتر
تم اے بھائی اس کا نہ کیجو تلاش   ہوا اس وقت .. .. نہ ہو دل خراش
۲۴۷۰ امیر شن عجائب چلے آئے تب   تسلی ہوا دل جو پایا سبب
قیا نوار (؟) بھی تہاں سے نمائے ہوا   نہ دیکھا کہیں سر عجائب ہوا
ولے بعضے قصوں میں یوں ہے ذکر   امیر نے دیا جس گھڑی جائے کر
قلعہ سیتی کودا وہ خندق بشتر   دیا داب اس کو اسی جگہ پر
روایت کسی نے کہی ہے یہی[۱]   کہ تھی ایک موہری[۲]، چھپا تھا وہی ۲۴۸ ش

[۱] یہی کا املا۔ وہی کے ساتھ قافیہ کیا گیا ہے [۲] موری [۳] وہیں

کیا عرض زین العبا سے وہ شتاب | کہ اے شاہ میرا گنہ کر معاف

محل عورتوں نے کری معذرت | رکھو شاہ ہمنا کی تمنا عزت

بجائیں دی نوبتیں شادماں | ہوئے شاہ ہاتھوں ستی مسلماں

۲۴۹۵ رعیت خلق اُن سے آکر ملی | تسلی کریں .... خوشدلی

زین العابدیں کو لیا تب بُلا | کہا تخت پر بیٹھو بخشش خدا

فرمایا امامت خلافت سبھی | مبارک ہے تم کو کرامت سبھی

زین العابدیں عرض اُس وقت پر | شرف جد ہمارے کا ہے گا.....

وہاں کے سرداروں کو جلدی بُلا | وہ زین العبا سے دیا اُن ملا

۲۵۰۰ .... رکھا ملک ضبط | امیر نے .... ہوں فقط

مرا ملک خالی ہے سردار بن | دیکھوں اب میں جا کر کے اپنا وطن [illegible]

محمد حنیف ہوئے رخصت وداع[له] | ہوئے کوچ در کوچ خوش دل چلے

زین العابدیں کا کروں میں ذکر | سنی تھی روایت ہے یہ معتبر

جسے ہووے لذت فقر کی کمال | اُسے بادشاہی بڑا ہے جنجال

۲۵۰۵ زین العابدیں تب خصلت میں نیک | کرے بادشاہی وہ دن کیتے ایک

یکایک اُٹھا شعلہ دل سے بھڑک | ہوئی آخر کرے وہ خلافت ترک

وہ تھا ایک اصحاب ابن عباس | دیا سلطنت اس کو کر دل قیاس

بعضے جنگ ناموں میں ہے ایسے طور | کروں میں (یہ) ظاہر اُسے کرکے غور

له اس کی قرات ([illegible] = وداعے) بھی کہی جا سکتی ہے۔

سب قیدیں .. ... بکی بھونری میں تخت نے رکھیں
۲۵۱۰ دیا تھا وہ بھونری .. ... . شہنشہ تھا کی وہ بہاں نہیں رہی
یہ ہامر تقشی شاہ کا باہر غلام کیا حیف کر قصد دل میں قیام
محمد حنیف کو وہ لایا چڑھا یزید کو جو مارا لئے تب چھوڑا
امیر کو ملا ایک قیدی وہاں بتایا انھوں کو وہ بھونرا عیاں
زین العابدیں جب ملے با امیر دیا اُن کے تئیں تاج، تخت و سریر
۲۵۱۵ امیر آئے اس وقت خطبہ پڑھا ہوئے شاد و خورم جو منبر چڑھا انش
ہوا پھیر تو اسلام کا بند و بست ہوا یا کفر اس جنگ کا بے ثبت
یہ روشن علی نے ثنا تھا بیاں زباں ہندستانی میں بولا عیاں

مناجات بولوں جو ہووے نجات خدا ہے گا عالم کذب تصدق رت
الہٰی! بحق ہمہ چار یار کہ اسلام جن سیتی ہے بے قرار
۲۵۲۰ الہٰی بحق ہمہ پنج تن کہ قایم ہے جن سے ستونِ عدن
الہٰی بحق محمد حبیب قدم جو رجنت میں ہو جا نصیب
الہٰی بحق علی مرتضےٰ .. . . خدا
الہٰی بحق خیر النسا مرا . . . . کن ادا
الہٰی بحق حسن، شاہ دیں مرا چشم بینا وہ حق الیقیں
۲۵۲۵ الہٰی بحق حسین شہید کہ ہو روز محشر مجھے مثل عید
الہٰی بحق شہدائے کربلا نگہدار مارا از شرارت . . .

الہی ترا رحم بر خاص و عام — کہ ہو مجھ پہ دوزخ کی آتش حرام

اگر رحم ہووے تو مجھ کو نہ ڈر — اگر تو کرے عادل ہووے قہر ص ۲۵۲

الہی! طفیلِ محمد رسول — کیا مختصر ذکر قدرت عقول

۲۵۲۰ محمد حنیف کی لڑائی ذکر — بموجب قصوں کے دیا ہے خبر

پڑھو مسلمانو! صدق دل میں مگر — جزا اُس کا پاؤ گے روزِ حشر

دیکھو گے مراتب قیامت کو تم — سقر سیتی تم کو نہ ہوگا وہم

تاریخ دسویں و ماہ صفر[له] — ہوا اِس کا انجام وقتِ فجر

کیا نظم ہندی میں روشن فقیر — اصل سے نقل کر کے بولا قدیر

۲۵۲۵ اصل سے نقل کر کے (ہندی) نظم — کذب صدق سیتی خدا کو علم

تتمہ کر کے اتمام بھیجو درود — نبی مصطفےٰ پر بہ دل کر سجود

بقا نام جز ذات محبوب نیست — بنام و نشاں دل و یار خوب نیست[۵ه]

محمد حنیف کا یہ قصہ تمام — کہ مارا یزید کے تئیں دام دام

غنیم علم خوب قادر کریم — تیری بخشش سب خلق پر (ہے) عمیم

۲۵۳۰ ترے لطف سے نہیں کوئی ناامید — تری مغفرت سے ہیں سب باامید

بحق نبی خاتم الانبیاء — طفیل علی شاہ اور فاطمہ ص ۲۵۳

بحق حسن اور شاہِ حسین — نبی اور علی کے ہیں وہ نورِ عین

سنو مومناں اور پڑھو سب روز — برا و لا و احمد کرو دل سجود

ہزار او پر یک صد میں بیتیں تمام — بروز دوشنبہ صفر وقت شام

[۵ه] اصل: سفر [له] روشن علی نے معاصر مرثیہ نگاروں کے برعکس بہت کم فارسی اشعار یا مصرعوں کا اپنی مثنوی میں استعمال کیا ہے۔ یہ اس کی ایک مثال ہے۔

نثر میگویہ

یہ تاریخ انیسویں کا شمار کرتی دو ہزار ہشت سال بحق خدا

اور مصطفےٰ روایت قصوں میں تھے اختلاف جتنے مرد یہاں ذکر یوں ہی

کیا مجھے کہنا لازم مذکور تھا اس لئے بہتر معتبرین کے اخبار کو

اور موجو کیا دیندار جنگ کا ذکر تعریف کا کیا ہے گا قیاس

کہ اس طور بولا ہوں ساری خبر بحق خدا نذر باشد تمام[1]

تمت[2] تمام شد کار من نظم شد کتاب نسخہ عاشور نامہ از

فضل الٰہی اختتام یافت بزبان ہندی من تصنیف میاں روشن علی

ساکن دیار سہارنگ پور و کاتب الحروف جعفر علی ولد میاں غلام مرتضیٰ

تحریر بتاریخ بست و نہم از شہر ذی الحجہ سنہ ۱۲۳۶ھ زیادہ چہ نوشتم کہ

سند باشد۔

۱۔ اصل: النثر یہ عبارت مصنف کی ہے

۲۔ یہاں سے کاتب کا لکھا ہوا ترقیمہ ہے۔

ضروری تصحیح

عاشور نامے کے کل اشعار کی تعداد ۳۵۴۴ ہے۔ صفحہ نمبر ۱۴۸ پر شعر نمبر ۱۹۸۵ کے بعد ۱۸۹۰ کا اندراج غلط ہو گیا ہے۔ دوسرا غلط اندراج صفحہ ۱۵۳ پر ہو گیا ہے جہاں ۱۹۷۰ کے بجائے شعر کا نمبر ۱۶۷۰ درج ہو گیا ہے۔ اس طرح صفحہ ۱۴۸ تا صفحہ ۲۰۱ تک کے اشعار کے نمبروں میں ۴۰۵ کا بل پڑ گیا ہے۔ اسے درست کر لیا جائے۔

فرہنگ عاشور نامہ

(الف)

اتم کرنا : ختم کرنا

اتھا
اتھی } : تھا، تھی، تھیں
اتھیں

اِتی : اتنی

اِتے : اتنے

آدِھک : زیادہ

ازمائے کا : آزمودہ کار

اظہر : ظاہر

اگا : آگے

الودا : الوداع (قافیہ: غلغلا)

الیکھ : جو لکھا نہ جا سکے

انھو : اُن

اِنی : اتنی

اُنے : اُن کو، ان

اہلِ قلم : جز نویس

ایتا : اتنا

ایدھر : اِدھر

ایکلا : اکیلا

(ب)

باہری : باہر

بچن : بات، قول

بغر : بغیر

بگال : بغل

بلواونا : بلوانا، بلوانا

بھار } : باہر
بھار } : بوجھ

بھیتر: اندر

بہو: عورت

بھنورا
بھنوری } تہ خانہ

بیاز: (ہندی: بیاج) سود
(بیاج کی اردو وائی شکل ۔ قافیہ نماز)

بیان وار: تفصیل وار (یہ لفظ کثرت سے آیا ہے)

(پ)

پرگھٹ: پرگٹ، ظاہر

پرلیوا: کبوتر اور اقسام
(س: پاراوت)

پشتی: پشت، مدد

پچھالی: پیچھے

پھند: جال، فریب

(ت)

تڑت: فوراً

تڑپھنا: تڑپنا

تنکیا: تنکا

تل: تلے، نیچے

تالاب: تالاب

تلملنا: تلملانا

تَم: تُم (قافیہ ہم اور ضم)

تمامی: تمام

تمری: تمھاری

تمن: تم، تمھارا

تمنا: تمھارا

تمہن: تم

تمیں: تم ع کہاں ہو جگر من حسینا تمیں

توئی: تو ہی

تے: سے

(ٹ)

ٹالنا: ہٹانا ع کنکر ٹالی ہو یہ کیس گیان

ٹھار: جگہ

ٹھور: جگہ

ٹیں: تو

(ج)

جاور: جابر

(ش)

شپاشپ : کشارہ وغیرہ کے چلنے کی آواز

شرو : شروع

شمال : شمار (قافیہ سال)

شورشار
شورشر } غل، ہنگامہ

(ص)

صبا : صباح، صبح

صفا : صاف

صفوراں : صفورا، (زوجہ حضرت موسیٰ۔ ایک روایت کے مطابق سالی)

(ع)

عفوہ : عفو

عیاں وار : وضاحت کے ساتھ (یہ لفظ بار بار آیا ہے)

(غ)

غلفت : غفلت

(ف)

فند : دھوکا، فریب (یہ لفظ بار بار آیا ہے)

فجر : صبح

(ق)

قبیلہ : بیوی، گھروالی

قتال آنا : جنگ کرنا

قدیر : قدر۔ شعر: خوشی دل کیا شاہ نے اس قدیر

قلم بند کرنا : درج فہرست کرنا، تحریر کرنا۔

قصد : وقت معینہ، گھڑی

(ک)

کارن : سبب

کپڑ : کپڑا

کرتار : خدا

کتے : کتنے

کٹر : سخت

کدی، کدھی : کبھی

کدخدا کرنا : کتخدائی کرنا

کرنہار : کرنے والا، خدا

کوٹھلا : کوٹھا، کمرہ

maablib.org

کھلبلنا : پریشان ہونا

کنے، کنیں : پاس

کوا، کنواں

کؤں : کو

کوئے : کوئی

کھوُنا : کھونا

کہوئے : کہو

کھیت : (کشیتر) میدان جنگ

کیتا : کتنا

کیتا : کیا (فعل)

کیئی : کی (فعل)

(گ)

گُپت : (گُپت) پوشیدہ، مخفی

گگن : آسمان

گُننا : عمل کرنا

(ل)

لک، لگ : تک

لوہا : تلوار

لوہا کرنا : جنگ کرنا

لوہو : لہو

(م)

ما : ماں

مراقب : مراقبہ

مرگ : (مِرگ)، ہرن

مشعالیں : مشعلیں

مطالع کرنا : طلوع ہونا

معداں : معدن

مقرر : قائم، لقب

منس : (منش) انسان، مرد

منے / منیں : میں

منگل گانا : خوشی کے گیت گانا

موں / موںہہ / مھوں : منہ

مؤں : میں

موہری : موری

مٹینا : مٹانا

میانے : میان، درمیان

(ن)

نا، ناں : نہ، نہیں

ناناں : نانا

نبی المختم : خاتم النبیئین

نیٹ : بالکل

نرنکار : غیر صوری، خدا

نساں : نساء، عورت

نسب قایم کرنا : گھر بسانا

نومیں : نویں

نیر : پانی

نیں } نہیں
نئیں

(و)

وُ، وو : وہ

واہ ویلا : واویلا، وائے ویلا

ودا : وداع

وس : اُس

وسواس : وسوسہ، وہم

وضا : وضع

وِن : اُن

وے : وہ (جمع)

(ہ)

ہائل : ہیبت ناک، ڈراؤنا
ناخوشگوار، سخت، بہت زیادہ
(یہ لفظ بار بار آیا ہے)

ہرول : ہراول

ہلکارے : ہرکارے

ہمن : ہم

ہمنا } : ہماری
ہمناں

ہیا : دل، حوصلہ (س : ہردے)

maablib.org

(ی)

یھاں : یہاں

یلے : یہ (جمع)